آپ مسافر

آپ ہی منزل

مومن اقبال عثمان

آپ مسافر آپ ہی منزل

(بیت بازی کے لیے اشعار)

مومن اقبال عثمان

کتاب کا نام : آپ مسافر آپ ہی منزل

مرتب : مومن اقبال عثمان

کمپوزنگ : مومن مبشر اقبال

طباعت : یونیٹی پرنٹرس، مالیگاؤں (ناسک)

تعداد اشاعت : ۵۰۰

سنہ اشاعت : ستمبر ۲۰۰۶ء

قیمت : ۵۰/روپے

زیر سرپرستی : انجمن فروغ تعلیم، بھیونڈی
ایڈوکیٹ مختار مومن کی آفس
کھوٹا تالاب مسجد شاپنگ کامپلیکس،
پہلا منزلہ، منگل بازار، بھیونڈی

موبائیل نمبر : 9326322796
9326323417

زیر نگرانی : محمد حسن فاروقی

انتساب

حروف تہجی کی ترتیب میں اشعار کی شیرازہ بندی کی اپنی پہلی کاوش کو

اپنے محسن اور ہم زلف

ڈاکٹر ضمیر حسن مشتاق مومن

کے نام معنون کرتا ہوں جو انجمن فروغ تعلیم، بھیونڈی کی تعلیمی

سرگرمیوں کے مخلص معاون اور مدّاح ہیں۔

مومن اقبال عثمان

پیش لفظ

اُردو اِسکولوں کے طلبہ کے درمیان 'بیت بازی' مقابلے کو رواج دینے والے اردو دوستوں کو میں ہمیشہ قدر کی نگاہوں سے دیکھتا رہا ہوں، پر اندازہ نہ تھا کہ میرا شمار بھی ان میں ہو سکے گا۔ لیکن خوش قسمتی سے بیت بازی کے کئی مقابلوں میں اپنے طلبہ کو شریک کروانے کا موقع نصیب ہوا۔ اپنے زیرِ تربیت طلبہ کو اِن مقابلوں میں کامیاب ہونے کا گُر سکھاتے وقت اور خود اپنے اِسکولی دور کے وقت سے یاد کیے ہوئے اشعار کے علاوہ دورِ جدید کے شعراء کے اشعار جمع کرتے ہوئے میں نے اِس بات کا کبھی لحاظ نہ رکھا کہ شعراء کے نام بھی یاد رکھوں۔ شعراء کی اہمیت مسلّم ہونے کا احساس ہوا تو اُن کے بھی نام بھی شعر کے ساتھ لکھنے کا سلسلہ شروع ہوا۔ اِس طرح ہزاروں اشعار جمع ہو گئے۔ چار پانچ ہزار اشعار میں سے دو ہزار اشعار کا انتخاب کرنا آسان نہ تھا۔ بہر حال یہ مرحلہ بھی طے ہو گیا۔

اللہ جزائے خیر دے میرے کمپیوٹر کے استاد عبدالباری مومن کو جنھوں نے 'ان پیج' کے بنیادی اصول بتائے۔ پھر اپنے بیٹے مبشر مومن کی رہنمائی میں دو ہزار سے زائد اشعار کو حروف تہجی کے لحاظ سے ترتیب دینے کا عمل دھیرے دھیرے مکمل ہوا۔

اردو کا ہر شیدائی جانتا ہے کہ ہماری پیاری زبان کی شاعری میں رنگارنگی، جذبات آفرینی اور معنویت ہے۔ دل کے نازک تاروں کو چھیڑ دینے والی نغمگی اور وجد آفریں سرشاری ہے۔ اردو شاعری کی ان لذتوں سے آشنا ہوا تو دل چاہنے لگا کہ اردو زبان کی ترویج و ترقی کے لیے نیز غیر معیاری شاعری سے نئی نسل کو بچانے کے لیے اپنے پسندیدہ اشعار کو شائع کر دیا جائے۔ اِس حقیقت کا اعتراف کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ اِن اشعار کو پریس کی پکّی سیاہی عطا کرنے کی محرک محض میری 'شاعری نوازی' نہیں ہے۔ ڈاکٹر غلام نبی مومن (اردو آفیسر بال بھارتی پونہ) جناب بلال احمد علی احمد مومن (پرنسپل، صمدیہ ہائی اسکول اینڈ جونیئر کالج، بھیونڈی) اور جناب محمد حسن فاروقی (سابق پرنسپل، جمہور ہائی اسکول اینڈ جونیئر کالج، مالیگاؤں) کا غیر معمولی اصرار بھی ہے جس کے طفیل اِن منتخبہ اشعار کی اشاعت کا مرحلہ طے ہوا۔ میرے دیرینہ رفقاء محمد رفیع احمد انصاری، اصغر حسین قریشی، ایڈوکیٹ مختار احمد جمن مومن (صدر انجمن فروغ تعلیم، بھیونڈی) اور ڈاکٹر ریحان انصاری نے بھی میری کوششوں کو سراہا اور ہر ممکن تعاون کیا۔ ابوبکر جناب اور عبدالکریم خفی (مرحوم) نے اشعار کی صحت کا خیال رکھنے کا سبق سکھایا۔ اسی لیے زیرِ نظر انتخاب کا کوئی بھی شعر یوں ہی ادھر ادھر سے نہیں لے لیا گیا ہے بلکہ مستند ادبی رسائل اور شعراء کے مجموعے ان کے ماخذات ہیں۔ اِس کے باوجود ہر شعر کو مستند ہونے کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ اردو کے باشعور قارئین کی آرا کو قبول کرنے کا جذبہ دل میں موجود ہے۔ اگر اردو اسکولوں کے اساتذہ اِس انتخاب کو بیت بازی کے لیے استعمال کریں گے تو سمجھوں گا میری محنت ٹھکانے لگی۔ میں مذکورہ بالا تمام کرم فرما کرم فرماؤں کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اِس کتاب سے مستفیض ہونے والوں سے درخواست ہے کہ اردو اسکولوں کے طلبہ کو شعر و ادب کا ذوق و شوق عطا کرے اور اُنھیں سنوارنے والوں کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

۲۰ ستمبر ۲۰۰۶ء

مومن اقبال عثمان، بھیونڈی

فہرست

نمبر	ترتیب	صفحہ نمبر	نمبر	ترتیب	صفحہ نمبر
۱	الف	۱	۱۸	ص	۴۹
۲	ب	۱۰	۱۹	ض	۵۱
۳	پ	۱۴	۲۰	ط	۵۲
۴	ت	۱۶	۲۱	ظ	۵۴
۵	ٹ	۱۹	۲۲	ع	۵۵
۶	ث	۲۱	۲۳	غ	۵۷
۷	ج	۲۲	۲۴	ف	۵۹
۸	چ	۲۵	۲۵	ق	۶۱
۹	ح	۲۸	۲۶	ک	۶۳
۰	خ	۲۹	۲۷	گ	۶۷
۱۱	د	۳۲	۲۸	ل	۷۰
۱۲	ڈ	۳۶	۲۹	م	۷۱
۱۳	ذ	۳۸	۳۰	ن	۷۷
۱۴	ر	۳۹	۳۱	و	۸۱
۱۵	ز	۴۲	۳۲	ہ	۸۵
۱۶	س	۴۴	۳۳	ی	۹۱
۱۷	ش	۴۷			

الف

آپ رواں کے اندر مچھلی بنائی تو نے — مچھلی کے تیرنے کو آبِ رواں بنایا — حالی

آپ اب جا ہی رہے ہیں تو تکلف کیسا — یہ ضروری تو نہیں ہاتھ ملایا جائے — ایس اے رزاق

آپ تو میرے مسیحا بن کے آئے تھے مگر — ہوگیا ہے آپ کے طرزِ سخن سے سینہ چاک — عبدالمتین نیاز

آپ سے اک بات کہنی ہے مجھے — چھوڑیئے خیر کوئی بات نہیں

آپ سے مل کر بہت جی خوش ہوا — پھر ملیں گے اب اجازت دیجیے — بشیر بدر

آپ شرما کے اُٹھائیں کہ جھکائیں نظریں — مرنے والا تو ہر اک بات پہ مر جائے گا

آپ فرمایئے ہم سنتے ہیں لیکن صاحب — باقی کیا ہے کہ جسے سامنے لایا جائے — ایس اے رزاق

آپ کا راز داں ہوں میں بلکہ مزاج داں ہوں میں — غیر سے میرے سامنے لطفِ ستم نما عبث — داغ دہلوی

آپ کا ساتھ، ساتھ پھولوں کا — آپ کی بات، بات پھولوں کی — مخدوم محی الدین

آپ کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر — آج اپنے غم کا اندازا ہوا — شاہ جہاں بانو یاد

آپ کیوں پریشاں ہیں ہم کو آزمانے میں — ہم تو سب سے آگے ہیں بارِ غم اٹھانے میں — اعجاز رحمانی

آپ کی یاد آتی رہی رات بھر — چشمِ نم مسکراتی رہی رات بھر — مخدوم محی الدین

آپ، وہ، جی، مگر یہ سب کیا ہے — تم مرا نام کیوں نہیں لیتیں؟ — جون ایلیا

آپ ہمراہ چل سکتے نہیں — ہم ارادہ بدل سکتے نہیں

آپ ہی اپنے ذرا جور و ستم کو دیکھیں — ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی — صبا وزیر علی

آتا ہے بار بار فریب خلوص میں — کیا سادہ لوح اپنا دلِ دردمند ہے — سورج تنویر

آتے آتے آئے گا اُن کو خیال — جاتے جاتے بے خیالی جائے گی — جلیل مانک پوری

آج آنسو تم نے پونچھے بھی تو کیا — یہ تو اپنا عمر بھر کا کام ہے — جلیل مانک پوری

آجاتی ہے جب موت تو مر جاتا ہے ہر شخص — بازار سے پھر لوٹ کے گھر جاتا ہے ہر شخص — محبوب راہی

آج بھی جیسے شانے پر تم ہاتھ مرے رکھ دیتی ہو — چلتے چلتے رک جاتا ہوں ساڑی کی دکانوں پر — جاں نثار اختر

آج بھی ہو جو براہیمؑ کا ایماں پیدا — آگ کر سکتی ہے اندازِ گلستاں پیدا — علامہ اقبال

آج یہاں تو کل ہے وہاں — ہر انساں ہے خانہ بدوش

آخر بزانہ بن بیٹھے وہ چھوٹے لوگوں میں   جس کو رتبہ دیا ہے تو نے ظرف بھی اس کو عالی دے   قتیل شفائی

آدمیت اور شے ہے، علم ہے کچھ اور چیز   کتنا طوطے کو پڑھایا پر وہ حیواں ہی رہا   ذوقؔ

آدمی کو آدمی کے کام آنا چاہیے   کام آنا آدمی کے، آدمی کا کام ہے   شہرتؔ ادیبی

آزردہ ہونٹ تک نہ ہلے اس کے روبرو   مانا کہ آپ سا کوئی جادو بیاں نہیں   صدرالدین آزردہؔ

آرہے ہیں وہ آرہے ہیں نظرؔ   ایسا ہوتا ہے کچھ گماں یارو   بشیر نظرؔ

آعندلیب مل کر کریں آہ وزاریاں   تو ہائے گل پکار، میں چلاؤں ہائے دل   سید محمد خاں رندؔ

آ کہ تجھ بن اسطرح اے دوست گھبراتا ہوں میں   جیسے ہر شئے میں کسی شئے کی کمی پاتا ہوں میں   جگرؔ مرادآبادی

آگاہ اپنی موت سے کوئی بشر نہیں   سامان سو برس کا ہے پل کی خبر نہیں

آ گیا ہو نہ کوئی بھیس بدل کر دیکھو   دو قدم سائے کے ہمراہ بھی چل کر دیکھو

آنکھ جو کچھ دیکھتی ہے لب پہ آ سکتا نہیں   محوِ حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہو جائے گی   علامہ اقبال

آنکھ سے دور نہ ہو دل سے اتر جائے گا   وقت کا کیا ہے گذرتا ہے گذر جائے گا   احمد فراز

آنکھ ملتے ہوئے جاگے گا محافظ جب تک   بھیڑ رہ جائے گی قاتل کہیں کھو جائے گا

آنکھوں میں رہا دِل میں اُتر کر نہیں دیکھا   کشتی کے مسافر نے سمندر نہیں دیکھا   بشیر بدرؔ

آنکھوں میں نمی، ہنسی لبوں پر   کیا حال ہے؟ کیا دِکھا رہے ہو   کیفی اعظمی

آنکھوں میں نور تیرا، دل میں سرور تیرا   دروازے سے ہے گھر تک سارا ظہور تیرا   میر دردؔ

آنکھیں کھلی رکھو کہ میاں ہر طرف یہاں   کاجل چرانے والے ہیں عیار، دیکھنا   عبدالسلام اظہر

آنکھیں ہوں تو ہر گام پہ مکتب ہے یہ دنیا   جینے کا سلیقہ ہو تو پیغام بہت ہے

آہٹ پہ کان، در پہ نظر، دل میں اشتیاق   کچھ ایسی بے خودی ہے ترے انتظار میں

آہ جاتی ہے فلک پر رحم لانے کے لیے   بادلو ہٹ جاؤ دے دو راہ جانے کے لیے   آغا حشر کاشمیری

آئے بھی لوگ بیٹھے بھی اُٹھ بھی کھڑے ہوئے   میں جا ہی ڈھونڈتا تری محفل میں رہ گیا   خواجہ حیدر علی آتشؔ

آئے تھے ان کے ساتھ نظارے چلے گئے   وہ شب وہ چاندنی وہ ستارے چلے گئے

آئینہ بننے کی جب خواہش ہوئی   ہم پہ سنگ و خشت کی بارش ہوئی   عارف حسین عارفؔ

آئینہ دیکھ کر خیال آیا   تم مجھے بے مثال کہتے تھے

آئینہ دیکھیے، مری صورت نہ دیکھیے   میں آئینہ نہیں، مجھے حیراں نہ کیجیے

آئینے کے سو ٹکڑے کر کے بھی یہی دیکھا   ہم ایک میں تنہا تھے، سو میں بھی اکیلے ہیں

اب اس مقام پہ لائی ہے زندگی مجھ کو   کہ چاہتا ہوں تجھے بھی بھلا دیا جائے

ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا   آگے آگے دیکھیے ہوتا ہے کیا   میر تقی میرؔ

اب تو جاتے ہیں بت کدے سے میرؔ   پھر ملیں گے اگر خدا لایا   میر تقی میرؔ

اب تو گھبرا کے یہ کہتے ہیں کہ مر جائیں گے   مر کے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائیں گے   ذوقؔ

اب تو یہ آرزو ہے وہ زخم کھائیے   تا زندگی یہ دِل نہ کوئی آرزو کرے

اب جفا کی صراحتیں بے کار   بات سے بھر سکا ہے گھاؤ کبھی   پروین شاکر

اب جو محروم توجہ ہیں تو کیوں اے ساقی   کون آیا تھا تری بزم میں ہم سے پہلے

اب دامِ مکر اور کہیں جا بچھائیے   بس ہو چکی نماز مصلےٰ اُٹھائیے

اب دل کو کسی کروٹ آرام نہیں ملتا   اک عمر کا رونا ہے دو دن کی شناسائی   شہزادؔ

اب رگوں میں جیسے ہوں شیشے کے ذرّے موجزن   سانس لینے میں کبھی ایسی تو دشواری نہ تھی   اعجاز رحمانی

اب سنبھلنے نہیں دے گا کہیں تنہائی کا بوجھ   چھوڑنے وہ مری دہلیز تک آیا ہے مجھے   ممتاز راشد

اب شوق سے بگاڑ کی باتیں کیا کرو   کچھ پا گئے ہیں آپ کے طرزِ بیاں سے ہم

اب طنز پہ کیوں مجبور کرو ہم غیر ملوث لوگوں کو   فن پیش کرو یہ فہرستِ اسمائے گرامی رہنے دو   عبدالاحد سازؔ

اب کارگہِ دہر میں لگتا ہے بہت دل   اے یار! کہیں یہ بھی ترا غم تو نہیں ہے   مجروحؔ سلطان پوری

اب کے ہم بچھڑے تو شاید کبھی خوابوں میں ملے   جس طرح سوکھے ہوئے پھول کتابوں میں ملے   احمد فرازؔ

اب گل سے نظر ملتی ہی نہیں، اب دل کی کلی کھلتی ہی نہیں   اے فصلِ بہاراں ہو رخصت، ہم حسنِ بہاراں بھول گئے   مجازؔ

اب مجھ سے کاروبار کی حالت نہ پوچھیے   آئینہ بیچتا ہوں میں اندھوں کے شہر میں   محمود سروش

اب میٹھے بول بولنے آئے ہیں لوگ جب   بیمارِ غم کے سننے کی طاقت چلی گئی   انور جلال پوری

اب نئی روشنی ہے دنیا میں   ہائے کیا ہو گئے پرانے لوگ

اب وفورِ ناتوانی سے یہ میرا حال ہے   جس جگہ میں گر پڑا، مجھ کو پڑا رہنا پڑا

اب ہمیں یہ بھی سوچنا ہوگا   سوچتے ہی رہے تو کیا ہوگا

اب یادِ رفتگاں کی بھی ہمت نہیں رہی   یاروں نے کتنی دوُر بسائی ہیں بستیاں   فراقؔ گورکھپوری

اب یہاں کوئی نہیں ہے کس سے باتیں کیجیے   یہ مگر چپ چاپ سی تصویر آتش دان پر   شکیبؔ جلالی

ابھی اِس راہ سے کوئی گیا ہے کہے دیتی ہے شوخی نقشِ پا کی تسکین
ابھی رہنے دو غریبوں کے لہو کا سودا کل خریدو گے تو کچھ اور بھی سستا ہوگا ایوب جمی
ابھی سے کیوں چھلک آئے تمہاری آنکھ میں آنسو ابھی چھیڑی کہاں ہے داستانِ زندگی میں نے غلام ربانی تاباں
ابھی سے میرے مقدر کا فیصلہ نہ کرو مری حیات کے نقشے بدل رہے ہیں ابھی
ابھی کیا ہے کل اک اک بوند کو ترسے گا مئے خانہ جو اہلِ ظرف کے ہاتھوں میں پیمانے نہیں آتے حفیظ میرٹھی
اپنوں پہ اعتماد نہ غیروں پہ اعتماد یہ کیسی چل پڑی ہے ہوا تیرے شہر میں
اپنے بھی خفا مجھ سے ہیں بیگانے بھی ناخوش میں زہرِ ہلاہل کو کبھی کہہ نہ سکا قند علامہ اقبال
اپنی حالت کا خود احساس نہیں ہے مجھ کو میں نے اوروں سے سنا ہے کہ پریشاں ہوں میں عبد الباری آسی
اپنے حدود سے نہ بڑھے کوئی عشق میں جو ذرّہ جس جگہ ہے وہیں آفتاب ہے جگر مراد آبادی
اپنے کعبہ کی حفاظت ہمیں اب خود کرنی ہے اب ابابیلوں کا لشکر نہیں آنے والا
اپنے مقصد کے لیے جھوٹ روا ظلم روا اور اپنے کو سمجھتے ہو پیمبر لوگو یوسف گوہر
اپنی نظروں میں گنہگار نہ ہوتے کیوں کر دِل ہی دُشمن ہے مُخالف کے گواہوں کی طرح
اِتنا بھی اپنی حد سے نہ آگے نکل کے چل کہتا ہے تجھ سے کون نہ چل، چل سنبھل کے چل
اتنا تو کر گئے ہیں کہ شکوہ نہ کر سکیں ملنے کی بار بار قسم کھا گئے ہیں لوگ
اِتنا نہ بڑھا پاکیِ داماں کی حکایت دامن کو ذرا دیکھ، ذرا بندِ قبا دیکھ مصطفٰے خاں شیفتہ
اِتنا نہ پاس آ کہ تجھے ڈھونڈتے پھریں اِتنا نہ دور جا کہ ہمہ وقت پاس ہو وزیر آغا
اُٹھا جو مینا بدستِ ساقی، رہی نہ کچھ تابِ ضبط باقی ہر ایک مےکش پکار اُٹھا، یہاں سے پہلے یہاں سے پہلے
اُٹھا کے جوتا جو میں نے پوچھا شروع کروں میں کہاں سے پہلے کوئی نہ مائی کا لال بولا یہاں سے پہلے یہاں سے پہلے
اُٹھتی ہیں تجھ سے یہ آہیں دلِ ناشاد عبث سننے والا نہیں کوئی، تو ہے فریاد عبث اکبر الٰہ آبادی
اُٹھ کر ابھی گئے ہیں وہ میرے قریب سے محسوس ہو رہا ہے کہ صدیاں گذر گئیں
اُٹھ کر تو آ گئے ہیں تری بزم سے مگر کچھ دل ہی جانتا ہے کہ کس دل سے آئے ہیں
اثر ہوا تو یہ تقریر کا کمال نہیں مرا خلوص مخاطب تھا میں کہاں بولا حفیظ میرٹھی
ادائے جھک کے ملتے ہو، نگہ سے قتل کرتے ہو ستم ایجاد ہو ناوک لگاتے ہو کماں ہو کر خواجہ محمد وزیر
ادا سے دیکھ لو جاتا رہے گلہ دل کا بس اک نگاہ پہ ٹھہرا ہے فیصلہ دل کا ارشد علی خاں قلق

اداسیوں کے سوا دل کی زندگی کیا ہے کسے بتائیے، خوابوں کی برہمی کیا ہے جذبی
اجالے اپنی یادوں کے ہمارے ساتھ رہنے دو نہ جانے کس گلی میں زندگی کی شام ہو جائے بشیر بدر
احساس جن کو اپنا سمجھنے پہ ہے بضد حالات کہہ رہے ہیں وہ جلوے پرائے ہیں نازش پرتاپ گڑھی
اُدھر وہ نکلے پئے عیادت اِدھر ہے دنیا سے کوچ اپنا عجیب عالم ہے کشمکش کا وہ آ رہے ہیں میں جا رہا ہوں عبد الخالق غیرت
اربابِ چمن اب کے برس جاگتے رہنا اب شاخ سے کوئی گُلِ شاداب نہ ٹوٹے اعجاز رحمانی
اردو کی محبت میں ہم آشفتہ سروں نے وہ قرض اتارے ہیں جو واجب بھی نہیں تھے
اردو ہے جس کا نام ہمیں جانتے ہیں داغ سارے جہاں میں دھوم ہماری زباں کی ہے داغ دہلوی
اس انجمن میں آپ کو آنا ہے بار بار دیوار و در کو غور سے پہچان لیجیے شہریار
اس باغ کے ہر گل سے چپک جاتی ہیں آنکھیں مشکل بنی ہے آن کے صاحب نظروں کو میر تقی میر
اس بے خودی کا حال تجھے کیا بتائیں ہم ہر سلسلہ خیال کا تجھ سے ہی جا مِلا
استغنا کی راہ کوئی آسان نہیں قدم قدم پر چاندی سونا پڑتا ہے محبوب راہی
اس جہاں میں کب کسی کا درد اپناتے ہیں لوگ رخ ہوا کا دیکھ کر، اکثر بدل جاتے ہیں لوگ
اس حسن کا شیوہ ہے جب عشق نظر آئے پردے میں چلے جانا شرمائے ہوئے رہنا متیر نیازی
اس دور میں تعلیم ہے امراضِ ملت کی دوا ہے خونِ فاسد کے لیے تعلیم مثلِ نیشتر علامہ اقبال
اس سے زیادہ اور معلم نہیں کوئی ہے خوش نصیب جس سے زمانہ ہو برخلاف داغ دہلوی
اس شہرِ بے چراغ میں جائے گی تو کہاں آ اے شبِ فراق! تجھے گھر ہی لے چلیں ناصر کاظمی
اس شہر میں انصاف کی تعریف الگ ہے جو جُرم کرائے وہی دیتا ہے سزا بھی فخر زماں
اس طرح جی کہ بعد مرنے کے کوئی تو یاد گاہ گاہ کرے
اس غیرتِ ناہید کی ہر تان ہے دیپک شعلہ سا لپک جائے ہے آواز تو دیکھو مومن
اس قدر خالی ہوا بیٹھا ہوں اپنی ذات میں کوئی جھونکا آئے گا جانے کدھر لے جائے گا باقی
اس کا کیا من بھید بتاؤں اس کا کیا انداز کہوں بات بھی میری سننا چاہے، ہاتھ بھی رکھے کانوں پر جاں نثار اختر
اُس کو خبر ہوئی تو بدل جائے گا وہ رنگ احساس تک نہ اُس کو دِلا اور دیکھ لے شہزاد احمد
اس کی تقدیر میں محکومی و مظلومی ہے قوم جو کر نہ سکی اپنی خودی سے انصاف علامہ اقبال
اُس کے جانے سے ہیں موسم کی بہاریں بے رس پیڑ چپ چاپ، ہوا بند ہے، غنچے خاموش جاوید ندیم

اس کی رحمت کو بدستور یوں ہی رہنے دو   ایک نقطہ بھی بڑھاؤ گے تو زحمت ہوگی

اس گلشنِ ہستی میں عجب دید ہے لیکن   جب چشم کھلی گل کی تو موسم ہے خزاں کا   سودا

اسلام کی فطرت میں قدرت نے لچک دی ہے   اتنا ہی وہ اُبھرے گا جتنا کہ دبا دیں گے   صفی لکھنوی

اس نقشِ پا کے سجدے نے کیا کیا کیا ذلیل   میں کوچۂ رقیب میں بھی سر کے بل گیا   مومن

اُس نے جلتی ہوئی پیشانی پہ جب ہاتھ رکھا   رُوح تک آ گئی تاثیر مسیحائی کی   پروین شاکر

اُس نے کیا جانے کیا کیا لے کر   دِل کسی کام کا نہیں ہوتا   مومن

اس وقت انتظار کا عالم نہ پوچھیے   جب کوئی بار بار کہے آ رہا ہوں میں

اسی باعث تو قتلِ عاشقاں سے منع کرتے تھے   اکیلے پھر رہے ہو یوسفِ بے کارواں ہو کر   خواجہ محمد وزیر

اسے ڈھونڈ سب سے پہلے جو ملا نہیں ہے تجھ کو   یہ ستارے آسماں کے کبھی پھر شمار کرنا   قتیل شفائی

اُسی کا شہر، وہی مدّعی، وہی مُنصف   ہمیں یقین ہے اپنا قصور نکلے گا

اُسے یقین ہے میں اُس کے اختیار میں ہوں   مرے مزاج سے اب تک وہ آشنا کم ہے   اختر نظمی

اشعار مرے یوں تو زمانے کے لئے ہیں   کچھ شعر فقط ان کو سنانے کے لئے ہیں   جاں نثار اختر

اشکوں سے خبردار کہ آنکھوں سے نہ نکلیں   گر جائیں یہ موتی تو اٹھائے نہیں جاتے

اصلاح کیجیے تو لگے ہے انا کو ٹھیس   لغزش پہ ٹوکیے تو برا مانتے ہیں لوگ

اطمینان و سکون کی دولت   آج کل کس کے پاس کتنی ہے؟   منشاء الرحمان منشاء

اغیار مہر و ماہ سے آگے نکل گئے   الجھے ہوئے ہیں صبح کی پہلی کرن سے ہم   علامہ اقبال

افسردہ خاطری وہ بلا ہے کہ شیفتہؔ   طاعت میں کچھ مزہ ہے نہ لذّت گناہ میں   مصطفیٰ خاں شیفتہ

اقبالؔ بڑا اپدیشک ہے من باتوں میں موہ لیتا ہے   گفتار کا یہ غازی تو بنا کردار کا غازی بن نہ سکا   علامہ اقبال

اقبالؔ بھی اقبال سے آگاہ نہیں ہے   کچھ اس میں تمسخر نہیں واللہ نہیں ہے   علامہ اقبال

اک آدمی کی بڑی قدر ہے مرے دل میں   بھلا تو وہ بھی نہیں ہے مگر برا کم ہے   اختر نظمی

اک آگ لگا رکھی ہے خورشیدِ ستم گر نے   اے ابرِ کرم سلسلۂ آب نہ ٹوٹے   اعجاز رحمانی

اکبر در بت خانہ پر ایسا جما ملتا نہیں   ساری خدائی اک طرف اُس بت کی صحبت اک طرف   اکبر الٰہ آبادی

اک پُر سکوں پہاڑ کے بنگلے میں رات ہم   شبنم کی طرح پھول کی آنکھوں میں سوئے تھے   بشیر بدرؔ

اک جنازہ جا رہا ہے دوش پر تقدیر کے   دیکھ فانیؔ وہ تری تدبیر کی میّت نہ ہو   فانی بدایونی

اِک چھت کے نیچے رہ کے بھی اک دوسرے کا خوف   آسیب کا ہے سایہ مرے خاندان پر   عبدالسلام اظہر

اک طرزِ تغافل ہے سو وہ اُن کو مبارک   اک عرضِ تمنا ہے سو ہم کرتے رہیں گے   فیض احمد فیض

اک طرف مفسدوں کے ہنگامے   رحمتِ ذوالجلال ایک طرف   الحق خضر

اک میں ہوں مجھ کو آپ کا ہر دم خیال ہے   اک آپ ہیں کہ آپ نے مجھ کو بھلا دیا

اک ہوک سی دل میں اٹھتی ہے اک درد جگر میں ہوتا ہے   ہم رات کو اٹھ کر روتے ہیں جب سارا عالم سوتا ہے

اکھڑی ہوئی سانسوں کا نہیں کوئی بھروسہ   ہو جائے کہاں ختم سفر کہہ نہیں سکتے

اگر بخشے زہے قسمت نہ بخشے تو شکایت کیا   سرِ تسلیم خم ہے جو مزاجِ یار میں آئے

اگر چہ مشترک ہیں سب کی سوچوں کے مسائل   مگر سب لوگ پھر بھی اپنا اپنا سوچتے ہیں   محبوب راہی

اگر عثمانیوں پہ کوہِ غم ٹوٹا تو کیا غم ہے   کہ خونِ صد ہزار انجم سے ہوتی ہے سحر پیدا   علامہ اقبال

اگر واقعی تم پریشان ہو   کسی اور سے تذکرہ مت کرو   بشیر بدرؔ

الٹی ہو گئیں سب تدبیریں کچھ نہ دوا نے کام کیا   دیکھا اس بیماریٔ دل نے آخر کام تمام کیا   میر تقی میرؔ

الجھا ہے پاؤں یار کا زلفِ دراز میں   لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا   مومن خاں مومنؔ

الفاظ کے پتھر ہیں نہ معنی کی چٹانیں   احساس کا قصہ ہے چلو تم کو سنا دیں

الفاظ کے پیچوں میں الجھتے نہیں دانا   غواص کو مطلب ہے صدف سے کہ گہر سے   علامہ اقبال

الٰہی خیر میرے کارواں کی   جسے دیکھو امیرِ کارواں ہے   بسمل شاہجہانپوری

الٰہی راہِ محبت کو طے کریں کیوں کر   یہ راستہ تو مُسافر کے ساتھ چلتا ہے   احمد سہارن پوری

اللہ رے یہ ذوقِ تجسس کی بلندی   گم منزلِ ہستی ہے مگر ڈھونڈ رہے ہیں

اُمید کی مدھم سی لو بھی ہو تو پیاری ہے   یہ ایک کرن تنہا ظلمات پہ بھاری ہے

امیرؔ جمع ہیں احباب، حالِ دل کہہ لے   پھر اس مقام پہ عمرِ رواں ملے نہ ملے

امیرِ شہر غریبوں کو لوٹ لیتا ہے   کبھی بہ حیلۂ مذہب کبھی بنامِ وطن   احمد فراز

امیر شہر کی ہمدردیوں سے بچ کے رہو   یہ سر کا بوجھ نہیں سر اتار لیتا ہے

اندازِ بیاں گرچہ بہت شوخ نہیں ہے   شاید کہ اتر جائے ترے دل میں مری بات   علامہ اقبال

اِن دِنوں رائج ہوا ہے خوب طرزِ منصفی   خوں بہا تھا جس کا حق اُس کی گرفتاری ہوئی   انتظار نعیم

اندھیری رات، طوفانی ہوا، ٹوٹی ہوئی کشتی   یہی اسباب کیا کم تھے کہ اس پر نا خدا تم ہو

اندھے کنویں میں ڈال کے مجھ کو چلا گیا — وہ بے وفا لہو جو مرے بھائیوں میں تھا

انساں کے حق میں اہلِ سیاست یا مُفلسی؟ — کچھ فیصلہ تو ہو کہ خطرناک کون ہے؟ — عبدالسلام اظہر

ان سے ملے جو آج تو محسوس یہ ہوا — جیسے کہ مل رہے ہوں کسی اجنبی سے ہم

انصاف یہ کہ اُن کے سوالوں کا کیا جواب — باتیں اگرچہ ہم بھی بناتے ہیں جھوٹ سچ — داغ دہلوی

ان کا جو فرض ہے وہ اہلِ سیاست جانیں — میرا پیغام محبت ہے جہاں تک پہنچے — جگر مرادآبادی

ان کا مزاج بھی تو کسی گل سے کم نہیں — غم کی ہوا چلی ہے تو مرجھا گئے ہیں لوگ

اُن کو دیکھا ہے قفس میں تھے جو معمارِ قفس — حادثے ایسے بھی ہوں گے یہ کہاں سوچا تھا میں — صمد علی تیر

اُن کو روز اک تازہ حیلہ، ایک خنجر چاہیئے — ہم کو روز اک جاں نئی اور اک نیا سر چاہیئے — وحید اختر

ان کی آنکھوں نے خدا جانے کیا کیا جادو — کہ طبیعت مری مائل کبھی ایسی تو نہ تھی — بہادر شاہ ظفر

اُن کی پلکوں پر ستارے اپنے ہونٹوں پر ہنسی — قصۂ غم کہتے کہتے ہم کہاں تک آ گئے

اُن کی تعمیر بھی تخریب نظر آتی ہے — جن کی جانب سے خیالات بدل جاتے ہیں — رئیس مالیگانوی

ان کی تقدیر میں پیوندِ زمیں ہونا تھا — گرتی دیوار کو جو لوگ بچانے آئے

ان کے دیکھے سے جو آ جاتی ہے منہ پر رونق — وہ سمجھتے ہیں کہ بیمار کا حال اچھا ہے — مرزا غالب

اُن کی صورت دیکھتے رہتے ہیں ہم — دیکھیے کس وقت ہو ارشاد کیا — داغ دہلوی

ان کی نظر میں میری تباہی کے واسطے — اتنا خلوص تھا کہ شکایت نہ ہو سکی

انگریزی درس گاہ میں بچوں کو بھیج کر — انجمؔ کو ناز و فخر ہے اُردو زبان پر — انجم

انہی پتھروں پہ چل کر اگر آ سکو تو آؤ — مرے گھر کے راستے میں کوئی کہکشاں نہیں ہے — بشیر بدر

انہی راستوں نے جن پر کبھی تم تھے ساتھ میرے — مجھے روک روک پوچھا ترا ہم سفر کہاں ہے

انیسؔ آساں نہیں آباد کرنا گھر محبت کا — یہ اُن کا کام ہے جو زندگی برباد کرتے ہیں — میر انیس

اُنھیں ثمر کی تمنا نہ چھاؤں کی خواہش — یہ لوگ پیڑ لگاتے ہیں بھول جاتے ہیں

او جانے والے آ کہ ترے انتظار میں — رستے کو گھر بنائے زمانے گذر گئے

اور بازار سے لے آئے اگر ٹوٹ گیا — جامِ جم سے یہ مرا جامِ سفال اچھا ہے — مرزا غالب

اور تو کچھ نہ ہوا پی کے بہک جانے سے — بات مئے خانے کی باہر گئی مئے خانے سے

اور تو کیا ملا مجھ کو مری محنت کا صلہ — چند سکے ہیں مرے ہاتھ میں چھالوں کی طرح

اور کچھ روز مرا ساتھ گوارہ کر لو — تم کو آ جائے گا تنہا بھی نمایاں ہونا — انجم فوقی بدایونی

اوروں جیسے ہو کر بھی ہم باعزت ہیں بستی میں — کچھ لوگوں کا سیدھا پن ہے کچھ اپنی عیاری ہے — ندا فاضلی

اوّل ہی سے ہے اُن کا خوشامد طلب مزاج — پھر ہاں میں ہاں ندیم ملاتے ہیں جھوٹ سچ — داغ دہلوی

اہلِ دل زمانے کو ساتھ لے کے چلتے ہیں — جو یقیں نہیں رکھتے راستے بدلتے ہیں

اہلِ فنا کو نام سے ہستی کے ننگ ہے — لوحِ مزار بھی مرے سینے پہ سنگ ہے

ایّامِ مصیبت کے تو کاٹے نہیں کٹتے — دن عیش کے گھڑیوں میں گذر جاتے ہیں کیسے؟ — کرامت علی شہیدی

اے اہلِ چمن رکھ لو یہ تحفۂ گل اپنا — مجھ کو مرا حق دے دو انعام نہیں لوں گا — فنا نظامی

اے پرائی مسرّتو! آ کر — میرے گھر بھی کبھی قیام کرو — محبوب راہی

اے ذوقؔ تکلف میں ہے تکلیف سراسر — آرام سے ہے وہ جو تکلف نہیں کرتا — ذوق

اے ذوقؔ کس کو چشمِ حقارت سے دیکھیے — سب ہم سے ہیں زیادہ، کوئی ہم سے کم نہیں — ذوق

اے ذوقؔ کسی ہمدمِ دیرینہ کا ملنا — بہتر ہے ملاقاتِ مسیحا و خضر سے — ذوق

اے ریشمی احساس میں اُلجھے ہوئے لمحو! — تسنیمؔ کو رو کو نہ، اسے کام بہت ہے — تسنیم

ایسا کبھی نہ ہو کہ پلٹ کر نہ آ سکوں — ہر بار دور جا کے صدائیں مجھے نہ دو

ایسا نہ ہو کہ مجھ سے بگڑ جائے راہ میں — سب سے مرا طریق ہے اے راہبر خلاف — داغ دہلوی

ایسے کم ظرف نہیں ہیں جو بہکتے جائیں — گل کی مانند جدھر جائیں، مہکتے جائیں — دلہن بیگم

ایسے گزر گیا ہے مجھے گھورتا ہوا — جیسے وہی تو ہوں جو سمجھتا ہے وہ کہ ہوں — رشید کوثر فاروقی

اے شمع تجھ پہ رات یہ بھاری ہے جس طرح — میں نے تمام عمر گذاری ہے اس طرح — ناطق لکھنوی

اے شمع تیری عمرِ طبعی ہے ایک رات — ہنس کر گذار یا اسے رو کر گذار دے — ذوق

اے طائرِ لاہوتی اُس رزق سے موت اچھی — جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی — علامہ اقبال

ایک آنسو بھی نہ رو کو دل میں — اور خوش رہنے کی عادت سیکھو

ایک بازی ظرف کی ہے ایک ہے شطرنج کی — آخری مہرہ بچا ہے، تو چلے یا میں چلوں

ایک پتھر کی بھی تقدیر سنور سکتی ہے — شرط یہ ہے کہ سلیقہ سے تراشا جائے — شاہد صدیقی

ایک پل کے رکنے سے دور ہو گئی منزل — صرف ہم نہیں چلتے راستے بھی چلتے ہیں

ایک تشنّج، اک ہچکی، پھر اک نیلی زہریلی قے — سب کچھ لکھ دینے جیسا ہیجان اُبھرتا آتا ہے — عبدالاحد ساز

ایک، دو، تین، چار، پانچ نہیں میری ساری خطائیں معاف کرو نوحؔ ناروی
ایک سے پھول گلستاں میں کھلا کرتے ہیں پھر بھی ہر پھول کی تقدیر جدا ہوتی ہے
ایک سے حالات بن جاتے ہیں قدرِ مشترک اجنبیوں میں نکل آتے ہیں کچھ دمساز بھی سلطانہ مہرؔ
ایک لگی کے دو ہیں اثر، دونوں حسبِ مراتب ہیں لَو جو لگائے شمع کھڑی ہے رقص میں ہے پروانہ بھی آرزوؔ لکھنوی
ایک مدت سے تری یاد بھی نہ آئی نہ ہمیں اور ہم بھول گئے ہوں تجھے ایسا بھی نہیں فراقؔ
ایک ناکام ترے در کدھر جائے گا خاک بن کر تری راہوں میں بکھر جائے گا
ایک ہو جائیں تو بن سکتے ہیں خورشیدِ مبیں ورنہ ان بکھرے ہوئے تاروں سے کیا بات بنے ابوالمجاہد زاہدؔ
ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز نہ کوئی بندہ رہا اور نہ کوئی بندہ نواز علامہ اقبالؔ
اے گرفتارِ تیرگی تو نے شمع دیکھی تو ڈر ہی جائے گا
اے مرے لوگو! نہ جانے کُوچ کب کرنا پڑے کیا کبھی سوچا سفر کی کتنی تیاری ہوئی انتظار رحیم
اے موجِ بلا اُن کو بھی ذرا دو چار تھپیڑے ہلکے سے کچھ لوگ ابھی تک ساحل سے طوفاں کا نظارہ کرتے ہیں جذبیؔ
اے ہم نفس! ہے سانس پہ موقوف زندگی یعنی کہ یہ چراغ ہے روشن ہواؤں سے

ب

باپ کا ہے جبھی پسر وارث ہو ہنر کا بھی اُس کے گر وارث الطاف حسین حالیؔ
بات اُلجھی تھی تو باتوں سے سلجھ سکتی تھی جانے کس زعم میں ہم تیغ و سناں تک آئے مومن جان عالم رہبر
بات پر واں زبان کٹتی ہے وہ کہیں اور سنا کرے کوئی مرزا غالبؔ
بات حق ہے تو پھر قبول کرو یہ نہ دیکھو کہ کون کہتا ہے دوکر راہیؔ
بات کرنے کا سلیقہ چاہیئے پھر جو کہنا ہے، وہ کہنا چاہیئے دوکر راہیؔ
بات کم کیجیے ذہانت کو چھپاتے رہیئے اجنبی شہر ہے یہ، دوست بناتے رہیئے ندا فاضلیؔ
بارِ الم اُٹھایا رنگِ نشاط دیکھا آئے نہیں ہیں یوں ہی انداز بے حسی کے
بار بار اس کے در پہ جاتا ہوں حالت اب اضطراب کی سی ہے میر تقی میرؔ
بارے دنیا میں رہو غم زدہ یا شاد رہو ایسا کچھ کر کے چلو یاں کہ بہت یاد رہو میر تقی میرؔ
بازیچۂ اطفال ہے دُنیا مرے آگے ہوتا ہے شب و روز تماشا مرے آگے مرزا غالبؔ

باعثِ لاغری کے جب نظر آیا نہ میں ہنس کے وہ کہنے لگے بستر کو جھاڑا چاہیئے
باعمل چوم چکے چاند ستاروں کی جبیں بے عمل ہاتھ کی ریکھا میں مقدر دیکھیں
باغباں نے آگ دی جب آشیانے کو مرے جن پہ تکیہ تھا وہی پتے ہوا دینے لگے ثاقبؔ
باغِ بہشت سے مجھے حکمِ سفر دیا تھا کیوں کارِ جہاں دراز ہے اب میرا انتظار کر علامہ اقبالؔ
باغ میں لگتا نہیں صحرا سے گھبراتا ہے جی اب کہاں لے جا کے بیٹھیں ایسے دیوانے کو ہم نظیر اکبر آبادی
بالآخر تھک ہار کے یارو ہم نے بھی تسلیم کیا اپنی ذات سے عشق ہے سچا، باقی سب افسانے ہیں
باہر بھٹک رہے تھے تو بستی خراب تھی اب گھر میں آ گئے ہیں تو لگتا ہے گھر خراب اخترؔ خانقاہی
بتوں سے تجھ کو اُمیدیں، خدا سے نومیدی مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے علامہ اقبالؔ
بٹھا کے عرش پہ رکھا ہے تو نے اے واعظ خدا وہ کیا ہے جو بندوں سے احتراز کرے علامہ اقبالؔ
بجھ رہے ہیں چراغ دیر و حرم دِل جلاؤ کہ روشنی کم ہے سحابؔ قزلباش
بچوں کے ساتھ جھاڑیوں میں جگنو ڈھونڈیے دل کے معاملات میں بچپن بھی چاہیئے بشیر بدرؔ
بحریں ہیں جتنی توڑ کے نالے میں پھینک دو احساس کو الفاظ میں ڈھل جانا چاہیئے
بدلا بدلا ہے مزاجِ اہلِ قریہ اِن دنوں اب اثر کرتے نہیں آپ کے ارشاد بھی عبدالسلام اطہر
بدلتا رہتا ہے وہ اختیار کے موسم کہ بادشاہ بھی، لاچار بھی بناتا ہے ظفر ہاشمی
بُرا نہ مانیے لوگوں کی عیب جوئی کا اُنھیں تو دِن کا بھی سایہ دِکھائی دیتا ہے شکیب جلالی
برباد گلستاں کرنے کو جب ایک ہی الو کافی تھا ہر شاخ پہ الو بیٹھے ہیں انجام گلستاں کیا ہوگا
برق کا آسمان پر ہے دماغ پھونک کر میرے آشیانے کو
بڑے پاک باطن، بڑے صاف طینت ریاضؔ آپ کو کچھ ہمیں جانتے ہیں ریاضؔ خیرآبادی
بڑے سیدھے سادے، بڑے بھولے بھالے کوئی دیکھے اس وقت چہرہ تمہارا
بڑے شوق سے سُن رہا تھا زمانہ ہمیں سو گئے داستاں کہتے کہتے ثاقبؔ لکھنوی
بڑے گھروں میں رہی ہے بہت زمانے تک خوشی کا جی نہیں لگتا غریب خانے میں نعمان شوقؔ
بڑے موذی کو مارا نفسِ امّارہ کو گر مارا نہنگ و اژدہا و شیرِ نر مارا تو کیا مارا ذوقؔ
بزمِ احباب میں اے داغؔ کبھی تو ہنس بول دیکھتے ہیں تجھے ہر وقت پریشان بہت داغؔ دہلوی
بس بہت وقت کیا شعر کے فن میں ضائع میرؔ اب پیر ہوئے ترکِ خیالات کرو میر تقی میرؔ

بس تصرف میں یہ ہمارے ہیں — ورنہ یہ جان و مال سب تیرے — بشیر ظفر

بستیاں چاند ستاروں پہ بسانے والو — کرۂ ارض پر بجھتے چلے جاتے ہیں چراغ

بس یوں سمجھ لو مجھ کو اُمید سحر نہ تھی — کیا پوچھتے ہو رات گزاری ہے کس طرح

بعد از خدا جو آپ کے احکام پر چلا — دنیا میں ہو گیا وہی ذی شان، یا رسول ﷺ — ریحانہ ایوب پروین

بعض اوقات کسی اور کے ملنے سے عدمؔ — اپنی ہستی سے ملاقات بھی ہو جاتی ہے — عبدالحمید عدمؔ

بعض اوقات نصیحت کا سہارا لے کر — بعض احباب بڑی دل شکنی کرتے ہیں

بک رہا ہوں جنوں میں کیا کیا کچھ — کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی — مرزا غالبؔ

بکھرنے لگتا ہوں جب میں صدموں سے ٹوٹنے پر — سنوار دیتا ہے مجھ کو تیرا کمال ربی — شاکر ادیبی

بگڑے ہوئے ہیں ضد پہ ہیں کون ان سے کیا کہے — اس وقت بات بات کے دفتر بنائیں گے

بلا کے بات بھی کی اور مسکرا بھی دیا — کیا شہید بھی قاتل نے خوں بہا بھی دیا — عزیز صفی پوری

بلائے جاں ہے غالبؔ اُس کی ہر بات — عبارت کیا، اشارت کیا، ادا کیا — مرزا غالبؔ

بلبل کے کاروبار پہ ہیں خندہ ہائے گُل — کہتے ہیں جس کو عشق خلل ہے دماغ کا — مرزا غالبؔ

بلند ہے تو یہ مطلب نہیں کہ غیر بھی ہے — زمین ہی کے لیے آسمان ہوتا ہے — ایس اے رزاقؔ

بنا کر فقیروں کا ہم بھیس غالبؔ — تماشائے اہلِ کرم دیکھتے ہیں — مرزا غالب

بناوٹ کی شیخی نہیں رہتی شیخ! — یہ عزت تو جائے گی پر جائے گی — الطاف حسین حالیؔ

بنایا عشق نے دریائے ناپید اکراں مجھ کو — یہ میری خودنگہ داری مرا ساحل نہ بن جائے — علامہ اقبالؔ

بند تھیں آنکھیں کسی کی یاد میں — موت آئی اور دھوکا کھا گئی — علامہ اقبالؔ

بندشِ الفاظ جڑنے سے نگوں کے کم نہیں — شاعری بھی کام ہے آتشؔ مرصع ساز کا — آتشؔ

بن کے پربت روز آئیں مسئلے — پربتوں کو روز میں رائی کروں — شکیل احمد شکیلؔ

بوٹ ڈاسن نے بنایا میں نے اک مضموں لکھا — ملک میں مضموں نہ پھیلا اور جوتا چل گیا — اکبر الہ آبادی

بہاریں کیوں چمن سے ہیں گریزاں — ذرا سوچیں یہ اربابِ گلستاں — طاہر تلہری

بہت پہلے سے ان قدموں کی آہٹ جان لیتے ہیں — تجھے اے زندگی ہم دور سے پہچان لیتے ہیں — جگر مراد آبادی

بہت جی خوش ہوا اے ہم نشیں کل جوشؔ سے مل کر — ابھی اگلی شرافت کے نمونے پائے جاتے ہیں — جوشؔ

بہت جی خوش ہوا حالیؔ سے مل کے — ابھی کچھ لوگ باقی ہیں جہاں میں — الطاف حسین حالیؔ

بہت حسین سہی صحبتیں گلوں کی مگر — وہ زندگی ہے جو کانٹوں کے درمیاں گذرے

بہت دنوں سے نہیں ہے کچھ اس کی خیر خبر — چلو فرازؔ کوئے یار چل کے دیکھتے ہیں — احمد فراز

بہت لگتا ہے دِل صحبت میں اُس کی — وہ اپنی ذات سے اک انجمن ہے — حالیؔ

بہت ہنس رہے ہیں یہ نادان غنچے — ابھی باغباں کو نہیں جانتے ہیں — جگر مراد آبادی

بے تعلق ہے شب و روز کے ہنگاموں سے — دم بخود اپنے ہی احساس کا مارا اک شخص — مخمورؔ سعیدی

بیتے ہوئے دنوں کی حلاوت کہاں سے لائیں — اک میٹھے میٹھے درد کی لذت کہاں سے لائیں

بیٹھا ہوا تھا دیر سے ساحل پہ میں اُداس — یہ کس کا عکس جھیل کے پانی میں آ گیا — شاہد احسن مراد آبادی

بیٹھا ہوں جیسے ریل کی چوتھی نشست پر — جاری ہے زندگی کا سفر بس کسی طرح — ابو بکر

بیٹھا ہے اپنے سر کو گریباں میں ڈال کے — اڑتا ہے مگر کھولے ہوئے پر خیال کے — انشاء اللہ خاں انشاءؔ

بیٹھ جاتا ہوں جہاں چھاؤں گھنی ہوتی ہے — ہائے ! کیا چیز غریب الوطنی ہوتی ہے — حفیظؔ جون پوری

بیٹھے تکتے تو ہیں کنکھیوں سے — یہ نہیں پوچھتے کھڑے کیوں ہو

بیٹھے بیٹھے مجھے آیا ہے گناہوں کا خیال — آج شاید تری رحمت نے کیا یاد مجھے

بے چین بہت پھرنا گھبرائے ہوئے رہنا — اک آگ سی جذبوں کی دہکائے ہوئے رہنا — منیرؔ نیازی

بے حسوں کو عذابِ الٰہی بھی کم — دیدہ ور کے لیے ایک ٹھوکر بہت — عزیزؔ بگھروی

بے خطر کود پڑا آتشِ نمرود میں عشق — عقل ہے محوِ تماشائے لبِ بام ابھی — علامہ اقبالؔ

بے خودی بے سبب نہیں غالبؔ — کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے — مرزا غالبؔ

بے خودی لے گئی کہاں ہم کو — دیر سے انتظار ہے اپنا — میر تقی میر

بے زبانی ترجمانِ شوق بے حد ہو تو ہو — ورنہ پیشِ یار کام آتی ہیں تقریریں کہیں — حسرتؔ موہانی

بے ساختہ نگاہیں جو آپس میں مل گئیں — کیا منہ پہ اُس نے رکھ لیے آنکھیں چرا کے ہاتھ — نظامؔ رام پوری

بیساکھیوں کا جادو بھی کتنا عجیب ہے — اظہرؔ تمام بونے یہاں سُرخ رو ہوئے — عبدالسلام اظہرؔ

بے سروپا آرزوئیں پالنے سے فائدہ — بوجھ اُٹھائے پھر رہا ہوں میں بھی کیا بے کار سا — ریاض مجید

بے عذر وہ کر لیتے ہیں وعدہ یہ سمجھ کر — یہ اہلِ مروت ہیں تقاضا نہ کریں گے — جعفر علی حسرتؔ

بے غرض یوں تو کسی سے اب کوئی ملتا نہیں — آئے ہیں تو بے جھجک کہہ دیجیے کیا کام ہے — سراجؔ طاہر

بے گناہوں میں چلا زاہد جو اُس کو ڈھونڈنے — مغفرت بولی ادھر آ، میں گنہگاروں میں ہوں — امیرؔ مینائی

پیڑ پر کس نے اُتارا پت جھڑ   پھر اسے سبز قبا کس نے دی   سلیم شہزاد
پیکر تراشتے رہے خوابوں کے عُمر بھر   وہ لوگ زندگی کے حقائق سے ڈر گئے
پھر دیکھیے اندازِ گل افشانیٔ گفتار   رکھ دے کوئی پیانۂ صہبا مرے آگے   مرزا غالبؔ
پھر رہا ہے شہر کے سب سے حسیں بازار میں   اِک اذیّت ناک محرومی لیے گھر جائے گا
پھر کوئی گُنہ کرنے کی جرأت نہیں ہوتی   احساس یہ ہو جائے کہ تو دیکھ رہا ہے   خورشید انصاری
پھر مرے سر پہ کڑی دھوپ کی بوچھار گری   میں جہاں جا کے چھپا تھا وہیں دیوار گری   قیصر الجعفری
پھر وضعِ احتیاط سے رُکنے لگا ہے دَم   برسوں ہوئے ہیں چاک گریباں کیے ہوئے
پھر وہی چال چل کے دکھلادو   لوگ قائل نہیں قیامت کے
پھر نظر میں پھول مہکے، دِل میں پھر شمعیں جلیں   پھر تصوّر نے لیا اُس بزم میں جانے کا نام   فیض احمد فیضؔ
پھول تو دو دِن بہارِ جاں فزا دکھلا گئے   حسرت اُن غنچوں پہ ہے جو دِن کھلے مُرجھا گئے
پھول کی پتّی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر؟   مردِ ناداں پر کلامِ نرم و نازک بے اثر   علامہ اقبالؔ
پھول کھلے ہیں گلشن گلشن   لیکن اپنا اپنا دامن   جگر مرادآبادی
پھول، گل، شمس و قمر سارے ہی تھے   پر ہمیں اِن میں تمہیں بھائے بہت   میر تقی میرؔ
پہروں وہ ساتھ ساتھ رہے بُت بنے ہوئے   ہم سوچتے ہی رہ گئے پتھر سے کیا کہیں

ت

تاب لائے ہی بنے گی غالبؔ   واقعہ سخت ہے اور جان عزیز   مرزا غالبؔ
تاب و طاقت، صبر و راحت، جان و ایماں، عقل و ہوش   ہائے کیا کہیے کہ دل کے ساتھ کیا کیا جائے ہے   مومن خاں مومنؔ
تاثیر کے لیے جہاں تحریف کی گئی   اک جھول بس وہیں پہ فسانے میں رہ گیا   حفیظ میرٹھی
تاروں کا گوشمار میں آنا محال ہے   لیکن کسی کو نیند نہ آئے تو کیا کرے
تبسم اک بڑی دولت ہے میں بھی اس کا قائل ہوں   مگر یہ آنسوؤں کا ایک شیریں نام ہے ساقی   جوشؔ
تنہائی کا مزہ تو ہے بس تیرگی کے ساتھ   تم روشنی کرو گے تو سایہ بھی آئے گا   طاہر تلہری
تجاہل دیکھیے، کہتے ہیں عارفؔ کو ہوا کیا ہے   وہ جن کی آرزو میں چاک داماں کر لیا میں نے   عارف حسین عارفؔ
تجھ سے تو کچھ کلام نہیں لیکن اے ندیم   میرا سلام کہیو اگر نامہ بر ملے   مرزا غالبؔ

تجھ سے جو عرضِ حال کرتا ہے   سچ تو یہ ہے کمال کرتا ہے   داغؔ دہلوی
تجھ سے ملنا تھا مگر موڑ سے ہم لوٹ آئے   نقش قدموں کے تری راہ گذر میں تھے بہت
تجھ کو دیکھا ہے میری نظروں نے تیری تعریف ہو مگر کیسے   نہ زُباں کو دکھائی دیتا ہے نہ نگاہوں سے بات ہوتی ہے
تجھے بھول جانے کی کوششیں، کبھی کامیاب نہ ہو سکیں   تری یاد شاخِ گلاب ہے، جو ہوا چلی تو لچک گئی
تجھے فضل کرتے نہیں لگتی بار   نہ ہو تجھ سے مایوس اُمیدوار   میر حسن
ترا چپکے سے آنا کھٹکھٹانا دل کا دروازہ   مرا آواز دینا اور ترا خاموش ہو جانا
ترا وصفِ خاص ہے اکبری، مجھے اصغری سے شرف ملے   تری کبریائی عروج ہے، مرا کبر میرا زوال ہے   مومن جانعالم رہبر
ترچھے ترچھے تیر نظر کے چلتے ہیں   سیدھا سیدھا دل پہ نشانہ لگتا ہے   کیفؔ بھوپالی
تر دامنی پہ شیخ ہماری نہ جائیو   دامن نچوڑ دیں تو فرشتے وضو کریں
ترکِ تعلقات کو اِک لمحہ چاہیے   لیکن تمام عمر مجھے سوچنا پڑا   فنا نظامی
تری بندہ پروری سے مرے دن گذر رہے ہیں   نہ گلہ ہے دوستوں کا نہ شکایتِ زمانہ
تری درگاہ میں بے بس پیمبر   ڈبو دیتا ہے بیٹا نوح کا تو'   رؤف خیرؔ
ترے وعدے پر جیئے ہم تو یہ جان جھوٹ جانا   کہ خوشی سے مر نہ جاتے اگر اعتبار ہوتا   مرزا غالبؔ
تسلیم کی خوگر ہے جو چیز ہے دنیا میں   انسان کی ہر قوت سرگرمِ تقاضا ہے   علامہ اقبالؔ
تشنہ لبی نے جب بھی ذوقِ عمل دیا ہے   رِندوں نے مئے کدے کا ساقی بدل دِیا ہے   ملک زادہ منظور احمد
تعلیم عورتوں کی ضروری تو ہے مگر   خاتونِ خانہ ہوں وہ سبھا کی پری نہ ہوں   اکبرؔ الہ آبادی
تعلیم کا شور ایسا تہذیب کا غُل اتنا   برکت جو نہیں ہوتی نیت کی خرابی ہے   اکبرؔ الہ آبادی
تقدیر کا شکوہ بے معنی، جینا ہی تجھے منظور نہیں   آپ اپنا مقدر بن نہ سکے اِتنا تو کوئی مجبور نہیں
تقدیر کے پابند نباتات و جمادات   مومن فقط احکامِ الٰہی کا ہے پابند   علامہ اقبالؔ
تقدیر کے قاضی کا یہ فتویٰ ہے ازل سے   ہے جُرمِ ضعیفی کی سزا مرگِ مفاجات   علامہ اقبالؔ
تقلید کی روش سے تو بہتر ہے خودکشی   رستہ بھی ڈھونڈ، خضر کا سودا بھی چھوڑ دے   علامہ اقبالؔ
تکلف کم سے کم ہوتا چلا ہے   وہ ہم پر دھیرے دھیرے کھل رہے ہیں   محبوب راہی
تُم آسماں کی بلندی سے جلد لوٹ آنا   ہمیں زمیں کے مسائل پہ بات کرنی ہے   شاعر جمالی
تم آگئے، زہے قسمت! تمہاری عُمر دراز   تمھارا نام لیا تھا ابھی ابھی میں نے

تم آنکھوں پر ہاتھ نہ رکھو ہم او جھل ہو جاتے ہیں ریحانہ قمر

تم اپنے شہر میں مل کر تو دیکھو گوشہ گیروں سے گھنی آبادیوں میں بھی خزانے پائے جاتے ہیں مدحت الاختر

تمام عمر ترا انتظار کر لیں گے مگر یہ رنج رہے گا کہ زندگی کم ہے شاہد صدیقی

تمام عُمر کو تنہائی کی سزا دے کر تڑپ اُٹھا مرا مُنصِف بھی فیصلہ دے کر

تمام عمر مرے ساتھ ساتھ تھا لیکن مرا نصیب مری دسترس سے باہر تھا

تُم پرستش کرو ستاروں کی ہم ستاروں سے روشنی لیں گے

تم پوچھو اور میں نہ بتاؤں ایسے تو حالات نہیں ایک ذرا سا دل ٹوٹا ہے اور تو کوئی بات نہیں قتیل شفائی

تم تو شاعر ہو قتیل اور وہ اِک عام سا شخص اُس نے چاہا بھی تمھیں اور جتایا بھی نہیں قتیل شفائی

تُم تکلّف کو بھی اِخلاص سمجھتے ہو فرازؔ دوست ہوتا نہیں ہر ہاتھ مِلانے والا احمد فرازؔ

تم جانو ، تم کو غیر سے جو رسم و راہ ہو مجھ کو بھی پوچھتے رہو تو کیا گناہ ہو مرزا غالبؔ

تم دُکھاتے تو ہوا امیرؔ کا دِل اور جو وہ کوئی آہ کر بیٹھے امیر مینائی

تُم راہ میں چُپ چاپ کھڑے ہو تو گئے ہو کِس کِس کو بتاؤ گے کہ گھر کیوں نہیں جاتے امیر قزلباش

تم سلامت رہو ہزار برس ہر برس کے ہوں دِن پچاس ہزار مرزا غالبؔ

تم سے کوئی سوال نہیں حاکمانِ وقت جو کچھ میں چاہوں وہ مجھے پروردگار دے رفعت سروش

تُم کہ ہر محفل میں بن سکتے ہو فردوسِ نظر مُجھ کو یہ دعویٰ کہ ہر محفل میں چھا سکتا ہوں میں

تم ماہِ دسمبر میں جو آ بیٹھے برابر آنکھوں میں مئی اور کبھی جوُن کرے رقص شوکت جمال

تم مخاطب بھی ہو، قریب بھی ہو تم کو دیکھیں کہ تم سے بات کریں فراقؔ

تم مرے پاس ہوتے ہو گویا جب کوئی دوسرا نہیں ہوتا مومن خاں مومنؔ

تُم ناحق ٹکڑے چُن چُن کر دامن میں چھپائے بیٹھے ہو شیشوں کا مسیحا کوئی نہیں کیا آس لگائے بیٹھے ہو

تمناؤں میں اُلجھایا گیا ہوُں کھلونے دے کے بہلایا گیا ہوُں

تُم نے تو تھک کے دشت میں خیمے لگا دیے تنہا کٹے کِسی کا سفر تُم کو اس سے کیا

تُمہارا تجربہ شاید الگ ہو مُجھے تو علم نے بھٹکا دیا ہے ندا فاضلی

تمہارا قول کیوں کر معتبر ٹھہرے کہ تم اس میں کبھی تنسیخ کرتے ہو ، کبھی ترمیم کرتے ہو محبوب راہی

تُمہاری تہذیب اپنے خنجر سے آپ ہی خود کُشی کرے گی جو شاخِ نازک پہ آشیانہ بنے گا ناپائیدار ہو گا علامہ اقبالؔ

تمھاری جیسی شباہت کو ڈھونڈ تا تھا دِل تمھاری شکل نہ دیکھی تھی جس زمانے میں بسمل سعیدی

تُم ہمارے کِسی طرح نہ ہوئے ورنہ دُنیا میں کیا نہیں ہوتا

تمہیں غیروں سے کم فرصت، ہم اپنے غم سے کب خالی چلو بس ہو چکا ملنا، نہ تم خالی، نہ ہم خالی جعفر علی حسرت

تنگ دستی اگر نہ ہو سالکؔ تندرستی ہزار نعمت ہے سالکؔ

تو دل میں تو آتا ہے سمجھ میں نہیں آتا میں جان گیا بس تری پہچان یہی ہے اکبرالہ آبادی

توڑ کر عہدِ کرم نا آشنا ہو جایئے بندہ پرور، جایئے، اچھا خفا ہو جایئے حسرتؔ موہانی

تو کہاں جائے گی کچھ اپنا ٹھکانا کر لے ہم تو کل خوابِ عدم میں، شبِ ہجراں ہوں گے مومن خاں مومنؔ

تو نہیں ہوتا تو رہتا ہے اُچاٹ دِل کو یہ کیسی لگا دی تو نے چاٹ الطاف حسین حالیؔ

تو نے حالات کو مجبُور کیا ہے خود ہی کون کہتا کہ مجبور تو حالات سے ہے شفا گوالیاری

تو ہی ناداں چند کلیوں پر قناعت کر گیا ورنہ گُلشن میں عِلاجِ تنگیِٔ داماں بھی ہے علامہ اقبالؔ

تیرا اقبالِ ترحّم مرے جینے کی نوید تیرا اندازِ تغافُل مرے مرنے کی دلیل مرزا غالبؔ

تیرا اقبال روز افزوں ہو جیسے مومنؔ پہ لُطفِ رحمانی مومن خاں مومنؔ

تیرا اک سمندر کی تہوں میں ہیں کہاں گُم؟ ساحِل کے قریں حصۂ پایاب میں گُم ہیں رئیس الدین رئیس

تیرا محتاج ہوُں میں قرض تُجھے کیا دوُں گا ڈھائی فیصد میں ترے نام دوُں اِتنا کر دے رؤف خیر

تیرے پیانے میں کچھ ہے، میرے پیانے میں کچھ دیکھ ساقی ہو نہ جائے تیرے مئے خانے میں کچھ

تیری لغزش پہ اگر ٹوک نہ دیتا تجھ کو میں ترا دوست نہ ہوتا ترا دُشمن ہوتا مدحت الاخترؔ

تیغِ مُنصِف ہو جہاں، دار و رسن ہوں شاہد بے گُناہ کون ہے اُس شہر میں قاتِل کے سوا سردار جعفری

تیورا کے وہیں وہ بار بردوش بیٹھا تو گرا، گرا تو بے ہوش پنڈت دیا شنکر نسیم

تھمتے تھمتے تھمیں گے آنسوُ رونا ہے کچھ ہنسی نہیں ہے میر تقی میرؔ

ٹ

ٹپک اے شمع آنسو بن کے پروانے کی آنکھوں سے سراپا درد ہوں حسرت بھری ہے داستاں میری علامہ اقبالؔ

ٹپک ٹپک کے کہیں گُل بنا کہیں لالہ چمن میں رنگ نہ لایا مرا لہُو کیا کیا اشرف لکھنوی

ٹپکی پڑتی ہے نگہ سے تری اُلفت اے داغؔ کوئی چھپتی ہے محبت کی نظر، پیار کی آنکھ داغؔ دہلوی

ٹرخادیا ہر ایک کو مغرب نے پاس کرکے — سیّد بھی کورے کھسکے برسوں مساس کرکے — اکبر الٰہ آبادی

ٹک تو دے فرصت کہ ہو لیں رخصت اے صیاد ہم — مدتوں اس باغ کے سائے میں تھے آزاد ہم — مظہر جان جاناں

ٹک دیکھ تو چمن کا کیسا ہے ڈھنگ تجھ بن — منہ سے اُڑا ہے گل کے گلشن میں رنگ تجھ بن

ٹکرا کے اختلاف کی دیوار توڑ دی — ضدّی تھا، سربلند ہوا خاندان میں — سلطان اختر

ٹمٹمایا جو پڑوسی کا چراغ — گھر کی قندیل بجھا دی میں نے — اکبر حیدر آبادی

ٹوٹا تو کتنے آئینہ خانوں پہ زد پڑی — اٹکا ہوا گلے میں جو پتھر صدا کا تھا — احمد ندیم قاسمی

ٹوٹا طلسمِ عہدِ محبت کچھ اس طرح — پھر آرزو کی شمع فروزاں نہ کر سکے — ساحر لدھیانوی

ٹوٹ برس کر تھمی ہوئی بارش کا سایہ لمحہ — ہوا کے دست و بازو شل ہیں جسم ہے ترمٹی کا — عبدالاحد ساز

ٹوٹ بھی جائیں تو عکس اپنے ملیں گے اُن میں — چل ہی نکلے ہیں تو اب شیشوں پہ چلتے رہیئے — آزاد گلاٹھی

ٹوٹتا ہی نہیں طلسمِ سکوت — شام خاموش ہے، سحر خاموش — مسلم مالیگانوی

ٹوٹ رہی ہے مجھ میں ہر دن اک مسجد — اس بستی میں روز دسمبر آتا ہے — راحت اندوری

ٹوٹ گیا جب دِل تو پھر یہ سانس کا نغمہ کیا معنی — گونج رہی ہے کیوں شہنائی جب کوئی بارات نہیں — قتیل شفائی

ٹوٹے ہوئے پر میرے، دشمن بھی ہوا میری — کب ماننے والی ہے لیکن یہ انا میری — خوشبیر سنگھ شاد

ٹوٹے ہوئے مرقد بھی ذرا دیکھ لے چل کے — تنہائی میں نقشے نہ بنا تاج محل کے

ٹھانی تھی دل میں اب نہ ملیں گے کسی سے ہم — پر کیا کریں کہ ہو گئے ناچار جی سے ہم — مومن خان مومن

ٹھوکر سے جن کی راہ پہ آیا تھا اک جہاں — ان کو تلاش آج مسیح و خضر کی ہے — اخلق خضر

ٹھوکر لگی ہے تجھ کو تری ذات سے مگر — سارا قصور راہ کے پتھر کے نام لکھ — نذیر فتح اعظمی

ٹھوکر نہ کھائے اور کوئی بس اسی لیے — پتھر کو راستے سے ہٹانا پڑا مجھے — حامد بہرائچی

ٹھوکریں، اشک، آہ، فریادیں — دی ہیں کیا کیا جہاں نے سوغاتیں — نریش ندیم

ٹھنڈے سایوں کا سفر کتنا نہیں کانٹے سے — مشکلیں اور بھی بڑھ جاتی ہیں آسانی سے — محبوب راہی

ٹھہرا پانی، کائی کھائے، گھٹ گھٹ کر مر جائے — بہتا پانی پتھر توڑے، اپنی راہ بنائے — یعقوب راہی

ٹھہرا نہیں ہے لمحوں کا کوئی قافلہ فکری — دیکھا ہے ہر اک خواب شفق رنگ کو مرتے — پرکاش فکری

ٹھہر ٹھہر کے لپکتی ہے ایک سرد سی رو — رفاقتوں میں سوائے گماں نہیں کچھ بھی

ٹھہروں تو ساتھیوں سے مرا فاصلہ بڑھے — چلتی رہوں تو گرد میرے راستہ بڑھے — حمیرہ رحمٰن

ث

ثابت حقیقتوں کی طرف دیکھتے نہیں — مفروضہ داستانوں میں اُلجھے ہوئے ہیں ہم — شمس مدنی

ثابت قدم تھے کل تک اور آج بے سہارا — یہ حال ہے ہمارا، کس رہنما کے باعث — سعید اختر

ثابت قدم رہوں کہ تلاطم کا ساتھ دوں — ساحل کے رخ تو لا نہ سکوں گا ہوا کو میں

ثابت قدم رہیں گے تو ہم ہوں گے کامیاب — ہم پر خدا کا فضل بھی پھر ہوگا بے حساب — سعید اختر

ثابت ہوا، فضول ہے اظہارِ آرزو — کہیے تو کیا ہوا اور نہ کہیے تو کیا نہ ہو — میکش اکبر آبادی

ثابت ہوا کہ آئینہ خانہ تھی انجمن — تھا عکس تیرا ہر نگہ انتظار میں — عبدالاحد ساز

ثابت ہوا ہے گردنِ مینا پہ خونِ خلق — لرزے ہے موجِ مے تری رفتار دیکھ کر — مرزا غالب

ثابت ہوا یہ ہے ترا انداز مستقل — دِل سے تری نگاہِ کرم کا گماں گیا — میکش اکبر آبادی

ثابت ہے مرا حوصلہ مغلوب نہیں ہوں — ہے جُرمِ ضعیفی تو میں مجوب نہیں ہوں — حنیف ترین

ثانی نہیں ہے کوئی ظلمت کدے میں اپنا — ہم جگمگا رہے ہیں غم کی ضیاء کے باعث

ثباتِ بحرِ جہاں میں نہیں کسی کو امیر — ادھر نمود ہوا اور اُدھر حباب نہ تھا — امیر مینائی

ثباتِ زندگانی ایمانِ محکم سے ہے دنیا میں — کہ المانی سے بھی پائندہ تر نکلا ہے تورانی — علامہ اقبال

ثباتِ ہستیٔ آدم اُسی کے دم سے ہے قائم — کہ جس نے ایک ہی کُن سے جہاں تخلیق فرمایا — سعید اختر

ثبوت اس سے سوا میں اور کیا دوں جذبِ اُلفت کا — جگر میں تیر رہ جانے لگے جزوِ جگر ہو کر — نوح ناروی

ثبوت برق کی غارت گری کا کس سے ملے — کہ آشیاں تھا جہاں اب وہاں دھواں بھی نہیں — اظہر سعید

ثبوت جھوٹے کئی مل گئے عدالت کو — بچا سکا نہ کوئی سچ کو بے گناہی سے — ابراہیم اشک

ثبوتِ حق کے لیے رنگِ آستیں ہی بہت — اِدھر نہ دیکھو کہ چہرہ لہو لہو ہے یہاں — نشتر خانقاہی

ثبوتِ عظمتِ انسانیت ہیں — محمد مصطفےٰ انسانِ کامل — حفیظ میرٹھی

ثروت اگر خُدا نے تجھے دی ہے بے حساب — تو بھی کسی کی عید کو بڑھ کر سنوار دے — سعید اختر

ثروت اور اقتدار بڑے لوگ پا گئے — غُربت کا تحفہ ہم کو ملا انقلاب سے — عبدالسلام اظہر

ثقلی کشش کی قوت رب نے زمیں کو دی ہے — کس کس طرح سے سب کی حاجت روائی کی ہے — سعید اختر

ثمر آور کوئی بھی گفتگو ہوگی بھلا کیسے — ابھی جذبات کا بپھرا ہوا دریا نہیں اُترا — شفیق سلیمی

ٹرخادیا ہر ایک کو مغرب نے پاس کرکے   سیّد بھی کورے کھسکے برسوں مساس کرکے   اکبر الہ آبادی

ٹک تو دے فرصت کہ ہولیں رخصت اے صیاد ہم   مدتوں اس باغ کے سائے میں تھے آزاد ہم   مظہر جان جاناں

ٹک دیکھ تو چمن کا کیسا ہے ڈھنگ تجھ بن   منہ سے اُڑا ہے گل کے گلشن میں رنگ تجھ بن

ٹکرا کے اختلاف کی دیوار توڑ دی   ضدّی تھا، سربلند ہوا خاندان میں   سلطان اختر

ٹمٹمایا جو پڑوسی کا چراغ   گھر کی قندیل بجھا دی میں نے   اکبر حیدرآبادی

ٹوٹا تو کتنے آئینہ خانوں پہ زد پڑی   اٹکا ہوا گلے میں جو پتھر صدا کا تھا   احمد ندیم قاسمی

ٹوٹا طلسمِ عہدِ محبت کچھ اس طرح   پھر آرزو کی شمع فروزاں نہ کر سکے   ساحر لدھیانوی

ٹوٹ برس کر تھمی ہوئی بارش کا سا یہ لمحہ   ہوا کے دست و بازو شل ہیں جسم ہے ترمٹی کا   عبدالاحد ساز

ٹوٹ بھی جائیں تو عکس اپنے ملیں گے اُن میں   چل ہی نکلے ہیں تو اب شیشوں پہ چلتے رہیئے   آزاد گلاوٹھی

ٹوٹتا ہی نہیں طلسمِ سکوت   شام خاموش ہے، سحر خاموش   مسلم مالیگانوی

ٹوٹ رہی ہے مجھ میں ہر دن اک مسجد   اس بستی میں روز دسمبر آتا ہے   راحت اندوری

ٹوٹ گیا جب دل تو پھر یہ سانس کا نغمہ کیا معنی   گونج رہی ہے کیوں شہنائی جب کوئی بارات نہیں   قتیل شفائی

ٹوٹے ہوئے پر میرے، دشمن بھی ہوا میری   کب ماننے والی ہے لیکن یہ انا میری   خوشبیر سنگھ شاد

ٹوٹے ہوئے مرقد بھی ذرا دیکھ لے چل کے   تنہائی میں نقشے نہ بنا تاج محل کے

ٹھانی تھی دل میں اب نہ ملیں گے کسی سے ہم   پر کیا کریں کہ ہوگئے ناچار جی سے ہم   مومن خان مومن

ٹھوکر سے جن کی راہ پہ آیا تھا اک جہاں   ان کو تلاش آج مسیح و خضر کی ہے   اخلق خضر

ٹھوکر لگی ہے تجھ کو تری ذات سے مگر   سارا قصور راہ کے پتھر کے نام لکھ   نذیر قیصر اعظمی

ٹھوکر نہ کھائے اور کوئی بس اسی لیے   پتھر کو راستے سے ہٹانا پڑا مجھے   . حامد بہرائچی

ٹھوکریں، اشک، آہ، فریادیں   دی ہیں کیا کیا جہاں نے سوغاتیں   نریش ندیم

ٹھنڈے سایوں کا سفر کتنا نہیں کاٹنے سے   مشکلیں اور بھی بڑھ جاتی ہیں آسانی سے   محبوب راہی

ٹھہرا پانی، کائی کھائے، گھٹ گھٹ کر مر جائے   بہتا پانی پتھر توڑے، اپنی راہ بنائے   یعقوب راہی

ٹھہرا نہیں ہے لمحوں کا کوئی قافلہ فکری   دیکھا ہے ہر اک خوابِ شفق رنگ کو مرتے   پرکاش فکری

ٹھہر ٹھہر کے لپکتی ہے ایک سرد سی رو   رفاقتوں میں سوائے گماں نہیں کچھ بھی

ٹھہروں تو ساتھیوں سے مرا فاصلہ بڑھے   چلتی رہوں تو گردِ میرے راستہ بڑھے   حمیرا رحمن

ث

ثابت حقیقتوں کی طرف دیکھتے نہیں   مفروضہ داستانوں میں اُلجھے ہوئے ہیں ہم   شمس مدنی

ثابت قدم تھے کل تک اور آج بے سہارا   یہ حال ہے ہمارا، کس رہنما کے باعث   سعید اختر

ثابت قدم رہوں کہ تلاطم کا ساتھ دوں   ساحل کے رخ تو لا نہ سکوں گا ہوا کو میں

ثابت قدم رہیں گے تو ہم ہوں گے کامیاب   ہم پر خدا کا فضل بھی پھر ہوگا بے حساب   سعید اختر

ثابت ہوا، فضول ہے اظہارِ آرزو   کہیے تو کیا ہوا اور نہ کہیے تو کیا نہ ہو   میکش اکبرآبادی

ثابت ہوا کہ آئینہ خانہ تھی انجمن   تھا عکس تیرا ہر نگہ انتظار میں   عبدالاحد ساز

ثابت ہوا ہے گردنِ مینا پہ خونِ خلق   لرزے ہے موجِ مے تری رفتار دیکھ کر   مرزا غالب

ثابت ہوا یہ ہے ترا انداز مستقل   دل سے تری نگاہِ کرم کا گماں گیا   میکش اکبرآبادی

ثابت ہے مرا حوصلہ مغلوب نہیں ہوں   ہے جرم ضعیفی تو میں مجبور نہیں ہوں   حنیف ترین

ثانی نہیں ہے کوئی ظلمت کدے میں اپنا   ہم جگمگا رہے ہیں غم کی ضیاء کے باعث

ثباتِ بحر جہاں میں نہیں کسی کو امیرؔ   ادھر نمود ہوا اور اُدھر حباب نہ تھا   امیر مینائی

ثباتِ زندگانی ایمانِ محکم سے ہے دنیا میں   کہ المانی سے بھی پایندہ تر نکلا ہے تورانی   علامہ اقبال

ثباتِ ہستیٔ آدم اُسی کے دم سے ہے قائم   کہ جس نے ایک ہی کُن سے جہاں تخلیق فرمایا   سعید اختر

ثبوت اس سے سوا میں اور کیا دوں جذبِ اُلفت کا   جگر میں تیر رہ جانے لگے جزوِ جگر ہو کر   نوح ناروی

ثبوت برق کی غارت گری کا کس سے ملے   کہ آشیاں تھا جہاں اب وہاں دھواں بھی نہیں   اظہر سعید

ثبوت جھوٹے کئی مل گئے عدالت کو   بچا سکا نہ کوئی سچ کو بے گناہی سے   ابراہیم اشک

ثبوتِ حق کے لیے رنگِ آستیں ہی بہت   اِدھر نہ دیکھو کہ چہرہ لہو لہو ہے یہاں   نشتر خانقاہی

ثبوتِ عظمتِ انسانیت ہیں   محمد مصطفےٰ انسانِ کامل   حفیظ میرٹھی

ثروت اگر خدا نے تجھے دی ہے بے حساب   تو بھی کسی کی عید کو بڑھ کر سنوار دے   سعید اختر

ثروت اور اقتدار بڑے لوگ پا گئے   غربت کا تحفہ ہم کو ملا انقلاب سے   عبدالسلام اظہر

ثقلی کشش کی قوت رب نے زمیں کو دی ہے   کس کس طرح سے سب کی حاجت روائی کی ہے   سعید اختر

ثمر آور کوئی بھی گفتگو ہوگی بھلا کیسے   ابھی جذبات کا بپھرا ہوا دریا نہیں اُترا   شفیق سلیمی

ثمر تھے تو پتوں میں کیوں چھپ رہے   شجر تھے تو گل کیوں کھلایا نہیں   حامد اقبال صدیقی

ثمر سے سیکھ جینے کا سلیقہ   کہ پتھر کھا کے بھی شیرینی بانٹے

ثمر ملے نہ ملے کشتِ زارِ ہستی میں   تو آخرت کے لیے نیکیاں ہی کرتا جا   سعید اختر

ثنا تیری نہیں ممکن زباں سے   معانی دوڑ پھرتے ہیں بیاں سے   اثر لکھنوی

ثنا زباں پہ مگر دل میں نفرتیں پنہاں   خطا معاف یہ دھوکا ہے دوستی تو نہیں

ثنائی جو پرندوں سے، سبز شاخوں پر   شجر کے پتے دکھائی دیے صحائف سے   طارق ہاشمی

ثنا سے تیری مستحکم ہوا ہے   ترے راہی کا لہجہ عکس در عکس   محبوب راہی

ثوابوں کے نگر میں آ گیا ہوں   گناہوں کی خریداری کروں گا   انجم رومانی

ج

جاتی نہیں ہے قبر میں دولت کسی کے ساتھ   رہتے ہیں آدمی کے عمل آدمی کے ساتھ

جاتے ہوئے کہتے ہو قیامت کو ملیں گے   کیا خوب قیامت کا ہے گویا کوئی دن اور   مرزا غالب

جاتی ہوئی میت دیکھ کے بھی اللہ! تم اٹھ کے نہ آ سکے   دو چار قدم تو دشمن بھی تکلیف گوارا کرتے ہیں

جام چلنے لگے، دل مچلنے لگے، انجمن جھوم اٹھی، بزم لہرا گئی   بعد مدت جو محفل میں تم آ گئے، جیسے بے جان قالب میں جان آ گئی   شمیم کرہانی

جامِ مے توبہ شکن، توبہ مری جام شکن   سامنے ڈھیر ہیں ٹوٹے ہوئے پیمانوں کے   ریاض خیر آبادی

جان دی، دی ہوئی اسی کی تھی   حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا   مرزا غالب

جانے کیا بات لکھائی ہے کہ اب میرے لیے   کبھی چاندی کبھی سونے کے قلم آتے ہیں   بشیر بدر

جانے کیسی بجلی چمکی جب وہ زلفِ یار گری   ایک مرے سینے میں اتری ایک افق کے پار گری   باقر مہدی

جانے کیوں دل اُداس رہتا ہے   ظاہراً غم کے کچھ نہیں اسباب

جب بلندی پر پہنچ جاتے ہیں لوگ   کس قدر چھوٹے نظر آتے ہیں لوگ   فیضی نظام پوری

جب بھی آتا ہے ترا نام میرے نام کے ساتھ   جانے کیوں لوگ مرے نام سے جل جاتے ہیں   قتیل شفائی

جب بھی چاہیں گے زمانے کو بدل ڈالیں گے   صرف کہنے کے لیے بات بڑی ہے یارو   جاں نثار اختر

جب بھی فتنہ کوئی دُنیا میں نیا اُٹھتا ہے   وہ اشارے سے بتا دیتے ہیں تربت میری

جب بھی مانگا وہی مانگا جو مقدر میں نہیں   اپنی ہر ایک تمنا سے شکایت ہے مجھے

جب چمن میں جا کے پیارے تم نے زلفیں کھولیاں   لے گئی بادِ صبا خوشبو کی بھر بھر جھولیاں   شاہ مبارک آبرو دہلوی

جب رک گئے تو راستے مسدود ہو گئے   جب اٹھ گئے قدم تو ہمیں راستہ ملا   دواکر راہی

جب سے اُس کی بستی چھوڑی دل اکثر یوں کہتا ہے   چلتے چلتے تھک جاؤ تو مر جانا خاموشی سے   افسر جمشید

جب سے پیٹ پہ پاؤں رکھا ہے دُنیا نے   ہم کو دل کا درد خیالی لگتا ہے   عزیز قیسی

جب سیرِ گلستاں کو وہ شوخ گیا تڑکے   دل چاک ہوا گل کا، غنچے کے جگر تڑکے   حسرت

جب شہر کے لوگ نہ رستہ دیں کیوں بن میں نہ جا بسرام کرے   دیوانوں کی سی نہ بات کرے تو اور کرے دیوانہ کیا   انشاء

جب کشتی ثابت و سالم تھی ساحل کی تمنا کس کو تھی   اب ایسی شکستہ کشتی پر ساحل کی تمنا کون کرے   معین احسن جذبی

جب ملے دو دل مُخل پھر کون ہے   بیٹھ جاؤ، خود حیا اُٹھ جائے گی   دیا شنکر نسیم

جب میں چلوں تو سایہ بھی اپنا نہ ساتھ دے   جب تم چلو زمین چلے آسماں چلے   جلیل مانک پوری

جب نہ ساقی ہو تو ہے پیمانہ ہیچ   صرف پیمانہ ہی کیا، مے خانہ ہیچ   نوح ناروی

جدا تھے ہم تو میسر تھیں قربتیں کتنی   بہم ہوئے تو پڑی ہیں جدائیاں کیا کیا   انشاء

جس انجمن میں بیٹھ گیا رونق آ گئی   کچھ آدمی ریاض عجب دل لگی کا تھا   ریاض خیر آبادی

جس کو دنیا کی حقیقت کا پتا ہوتا ہے   اس کے جینے کا سلیقہ ہی جدا ہوتا ہے   بیدل سرحدی

جس کے آنگن میں امیری کا شجر لگتا ہے   اس کا ہر عیب زمانے کو ہنر لگتا ہے   انجم رہبر

جس کھیت سے دہقاں کو میسر نہیں روزی   اُس کھیت کے ہر خوشۂ گندم کو جلا دو   علامہ اقبال

جسم تو خاک ہے اور خاک میں مل جائے گا   میں بہر حال کتابوں میں ملوں گا تم کو

جسے ڈھونڈا اُسے پایا، اِسے تدبیر کہتے ہیں   مگر خود کھو گئے آخر اِسے تقدیر کہتے ہیں   ناطق لکھنوی

جسے ہے فکر مرہم کی اُسے قاتل سمجھتے ہیں   الٰہی خیر ہو یہ زخم اچھا ہو نہیں سکتا   برج نرائن چکبست

جگر کی چوٹ اوپر سے کہیں معلوم ہوتی ہے   جگر کی چوٹ اوپر سے نہیں معلوم ہوتی ہے

جلالِ پادشاہی ہو کہ جمہوری تماشا ہو   جدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی   علامہ اقبال

جلد بازی میں نہیں ہوتے ہیں سچے فیصلے   کچھ تامل بھی پذیرائی میں کرنا چاہیے   مدحت الاختر

جلیل آساں نہیں آباد کرنا گھر محبت کا   یہ اُن کا کام ہے جو زندگی برباد کرتے ہیں   جلیل مانک پوری

جمہوریت اک طرزِ حکومت ہے کہ جس میں   بندوں کو گنا کرتے ہیں تولا نہیں کرتے   علامہ اقبال

جن اپنوں کی خاطر تم نے میرا اچھا دل توڑا   اک دن اُن اپنوں کا جادو ٹوٹے گا خاموشی سے

جنازہ آگے آگے چل رہا ہے اور یہ کہتا ہے   چلے آؤ مرے پیچھے تمھارا رہنما میں ہوں

جنازہ راستے میں روک کر میت سے وہ بولے   گلی میں نے کہی تھی تم تو دنیا چھوڑے جاتے ہو

جن سے مل کر زندگی سے پیار ہو جائے وہ لوگ   آپ نے شاید نہ دیکھے ہوں مگر ایسے بھی ہیں

جن کا شناوری میں نہیں تھا کوئی جواب   پایاب پانیوں میں وہ غرقاب ہو گئے

جن کو دعوئ ہو سخن کا یہ سنا دو ان کو   دیکھو اِس طرح سے کہتے ہیں سخن ور سہرا   ذوقؔ

جنونِ شوق میں جس سمت بے ارادہ چلے   ہم اپنے قافلے والوں سے کچھ زیادہ چلے   اسحٰق خضرؔ

جو آتے آتے وہ آئے تو آئے وقتِ سحر   دعائے نیم شبی اب ہوئی قبول عبث

جو اِس شور سے میرؔ روتا رہے گا   تو ہم سایہ کاہے کو سوتا رہے گا   میر تقی میرؔ

جو اعلیٰ ظرف ہوتے ہیں ہمیشہ جھک کے ملتے ہیں   صراحی کر کے خم گردن بھرا کرتی ہے پیمانے

جو بات کہی جائے تیور سے کہی جائے   جو شعر کہا جائے حریفانہ کہا جائے   ملک زادہ منظور احمد

جو تمھاری طرح تم سے کوئی جھوٹے وعدے کرتا   تم ہی منصفی سے کہہ دو تمھیں اعتبار ہوتا

جو تند و تیز ہواؤں کی صف کو چیر سکیں   کبھی کے حصے میں وہ بال و پر نہیں آتے   عبدالسلام اظہرؔ

جو جانتا شجر سایہ دار کی عظمت   تو ننھے پودوں کو پیروں سے روندتا ہی نہیں   عبدالسلام اظہرؔ

جو چاہ میں گرائے بہانے سے چاہ کے   ایسا کسی کو چاہنے والا نہ چاہیے

جور سے باز آئے پر باز آئیں کیا   آپ پیچھے پڑ گئے جس کام کے   داغؔ دہلوی

جو رہِ عشق میں قدم رکھیں   وہ نشیب و فراز کیا جانیں

جو شاخ کٹ چکی ہے خود اپنے درخت سے   اب کیا اُسے بہار کے دھوکے میں ڈالیے   مدحتؔ الاختر

جو فقط محسوس ہوتا ہے نظر آتا نہیں   ایک ایسا شخص میرے گھر میں ہے ٹھہرا ہوا   مدحتؔ الاختر

جو میں سر بسجدہ کبھی ہوا تو زمیں سے آنے لگی صدا   ترا دل تو ہے صنم آشنا تجھے کیا ملے گا نماز میں   علامہ اقبالؔ

جو نامہ بر نہ میسر ہوا تو خوب ہوا   زبانِ غیر سے کیا شرح آرزو کرتے   آتشؔ

جو نہ آدابِ دشمنی جانے   دوستی کا اُسے سلیقہ کیا   بشیر بدرؔ

جو وہ ہے تو ہے زندگانی سے حظ   مزا عمر کا ہے جوانی سے حظ   میر تقی میرؔ

جو ہے بشر اُس میں ہے شر دو بٹا تین   جو ہے نڈر اُس میں ہے ڈر دو بٹا تین   نوحؔ ناروی

جہاں پیڑ پر چار دانے لگے   وہیں ہر طرف سے نشانے لگے   بشیر بدرؔ

جہاں رام ہوتا ہے میٹھی زباں سے   نہیں لگتی کچھ اس میں دولت زیادہ   الطاف حسین حالیؔ

جہاں سے تو ذرا پہچان لے اپنی حقیقت کو   وہیں سے فرض ہو جاتا ہے تجھ پر احترام اپنا   شفاؔ گوالیاری

جہلِ خرد نے دن یہ دکھائے   گھٹ گئے انساں، بڑھ گئے سائے   جگرؔ مرادآبادی

جی اُس کا کسی کام میں لگتا نہیں زنہار   ظاہر ہے کہ حالیؔ کو کوئی کام ہے درپیش   الطاف حسین حالیؔ

جیتے جی تو کچھ نہ دکھلایا مگر   مر کے جوہرؔ آپ کے جوہر کھلے   محمد علی جوہرؔ

جیتے جی موت کے تم مُنہ میں نہ جانا ہرگز   دوستو دل نہ لگانا نہ لگانا ہرگز   الطاف حسین حالیؔ

جی ڈھونڈتا ہے پھر وہی فرصت کے رات دن   بیٹھے رہیں تصوّرِ جاناں کیے ہوئے   مرزا غالبؔ

جیسے بھی ہیں بدلیں گے یہ حالات کسی دن   دن دیکھنا، ہو جائے گی یہ رات کسی دن

جیسے تیسے گزارتے ہیں دن   لطف کوئی کہاں اٹھاتا ہے

جیسی حالت پیش آتی ہے زمانے میں جسے   ذہنِ انسانی میں ویسا ہی اُتر آتا ہے عکس   اکبر الٰہ آبادی

جی میں آتا ہے کہ اُس شوخِ تغافل کیش سے   اب نہ ملیے پھر کبھی اور بے وفا ہو جائیے   حسرتؔ موہانی

جینا وہ کیا ہے جو ہو نفسِ غیر پر مدار   شہرت کی زندگی کا بھروسا بھی چھوڑ دے   علامہ اقبال

جینا ہے چار روز تو اے صاحبِ خرد   گہری نظر نہ ڈال فریبِ حیات پر   عبدالحمید عدم

جھجک رہا تھا وہ کہنے سے کوئی بات ایسی   میں چپ کھڑا تھا سب کچھ مری نظر میں تھا   باقیؔ

جھکی ذرا چشمِ جنگ جو بھی، نکل گئی دل کی آرزو بھی   بڑا مزا اُس ملاپ میں ہے جو صلح ہو جائے جنگ ہو کر   داغؔ دہلوی

جھوٹ ہے سب تاریخ ہمیشہ اپنے کو دہراتی ہے   اچھا، میرا خوابِ جوانی تھوڑا سا دہرائے تو   عندلیبؔ شادانی

جھوٗنے آگے سچا روئے دل کی بات کہی نہ جائے   ہم بیٹھے بس اک ٹک دیکھیں غیر تمھیں پرچائے بہت   سید ضمیر حسن دہلوی

چ

چار جانب دیکھ کر سچ بولیے   آدمی پھرتے ہیں سرکاری بہت   کیفؔ بھوپالی

چاروں طرف سے صوٗرتِ جاناں ہو جلوہ گر   دل صاف ہے ترا تو ہے آئینہ خانہ کی   قیصرؔ الجعفری

چارہ گروں کے کرب کو پہچانتا تھا میں   دل میں جو کرب تھا وہ مری آہ میں نہ تھا

چال جیسے کڑی کمان کا تیر   دل میں ایسے کے جا کرے کوئی   مرزا غالب

چال دنیا کی تمھیں محسوس ہو، دشوار ہے   یہ زمیں چلتی ہے تیزی سے مگر ہلتی نہیں   اکبر الٰہ آبادی

چاند تارے مرے قدموں میں بچھے جاتے ہیں — یہ بزرگوں کی دعاؤں کا اثر لگتا ہے — انجم رہبر
چاند جو روشن ہے تو روشن ہُوا کرے — جگنوؔ میاں جی مت چھوٹا کیا کرو — راحت اندوروی
چاند ستارے قید ہیں سارے وقت کے بندی خانے میں — لیکن میں آزاد ہوں ساقی چھوٹے سے پیمانے میں — میراجی
چاہتے ہیں خوب رویوں کو اسد — آپ کی صورت تو دیکھا چاہیئے — مرزا غالب
چاہیے اس طرح جانا محفلِ احباب میں — باغ میں جس طرح خوش خوش آتی ہے بادِ صبا
چپ چاپ اپنی آگ میں جلتے رہو فرازؔ — دنیا تو عرضِ حال سے بے آبرو کرے — احمد فراز
چپ چاپ بیٹھے رہتے ہیں کچھ بولتے نہیں — بچے بگڑ گئے ہیں بہت دیکھ بھال سے — عادل منصوری
چپ چپ سے وہ بیٹھے ہیں، آنکھوں میں نمی سی ہے — نازک سی نگاہوں میں نازک سا فسانہ ہے
چپ رہنے میں جاں کا زیاں تھا کہنے میں رسوائی تھی — ہم نے جس خوشبو کو چاہا وہ خوشبو ہرجائی تھی — اعجاز رحمانی
چپکے چپکے رات دن آنسو بہانا یاد ہے — ہم کو اب تک عاشقی کا وہ زمانا یاد ہے — حسرت موہانی
چپ ہیں کسی سبب سے تو پتھر ہمیں نہ جان — دل پر اثر ہوا ہے تری بات بات کا
چتونوں سے ملتا ہے کچھ سراغ باطن کا — چال سے تو کافر پر سادگی برستی ہے — یگانہ چنگیزی
چراغِ بزم ابھی جانِ انجمن نہ بجھا — جو یہ بجھا تو ترے خد و خال سے بھی گئے — عزیز حامد مدنی
چرخ کو کب یہ سلیقہ ہے ستم گاری میں — کوئی معشوق ہے اِس پردۂ زنگاری میں — اکبر الہ آبادی
چرخ کہتا ہے ضروری ہے تڑپنے کے لیے — ورنہ گذری ہوئی باتوں کی ہے اب یاد عبث
چڑھتے سورج کی طرح ہے اُس کی چشمِ التفات — دھوپ ڈھلتی جائے گی انجان ہوتی جائے گی
چڑھتے سورج نے ہر اک ہاتھ میں کشکول دیا — صبح ہوتے ہی ہر اک گھر سے سوالی نکلا — اقبال ساجد
چشمِ پُر آب میں اُمید کی لَو — پانیوں میں چراغ جلتے ہیں — انیس اشفاق
چشم ہو تو آئینہ خانہ ہے دہر — منہ نظر آتے ہیں دیواروں کے بیچ
چلا، تو پاؤں کے نیچے کچل گئی کوئی شے — نشے کی جھونک میں دیکھا نہیں کہ دُنیا تھی — شہاب جعفری
چلا جاتا ہوں ہنستا کھیلتا موجِ حوادث سے — اگر آسانیاں ہوں زندگی دشوار ہو جائے — اصغر گونڈوی
چلتا ہوں تھوڑی دور ہر اک تیز رو کے ساتھ — پہچانتا نہیں ہوں ابھی راہبر کو میں — مرزا غالب
چلتا ہوں سب کے ساتھ کہ جانا مجھے بھی ہے — ورنہ ہجومِ راہ سے میں آشنا نہیں — مدحت الاختر
چلتے نہیں ہیں وقت کی رفتار دیکھ کر — ہم خود بُرے بنے ہیں زمانہ بُرا نہیں

چلتے ہو تو چمن کو چلیے سنتے ہیں کہ بہاراں ہے — پات ہرے ہیں پھول کھلے ہیں کم کم باد و باراں ہے — میر
چلچلاتی دھوپ میں کیوں بے سبب جھلسا کریں — بوڑھے برگد تک چلیں پرچھائیں کا سودا کریں — نظام الدین نظام
چل ساتھ کہ حسرت دلِ مرحوم سے نکلے — عاشق کا جنازہ ہے ذرا دھوم سے نکلے
چلی بھی جا جرسِ غنچہ کی صدا پہ نسیم — کہیں تو قافلۂ نو بہار ٹھہرے گا — غلام ہمدانی مصحفی
چلی سمتِ غیب سے اِک ہوا کہ چمن سرور کا جل گیا — مگر ایک شاخِ نہالِ غم جسے دل کہیں سو ہری رہی — سراج اورنگ آبادی
چمن پہ غارتِ گلچیں سے جانے کیا گزری — قفس سے آج صبا سوگوار گزری ہے — فیض
چمن چمن ہی نہیں جس کے گوشے گوشے میں — کہیں بہار نہ آئے کہیں بہار آئے — جگر مراد آبادی
چمن کے مالی اگر بنا لیں موافق اپنا شعار اب بھی — چمن میں آسکتی ہے پلٹ کر چمن سے روٹھی بہار اب بھی — جگر مراد آبادی
چمن میں اِختلاطِ رنگ و بُو سے بات بنتی ہے — ہمیں ہم ہیں تو کیا ہم ہیں تُمہی تُم ہو تو کیا تُم ہو — سرشار سیلانی
چمن میں تلخ نوائی مری گوارہ کر — کہ زہر بھی کبھی کرتا ہے کارِ تریاقی — علامہ اقبال
چند تصویرِ بُتاں، چند حسینوں کے خطوط — بعد مرنے کے مرے گھر سے یہ ساماں نکلا — مرزا غالب
چند لمحے کیا تری پلکوں کے سائے میں چلے — پھر کبھی شعلوں پہ چلنے میں نہ دُشواری ہوئی — انتظار نعیم
چنے مہینوں ہی تنکے غریب بلبل نے — مگر نصیب نہ دو روز آشیانہ ہوا — آتش
چوراہوں پر وردی والے آپہنچے — موسم پھر تہواروں کا ہے، مولا خیر! — راحت اندوروی
چہرہ اُداس، آنکھوں میں آنسو، لبوں پہ آہ — سب رنگ پھیکے پڑ گئے دل ٹوٹنے کے بعد
چہرہ بدل بدل کے مُجھے مل رہے ہیں لوگ — اِتنا بُرا سلوک مری سادگی کے ساتھ
چہرہ دھولو، بالوں میں کنگھی کر لو — آنسو پی کر شام کو ہنسنا مت بھولو — اقبال متین
چیونٹیوں میں اِتحاد اور مکھیوں میں اتفاق — آدمی کا آدمی دشمن خدا کی شان ہے — الطاف حسین حالی
چھپا کر آستیں میں بجلیاں رکھی ہیں گردوں نے — عنادل باغ کے غافل نہ بیٹھیں آشیانوں میں — علامہ اقبال
چھپا لیا جسے پت جھڑ کے زرد پتوں نے — ابھی تلک ہے بہاروں پہ حکمراں وہ شخص
چھپ گیا وہ سازِ ہستی چھیڑ کر — اب تو بس آواز ہی آواز ہے
چھتوں سے چپکی ہوئی بے صدا ابابیلیں — اندھیری رات میں خالی مکان مجھ سا تھا — نشتر خانقاہی
چھوٹوں سے یوں بڑوں کو تکبر نہ چاہیے — جھک کر ملے زمیں سے اگر آسماں ملے — حفیظ میرٹھی

ح

حادثوں سے سیکھیے تسنیم جینے کا ہُنر — زِندگی مُشکل ہے مرجانا بہت آسان ہے — تسنیم فاروقی
حاصل اور لا حاصل پر اب ویسے بھی کیا غور کریں — اور چھلکنے والا ہو جب سانسوں کا پیمانہ بھی — عبدالاحد ساز
حالات بدل دیتے ہیں ہاتھوں کی لکیریں — کیوں دست شناسوں کا پتا پُوچھ رہا ہے — قیس رام پوری
حالات خود ہی پاؤں کی زنجیر بن گئے — ورنہ کُچھ اِتنی دور نہ تھی تیری انجُمن — جاتی
حالات کے مارے تو سنبھل جاتے ہیں اکثر — احساس کے ماروں کو سنبھلتے نہیں دیکھا
حالِ دِل اُن سے کہہ کے جب لوٹے — اُن سے کہنے کی بات یاد آئی
حالِ دِل ہوتے ہیں حسرت کی نِگاہوں سے عیاں — میری اُس کی گفتگو میں اب زباں خاموش ہے
حامدہ چمکی نہ تھی اِنگلش سے جب بیگانہ تھی — اب ہے شمعِ انجمن پہلے چراغِ خانہ تھی — اکبرالہ آبادی
حرص گھٹ جائے وہی نعمتِ عظمیٰ ہوگی — میری دولت نہیں بڑھنے کی تو نہ بڑھے — اکبرالہ آبادی
حرمِ پاک بھی، اللہ بھی، قران بھی ایک — کیا بڑی بات تھی ہوتے جو مُسلمان بھی ایک — علامہ اقبال
حروفِ تہجی ہیں بے حس لکیریں — ادھورا کسی رسمِ خط کی طرح میں — شمیم طارق
حریفِ جادہ، دُشوار بن، اور مسکراتا جا — کہ مشکل اصل میں بنتی ہے صرف احساسِ مشکل سے
حسد کی گرد نہ جم جائے دِل کے شیشے پر — اِس آئینے کو مرے ہم نفس سنبھال بہت — عبدالکریم تقی
حُسن جس رنگ میں ہوتا ہے، جہاں ہوتا ہے — اہلِ دِل کے لیے سرمایۂ جاں ہوتا ہے — جگر مرادآبادی
حسن کو اِک حسن ہی سمجھے نہیں اور اے فراق — مہرباں نامہرباں کیا کیا سمجھ بیٹھے تھے ہم — فراق گورکھ پوری
حُسن کی جلوہ گاہیں گلی در گلی، لالہ و گُل کے جلوے چمن در چمن — جتنیں اس جہاں میں بہت ہیں مگر، آپ کی انجمن آپ کی انجمن — عامر عثمانی
حصص گر گئے ہیں خلوص و وفا کے — دباؤ جو افراطِ زر کا پڑا ہے — شوکت جمال
حضرتِ خضر جب شہید نہ ہوں — لطفِ عمرِ دراز کیا جانیں — داغ دہلوی
حفیظ اُن سے میں کِتنا بدگُماں ہوں — وہ مُجھ سے اس قدر برہم نہ ہوں گے — حفیظ ہوشیارپوری
حقیقت خرافات میں کھوگئی — یہ اُمت روایات میں کھوگئی — علامہ اقبال
حکومت عطا کر نہ دولت عطا کر — خدایا مجھے علم و حکمت عطا کر — محبوب راہی
حلقۂ احباب میں پھر شان و شوکت دیکھنا — جیب میں اپنے ذرا دام و درم ہونے تو دو

حُوروں سے ملیے، خلدِ بریں کو سِدھاریے — دُنیا میں آپ کا نہیں ہونے کا غم غلط — داغ دہلوی
حوصلوں میں ہو بلندی اور اُمنگیں ہوں جواں — اُن جیالوں کے لیے ہے کارزارِ زندگی
حوصلہ خود احتسابی کا کوئی کرتا نہیں — دوستوں میں بدگمانی کی شکایت عام ہے — ریاض الدین ریاض
حوصلے سے کام لے ورنہ دلِ آساں پسند — جو بھی موج اُٹھے گی وہ طوفان ہوتی جائے گی
حوصلے فتح کی بنیاد ہُوا کرتے ہیں — کانپتے ہاتھ سے تلوار اُٹھایا نہ کرو
حیاتِ بے خودی کُچھ ایسی نامحسوس تھی ناطق — اجل آئی تو مُجھ کو اپنی ہستی کا یقیں آیا — ناطق لکھنوی
حیات جس کی امانت تھی اُس کو لوٹا دی — میں آج چین سے سوتا ہوں پاؤں پھیلا کر — حفیظ میرٹھی
حیات لے کے چلو کائنات لے کے چلو — چلو تو سارے زمانے کو ساتھ لے کے چلو — مخدوم محی الدین
حیا نہیں ہے زمانے کی آنکھ میں باقی — خدا کرے کہ جوانی تری رہے بے داغ — علامہ اقبال
حیثیت ننھے سے جگنو کی برائے نام ہے — پر اندھیروں کی ریاست میں بڑا کہرام ہے — شکیل احمد شکیل

خ

خارج کتابِ زیست کا ہے اک سبق نظر — یادش بخیر کہ تمھیں ازبر رہا ہوں میں — بشیر نظر
خاطر سے تیری یاد نہ برباد کریں گے — جس حال میں ہم ہوں گے تری یاد کریں گے — محمد امان نثار
خاطر سے یا لحاظ سے میں مان تو گیا — جھوٹی قسم سے آپ کا اِیمان تو گیا — داغ دہلوی
خاطر! یہ ہے بازیٔ دل — اس میں جیت سے ہار بھلی — خاطر غزنوی
خاک کا اُن کا بستر ہے اور سر کے نیچے پتھر ہے — ہائے وہ شکلیں پیاری پیاری کس کس چاؤ سے پلیاں تھیں — بہادر شاہ ظفر
خاموش رہ کے ظلم بھی سہنا گُناہ ہے — یہ کیسی مصلحت ہے زباں کھولیے جناب — مہدی پرتاپ گڑھی
خامہ انگشت بدنداں کہ اسے کیا لکھیے — ناطقہ سر بہ گریباں کہ اسے کیا کہیئے — مرزا غالب
خام ہے جب تک تو ہے مٹی کا اک انبار تو — پختہ ہو جائے تو ہے شمشیرِ بے زنہار تو — علامہ اقبال
خبر سن کر مرے مرنے کی وہ بولے رقیبوں سے — خدا بخشے بہت سی خوبیاں تھیں مرنے والے میں — داغ دہلوی
خدا تجھے کسی طوفاں سے آشنا کردے — کہ تیرے بحر کی موجوں میں اضطراب نہیں — علامہ اقبال
خدا جانے مرے گلشن ترا انجام کیا ہوگا — جسے مالی بناتا ہوں وہی صیاد ہوتا ہے — شفیق جونپوری
خدا جانے یہ دنیا جلوہ گاہِ ناز ہے کس کی — ہزاروں اُٹھ گئے لیکن وہی رونق ہے مجلس کی — امیر

خدا سے مانگ جو کچھ مانگنا ہو اے اکبر یہی وہ در ہے کہ ذلّت نہیں سوال کے بعد اکبرالہ آبادی
خدا کرے کہ اسے جلد عقل آ جائے ابھی وہ خود کو سمجھتا ہے ہوشیار بہت مدحت الاختر
خدا کرے کہ محبت میں یہ مقام آئے کسی کا نام لوں لب پہ تمہارا نام آئے
خدا کے پاک بندوں کو حکومت میں غلامی میں زرہ کوئی اگر محفوظ رکھتی ہے تو استغنا علامہ اقبالؔ
خدا کی رحمت نہ بھول بیٹھوں یہی نہ معنی ہیں اس کے واعظ وہ ابر کا منتظر کھڑا ہو، مکان جلتا ہو جب کسی کا جمیل مظہری
خدا کے کام دیکھو بعد کیا ہے اور کیا پہلے نظر آتا ہے مجھ کو بدر سے غارِ حرا پہلے اکبرالہ آبادی
خُدا کے واسطے اِس کو نہ ٹوکو یہی اِک شہر میں قاتل رہا ہے مظہر جانِ جاناں
خدا کے واسطے جھوٹی نہ کھایئے قسمیں مجھے یقین ہوا، مجھ کو اعتبار آیا داغؔ دہلوی
خُدا کے ہاتھ میں ہے میری عزّت وذلّت امیرِ شہر سے ڈرنا مُجھے نہیں آتا
خُدا معلوم یہ گورِ غریباں کیسی بستی ہے کہ آبادی بڑھی جاتی ہے ویرانی نہیں جاتی سلام مچھلی شہری
خدا نصیب کرے تم کو اِس قدر شہرت تمھارے نام کے آگے کسی کا نام نہ ہو
خدا نے آج تک اُس قوم کی حالت نہیں بدلی جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا ظفر علی خاں
خداوندا یہ ترے سادہ دل بندے کدھر جائیں کہ درویشی بھی عیاری ہے سلطانی بھی عیاری علامہ اقبالؔ
خُدا ہم کو ایسی خُدائی نہ دے کہ اپنے سوا کچھ دکھائی نہ دے بشیر بدر
خدایا جذبۂ دِل کی مگر تاثیر اُلٹی ہے کہ جتنا کھینچتا ہوں اور کھنچتا جائے ہے مجھ سے مرزا غالبؔ
خدایا مری خواہشوں پہ نہ جا جو تیری رضا ہے وہی ہے بجا اسماعیل میرٹھی
خدائے پاک سے اُمید کم نہیں رکھتا میں انتظار کے خانے میں غم نہیں رکھتا افتخار امام صدیقی
خرد کا نام جنوں پڑ گیا، جنوں کا خرد جو چاہے آپ کا حسنِ کرشمہ ساز کرے حسرتؔ موہانی
خرد کے پاس خبر کے سوا کچھ اور نہیں ترا علاج نظر کے سوا کچھ اور نہیں علامہ اقبالؔ
خزاں نے لوٹ لیا، برق نے تباہ کیا کھلے تھے باغ میں دو دن کو چار پھول عبث نوحؔ ناروی
خشتِ اوّل گر رکھے معمار کج تا ثریا جائے گی دیوار کج
خشک پتہ ہے کیا بساط تیری آندھیوں کا مزاج سمجھا کر
خضر ذرا سی مصیبت پہ ہوش کھو بیٹھے؟ خدا کی ذات پہ تم کو یقین ہے کہ نہیں؟ اخلق خضر
خطاوار سمجھے گی دُنیا تُجھے اب اتنی زیادہ صفائی نہ دے بشیر بدر

خطا معاف زمانے سے بدگماں ہو کر تری وفا پہ بھی کیا کیا ہمیں گماں گذرے جگر مرادآبادی
خطر پسند طبیعت کو ساز گار نہیں وہ گلستاں کہ جہاں گھات میں نہ ہو صیاد جگر مرادآبادی
خط لکھیں گے گرچہ مطلب کچھ نہ ہو ہم تو عاشق ہیں تمھارے نام کے مرزا غالبؔ
خفا اگرچہ ہمیشہ ہوئے مگر اب کے وہ برہمی ہے کہ ہم سے اُنھیں گلے بھی نہیں پروین شاکر
خفگی کی کوئی راہ نہ تھی جانے کیا ہوا اُس کی گلی کے لوگ بھی مجھ سے خفا ملے لطفی آفاقی
خلاف شرع کبھی شیخ تھوکتا بھی نہیں مگر اندھیرے اُجالے، یہ چوکتا بھی نہیں اکبرالہ آبادی
خلوصِ دِل کی جھلک جب سخن میں آئی ہے تو زندگی سی نظر انجمن میں آئی ہے حفیظ میرٹھی
خموش اے دِل بھری محفل میں چلّانا نہیں اچھا ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں میں علامہ اقبالؔ
خنجر چلے کسی پہ تڑپتے ہیں ہم امیر سارے جہاں کا درد ہمارے جگر میں ہے امیر مینائی
خواہش کو احمقوں نے پرستش دیا قرار کیا پوجتا ہوں اُس بُتِ بیداد گر کو میں مرزا غالبؔ
خوب پردہ ہے کہ چلمن سے لگے بیٹھے ہیں صاف چھپتے بھی نہیں، سامنے آتے بھی نہیں داغؔ دہلوی
خوب سمجھ لو کیا گذرے گی نظمِ گلہ بانی پر بھیڑیے اب مامور ہوئے ہیں بھیڑوں کی نگرانی پر اخلق خضر
خوب قرآن کا انداز چرایا ہے نشاطؔ بات اس ڈھب سے کہی ہے کہ خدا لگتی ہے ارتضیٰ نشاط
خوب وہ دِکھلا رہے سبز باغ ہم کو بھی کچھ گُل کھلانا چاہیے اکبرالہ آبادی
خوب ہمارا ساتھ نبھایا، بیچ بھنور میں چھوڑا ہاتھ ہم کو ڈبو کر خود ساحل پر جا بیٹھے ہو اچھی بات
خود اپنی آگ میں جلتی ہے شمع، جلنے دو پرائی آگ میں جلنا ہے کارِ مردانہ
خود بخود کیوں بج رہے ہیں کان کیسی رات ہے؟ پیچھے پیچھے آ رہا ہے کون؟ یہ کیا بات ہے نشتر خانقاہی
خود چل سکے نہ ایک قدم بھی ہزار پا ہاں تو اگر چلائے تو بے دست و پا چلے ظریف نظام پوری
خود چل کے کیوں نہ اُن سے ملاقات کیجیے مدحتؔ کسی کی راہ میں کیوں بیٹھ جایئے مدحت الاختر
خود کو اب گرد کے طوفاں سے بچاؤ قیصرؔ تُم بہت خوش تھے کہ ہمسائے کی دیوار گری قیصر الجعفری
خود کے سر مول لیں اظہار کا قرض دوسروں کے لیے آسانی کریں عبدالاحد ساز
خود منزلِ مقصود قدم چومے گی واحدؔ تم عزم سے آگے تو بڑھو، سوچتے کیا ہو واحد پریمی
خودی کو کر بلند اِتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے علامہ اقبالؔ
خوشا! کہ جلوے ہی جلوے ہیں چار سو رقصاں فغاں! کہ فرصتِ نظارگی بہت کم ہے جگر مرادآبادی

خوشبو سے اُس کے جسم کی، آنگن مہک اُٹھا — کمرے کو اُس نے اپنی ہنسی سے سجادیا

خوشی جہاں میں بہت ہے ہمارے گھر نہ سہی — ملول کیوں رہیں دُنیا کے انتظام سے ہم

خوشیوں میں کرلیا کرو اوروں کو بھی شریک — ہراک سے اپنادرد مگرمت کہا کرو

خون میں ڈوبا ہوا شہر کا منظر ہے میاں — ایسے ماحول سے تو گاؤں ہی بہتر ہے میاں — علیم الدین علیم

خیال تک نہ کیا، اہل انجمن نے کبھی — تمام رات جلی شمع، اہلِ انجمن کے لیے — وحشتؔ کلکتوی

خیالِ زلفِ دوتا میں نصیرؔ پیٹا کر — گیا ہے سانپ نکل اب لکیر پیٹا کر — نصیرؔ

خیر ہے اے فلک کہ چار طرف — چل رہی ہیں ہوائیں کچھ ناساز — الطاف حسین حالیؔ

د

دام تھا، صیاد تھا اور سامنے انجام تھا — باوجود اس کے قفس کو آشیاں سمجھا تھا میں — نظیر نیازی

داورِ حشر! مرا نامۂ اعمال نہ دیکھ — اس میں کچھ پردہ نشینوں کے بھی نام آتے ہیں — دین محمد تاثیر

دبا کے چل دیے سب قبر میں دعا نہ سلام — ذرا سی دیر میں کیا ہو گیا زمانے کو

درخت نیچے سہی، سائے ہیں مُسافر دوست — سہارا یہ بھی نہیں اونچے سائبانوں میں — محمد وسیم الدین

درد پر تبصرہ تو بہت ہو چکا — درد کو آپ محسوس بھی کیجیے — حفیظ میرٹھی

درد کا میرے یقیں آپ کریں یا نہ کریں — عرض اتنی ہے کہ اس راز کا چرچا نہ کریں — وحشتؔ کلکتوی

دردؔ کچھ معلوم ہے یہ لوگ سب — کس طرف سے آئے تھے کیدھر چلے — میر دردؔ

دردوں کی نیجات نے شاید ہمدردوں کو چھین لیا — لوگ کہانی یوں سُنتے ہیں جیسے احساں کرتے ہیں

دردؔ نے گویا کہا تھا یہ اُنہی کے واسطے — اپنے اپنے بوریے پر جو گدا تھا، شیر تھا — میر دردؔ

در و دیوار پہ حسرت کی نظر کرتے ہیں — خوش رہو اہل چمن ہم تو سفر کرتے ہیں — واجد علی شاہ اخترؔ

دریا تھا اپنی حد میں تو کتنا تھا خوش خرام — بستی میں آ گیا تو تباہی مچا گیا — طاہرؔ تلہری

دسترس سب کی ہو ہر شے پہ ضروری تو نہیں — کوئی شے حسبِ ضرورت جو نہیں ہے نہ سہی — محبوب راہیؔ

دستِ طلب بڑھا کے بہت کشمکش میں ہوں — کیا مانگنا درست ہے، کیا مانگنا غلط

دشمنِ جاں سہی دنیا مگر اس دنیا میں — میں بھی جی لوں مجھے کرلے جو گوارا اک شخص — محمود سعیدی

دشمنی جم کر کرو لیکن یہ گنجائش رہے — جب کبھی ہم دوست بن جائیں تو شرمندہ نہ ہوں — بشیر بدرؔ

دشمنی لاکھ سہی ختم نہ کیجیے رشتہ — دل ملے یا نہ ملے ہاتھ ملاتے رہیے — ندا فاضلی

دعا کی بے اثری کا گلہ تو ہے لیکن — دعا بھی آپ نے مانگی کبھی دُعا کی طرح — ابوالمجاہد زاہدؔ

دعویٔ عشق و محبت پہ نہ جانا ان کے — ان میں گفتار ہی گفتار ہے کردار نہیں — حالیؔ

دفعتاً اُن کی نگاہِ التفات — عشق کی سب سے بڑی روداد ہے — ناطق لکھنوی

دکھائی دیے یوں کہ بے خود کیا — ہمیں آپ سے بھی جُدا کر چلے — میر تقی میرؔ

دُکھ سب کے مُشترک تھے مگر حوصلے جُدا — کوئی بکھر گیا تو کوئی مُسکرا دیا

دِل ابھی پُوری طرح ٹوٹا نہیں — دوستوں کی مہربانی چاہیے — عبدالحمید عدمؔ

دلِ برباد کا عالم نہ پوچھو — سمجھتا کم ہے سمجھاتا بہت ہے — شمس الدین زاہدؔ

دلِ بینا بھی کر خدا سے طلب — آنکھ کا نور دل کا نور نہیں — علامہ اقبالؔ

دلِ ترکِ تعلق پہ مُصر اور مجھے ڈر ہے — اِس میں بھی نہ اندازِ رفاقت نکل آئے

دل تو میرا اُداس ہے ناصرؔ — شہر کیوں سائیں سائیں کرتا ہے — ناصر کاظمی

دل چاہتا یہی ہے کہ وہ بولتا رہے — ہر لفظ اُس کا میرے لیے ناشنیدہ ہے — ابراہیم اشکؔ

دل دے تو اِس مزاج کا پروردگار دے — جو رنج کی گھڑی بھی خوشی سے گذار دے

دِل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے — پر نہیں طاقتِ پرواز مگر رکھتی ہے — علامہ اقبالؔ

دل شکستہ ہوں نکل آتے ہیں اکثر آنسو — مے ٹپک پڑتی ہے ٹوٹے ہوئے پیمانے سے — عبدالمنان بیدلؔ

دل صاف ہو تو زہر اگلتی نہیں زباں — روشن چراغ سے کبھی اٹھتا نہیں دھواں — حزیںؔ

دل کا اُجڑنا سہل سہی بسنا سہل نہیں ظالم — بستی بسنا کھیل نہیں ہے بستے بستے بستی ہے — فانیؔ بدایونی

دل کو تھاما اُن کا دامن تھام کے — اپنے دونوں ہاتھ نکلے کام کے — آرزوؔ لکھنوی

دِل کی بساط کیا تھی نگاہِ جمال میں — اِک آئینہ تھا ٹوٹ گیا دیکھ بھال میں — سیماب اکبرآبادی

دل کے پھپھولے جل اُٹھے سینے کے داغ سے — اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

دل کے رشتے جہاں کمزور ہوا کرتے ہیں — ایسی تنظیم کا شیرازہ بکھر جاتا ہے — بشیر فاروقی

دل کے لٹنے کا سبب پوچھو نہ سب کے سامنے — نام آئے گا تمھارا، یہ کہانی پھر سہی — قتیل شفائی

دل کی مجبوری بھی کیا شئے ہے کہ در سے اپنے — اُس نے سو بار اُٹھایا تو میں سو بار آیا — حسرتؔ موہانی

دِل کی ہر بات مرے سامنے رکھ دی اُس نے — کھل گیا مجھ پہ وہ آسان سوالوں کی طرح — شاہد احسن مرادآبادی

دِل گیا، رونقِ حیات گئی — غم گیا، ساری کائنات گئی — جگر مرادآبادی

دل لے کے مُفت کہتے ہیں، کچھ کام کا نہیں — اُلٹی شکایتیں ہوئیں احسان تو گیا — داغ دہلوی

دل میں خدا کا خوف نہیں ہے تو کچھ نہیں — یہ بات ہر کسی کو بتاتے ہوئے چلو — ماہر القادری

دل میں خیال تھا تو سہانا لگا مجھے — کاغذ پہ آ گیا تو بُرا نا لگا مجھے

دِل میں دونوں کے بہت کچھ تھا مگر جانے کیوں — جس قدر وقت مِلا ہنستے ہنساتے گذرا — فاروق شفق

دل میں سما گئی ہیں قیامت کی شوخیاں — دو چار دِن رہے تھے کسی کی نِگاہ میں

دِل میں کیا کیا ہوسِ دید بڑھائی نہ گئی — روٗبہ روٗ اُن کے مگر آنکھ اُٹھائی نہ گئی — حسرتؔ موہانی

دِل نہیں روشن تو ہیں کس کام کے — سو شبستاں میں اگر روشن ہیں جھاڑ — الطاف حسین حالیؔ

دِل و دماغ میں کچھ اختلاف کرنا پڑا — وہ سر جھکا کے جو آیا معاف کرنا پڑا — شکیل احمد شکیل

دلوں کو فکرِ دو عالم سے کر دیا آزاد — ترے جنوں کا خدا سلسلہ دراز کرے — حسرتؔ موہانی

دِلوں کی اُلجھنیں بڑھتی رہیں گی — اگر کچھ مشورے باہم نہ ہوں گے — حفیظؔ ہوشیارپوری

دل وہ نگر نہیں کہ پھر آباد ہو سکے — پچھتاؤ گے سنو ہو یہ بستی اُجاڑ کر — میر تقی میرؔ

دِلّی سے چلو داغؔ کرو سیرِ دکن کی — گوہر کی ہوئی قدر سمندر سے نکل کر — داغؔ دہلوی

دم بخود تھے لوگ اپنے آپ سے سہمے ہوئے — گھر کے اندر عافیت کا ایک بھی گوشہ نہ تھا — نشترؔ خانقاہی

دَم کی ہے سینے میں آ کر ضعف سے یہ گفتگو — دیکھیے لب تک خدا کس طرح سے پہنچائے ہے

دن رات مشغلہ ہے کہ ہم اپنے آپ میں — اس طرح ڈوب جائیں کہ ڈھونڈا کریں تمھیں

دنیا جسے کہتے ہیں جادو کا کھلونا ہے — مِل جائے تو مٹی ہے، کھو جائے تو سونا ہے — ندا فاضلی

دنیا میری بلا جانے مہنگی ہے یا سستی ہے — موت ملے تو مُفت نہ لوں، ہستی کی کیا ہستی ہے — فانیؔ بدایونی

دنیا میں ہوں دنیا کا طلب گار نہیں ہوں — بازار سے گزرا ہوں خریدار نہیں ہوں — اکبرؔ الہ آبادی

دوٗر سے آئے تھے ساقی سُن کے مئے خانے کو ہم — بس ترستے ہی چلے، افسوس پیمانے کو ہم — نظیرؔ اکبرآبادی

دوٗر کر دے گا زمانے سے مجھے میرا خلوص — مُجھ کو اپنی اس صلاحیت کا اندازہ نہ تھا

دوٗر کے چاند سے مٹی کا دیا ہی بہتر — جو غریبوں نے سرِ شام جلا رکھا ہے — حکیم ناصر

دو روز ایک وضع پہ رنگِ جہاں نہیں — وہ کون سا چمن ہے کہ جس کو خزاں نہیں — ناسخ

دور ہے منزلِ مقصود مگر ہے تو سہی — راہ کٹ جائے گی تو عزمِ سفر پیدا کر

دوست کا ناروا نہیں اعراض — دوستوں ہی کا کام ہے اِغماض — الطاف حسین حالیؔ

دوستوں سے اس قدر صدمے اُٹھائے جان پر — دِل سے دُشمن کی عداوت کا گِلہ جاتا رہا

دوستوں سے ہزار بھاگیں ہم — دوست کب دوستی سے باز آئے — خمارؔ بارہ بنکوی

دوستی اپنی جگہ اور دشمنی اپنی جگہ — فرض کے انجام دینے کی خوشی اپنی جگہ

دوسروں پر اگر تبصرہ کیجیے — آئینہ سامنے رکھ لیا کیجیے — خمارؔ بارہ بنکوی

دوسروں کے درد کا احساس ہوتا ہے کیسے — ہنس دیا کرتے ہیں گل شبنم کو روتا دیکھ کر

دوسروں کی راحتوں کا راستہ تو کھل گیا — راس آئے یا نہ آئے میری قربانی مجھے — عزیزؔ بگھروی

دو مُلاقاتوں میں چھو لیں دل کی ساری سرحدیں — ایک پل کی بھوٗل میں ہم پھر پرائے ہو گئے — قیصرؔ الجعفری

دیدنی ہے شکستگی دل کی — کیا عمارت غموں نے ڈھائی ہے — میر تقی میرؔ

دیر ہوئی آنے میں تُم کو شکر ہے پھر بھی آئے تو — آس نے دل کا ساتھ نہ چھوڑا ویسے ہم گھبرائے تو — عندلیبؔ شادانی

دیکھا جو تیر کھا کے کمیں گاہ کی طرف — اپنے ہی دوستوں سے ملاقات ہو گئی

دیکھا جو حُسنِ یار، طبیعت مچل گئی — آنکھوں کا تھا قصوٗر چھری دِل پہ چل گئی — جلیلؔ مانک پوری

دیکھا ہے زندگی کو کچھ اتنا قریب سے — چہرے تمام لگنے لگے ہیں عجیب سے — ساحرؔ لدھیانوی

دیکھ بیمار کو تیرے یہ طبیبوں نے کہا — ہو چکی اس کو شفا، شربتِ دیدار بغیر — رائے سرب سکھ دیوانہؔ

دیکھ پھوٗلوں سے لدے دھوٗپ نہائے ہوٗئے پیڑ — ہنس کے کہتے ہیں گزاری ہے خزاں ہم نے بھی — ضیاؔ جالندھری

دیکھتا ہے جب بھی پتھر آئینہ — بات کرتا ہے سنبھل کر آئینہ — متین

دیکھتی رہتی ہیں آنکھیں کون ہے کس رنگ میں — سوچتی رہتی ہے دنیا، کس کو رُسوا کیجیے — عزیزؔ لکھنوی

دیکھتے ہی مجھے محفل میں یہ اِرشاد ہوا — کون بیٹھا ہے اِسے لوگ اُٹھاتے بھی نہیں

دیکھ کر نظمِ دو عالم ہمیں کہنا ہی پڑا — یہ سلیقہ ہے کسے انجمن آرائی کا

دیکھنا تقریر کی لذّت کہ جو اُس نے کہا — میں نے یہ جانا کہ گویا یہ بھی میرے دِل میں ہے — مرزا غالبؔ

دیکھو گے تو ہر موڑ پہ مِل جائیں گی لاشیں — ڈھونڈو گے تو اِس شہر میں قاتل نہ ملے گا

دیکھیں قریب سے بھی تو اچھا دکھائی دے — اک آدمی تو شہر میں ایسا دکھائی دے — ظفرؔ گورکھ پوری

دینا وہ اُس کا ساغرِ مئے یاد ہے نظامؔ — منہ پھیر کر اُدھر کو، اِدھر کو بڑھا کے ہاتھ — نظامؔ رام پوری

دیوار کیا گری مرے کچے مکان کی — لوگوں نے میرے صحن سے رستے بنا لیے

دیوِ الفاظ کے چنگل سے چھڑانے کے لیے   آخرِ شب کوئی معنی کی پری آئے ہمیں   عبدالاحد ساز

دھمک کہیں ہو لرزتی ہیں کھڑکیاں میری   گھٹا کہیں ہو، ٹپکتا ہے سائبان مرا   قیصر خالقاہی

دھواں رِستا ہوا کھپریل کے رخنوں سے رہ رہ کر   کہ جیسے برف کی سِل پر کوئی تیزاب ڈال آئے   ادیب سہارنپوری

دھوپ جس کی ہم سفر ہو، تشنگی رختِ سفر   اس مسافر کے لیے واماندگی کچھ بھی نہیں   اخلق خضر

دھوپ کی تابش، آگ کی گرمی   وقنا ربنا عذاب النار   مرزا غالب

دھیان کی سیڑھیوں پہ پچھلے پہر   کوئی چپکے سے پاؤں دھرتا ہے   ناصر کاظمی

ڈ

ڈارون صاحب حقیقت سے نہایت دُور تھے   میں نہ مانوں گا کہ مورث آپ کے لنگور تھے   اکبر الہ آبادی

ڈاکٹر سے دوستی، لڑنے سے بیر   پھر میں اپنی جان بیا کیا کروں   اکبر الہ آبادی

ڈاکٹر صاحب سے ملنا آپ کا اچھا نہیں   بیٹھیے گھر میں مجھے بیمار رہنے دیجیے   اکبر الہ آبادی

ڈاکہ پڑا ہو جیسے کوئی رات، گاؤں میں   سہمے ہوئے ہیں ایسے مکانات گاؤں میں   رشید امکان

ڈبڈبا آئیں خود بخود آنکھیں   بارہا ایسا اتفاق ہوا   اثر لکھنوی

ڈبونے والے مجھے، مطمئن ہوئے کہ نہیں   یہ فکر تھی جو مری لاش کو اُبھرنا پڑا   عرشی جونپوری

ڈرا سکی نہ مُجھے تیرگی زمانے کی   اندھیری رات سے گذرا ہوں میں قمر کی طرح   سردار جعفری

ڈرتا ہوں آسمان سے بجلی نہ گر پڑے   صیاد کی نگاہ سوئے آسماں نہیں   مومن خاں مومن

ڈرتا ہوں دیکھ کر دلِ بے آرزو کو میں   سُنسان گھر یہ کیوں نہ ہو مہمان تو گیا   داغ دہلوی

ڈر گیا نالۂ شب گیر سے میرے صیاد   شام کو قید کیا، صبح کو آزاد کیا   برج نرائن چکبست

ڈر ہے میری زباں نہ کھل جائے   اب وہ باتیں بہت بنانے لگے   الطاف حسین حالی

ڈریں نہ حشر کی گرمی سے عاشقانِ رسول ﷺ   لگے گی پیاس تو کوثر کا جام آئے گا   اکبر الہ آبادی

ڈسنے لگے نہ قُرب کی یکسانیت کہیں   اچھا یہی ہے مل کے بھی کچھ فاصلہ رہے   جاوید ندیم

ڈگمگا کر ناگہاں کشتی بھنور میں کھو گئی   ہاتھ بھی ملاح کے پہنچے نہ تھے پتوار تک

ڈنر سے تم کو کم فرصت، یہاں فاقے سے کم خالی   چلو بس ہو چکا ملنا، نہ تم خالی، نہ ہم خالی   اکبر الہ آبادی

ڈوبتا ہی جا رہا ہے دل مرا   کیا یہ گردابی گھر پانے کو ہے   خالد عبادی

ڈوبتی آنکھوں میں کچھ خواب سجائے رکھیے   شام سے پہلے کوئی شمع جلائے رکھیے

ڈوبتے ڈوبتے رب یاد آیا   یاد آیا بھی تو کب یاد آیا   شبیر احمد راہی

ڈوبتے ڈوبتے کشتی کو اُچھالا دے دوں   میں نہیں، کوئی تو ساحل پہ اُتر جائے گا   احمد فراز

ڈوب جانا ہمیں قبول مگر   ناخدا کو خدا نہ مانیں گے   دواکر راہی

ڈوب جائے گا یہ سورج شام تک   نیک نامی ہے بس اک الزام تک   شکیل جمالی

ڈوب جائے گی شور میں دُنیا   لفظ ہوں گے نہ خاموشی ہوگی   افتخار امام صدیقی

ڈوبی ہوئی خلوص میں جس کی نگاہ تھی   مجھ کو اُسی کی چاہ تھی اور بے پناہ تھی   یعقوب پرواز

ڈور سانسوں کی سلامت ہے جیے جاتے ہیں   جو یہ ٹوٹے گی تو مر جائیں گے ہونا کیا ہے   محبوب راہی

ڈیرے ڈالے ہیں بگولوں نے جہاں   اس طرف چشمہ رواں تھا پہلے   ناصر کاظمی

ڈھاتا ہے اپنے ہاتھ سے اُمید کے محل   تعمیر زندگی کی بھی کرتا ہے آدمی   عبدالقوی ضیاء

ڈھا رہی ہے ستم پر ستم زندگی   پھر بھی نظروں میں ہے محترم زندگی

ڈھا کر محشر زلفوں پر   سیر پہ نکلی خوشبو دیکھ   علیم صبا نویدی

ڈھائی ہے اسی کو غمِ دوراں پہ قیامت   یہ دل جو ابھی فتنۂ بیدار ہوا ہے   جگر مراد آبادی

ڈھونڈ اُجڑے ہوئے لوگوں میں وفا کے موتی   یہ خزانے تُجھے مُمکن ہے خرابوں میں ملیں   احمد فراز

ڈھونڈتا پھرتا ہوں اے اقبالؔ اپنے آپ کو   آپ ہی گویا مُسافر آپ ہی منزل ہوں میں   علامہ اقبال

ڈھونڈتے پھرتے ہیں وہ منظر مگر ملتا نہیں   پھر ہمیں سے آسماں کو بدگمانی ہو گئی   قمر بہرائچی

ڈھونڈتی تھیں شام کا پہلا ستارہ لڑکیاں   کھیل کیا تھا بس کوئی خواہش کہیں جانے کی تھی   شاہدہ حسن

ڈھونڈتے ہم جہاں جہاں اُس کو   لُطف ہوتا وہیں وہیں ملتا   نوح ناروی

ڈھونڈتے ہیں آپ سے اس کو پرے   شیخ صاحب چھوڑ گھر باہر چلے   میر درد

ڈھونڈ سکتی نہیں جب اپنی نگاہیں اس کو   وہ رگِ جاں سے قریب ہو کے صدا دیتا ہے   سعید رحمانی

ڈھونڈنا ہوگا کوئی غم کا مداوی اکبر   درد خود اپنی دوا ہو میں نہیں چاہوں گا   اکبر حیدرآبادی

ڈھونڈنے والے نے اس صورت سے طے کی راہِ شوق   پہلے پوچھا، پھر کسی کو پوچھ کر آگے بڑھا   نوح ناروی

ڈھونڈو کوئی ایسا جو تمھارے لیے روئے   ہنسنے کے لیے لوگ تمھیں کم نہ ملیں گے   مدحت الاختر

ڈھونڈو گے اگر ملکوں ملکوں ملنے کے نہیں نایاب ہیں ہم   تعبیر ہے جس کی حسرت و غم اے ہم نفسو وہ خواب ہیں ہم   شاد عظیم آبادی

ڈھونڈیں ہزار ایک بھی ملتا نہیں کہیں — کہنے کو اِس جہاں میں کہاں آدمی نہیں — ڈاکٹر عبید الرحمٰن

ڈھلنا مرے نصیب میں شاید لکھا نہیں — میں تیرے انتظار کا سایہ تو بن گیا — مدحت الاختر

ذ

ذرا اُن کی شوخی تو دیکھیے، لیے زلف خم شدہ ہاتھ میں — مرے پیچھے آئے دبے دبے، مجھے سانپ کہہ کے ڈرا دیا

ذرا دیکھ اس کو جو کچھ ہو رہا ہے، ہونے والا ہے — دھرا کیا ہے بھلا عہدِ کہن کی داستانوں میں — علامہ اقبال

ذرا ذرا سی بات پہ ہے — اشکوں کی ارزانی کیوں

ذرا سا تو دل ہوں مگر شوخ اتنا — وہی لن ترانی سنا چاہتا ہوں — علامہ اقبال

ذرا سا لمس جو مل جائے اس کے ہاتھوں کا — درخت سوکھے ہوئے پھول پھل کے دیکھتے ہیں — ابراہیم اشک

ذرا سی بات پر آنسو چھلک پڑتے ہیں آنکھوں سے — ذرا سی ٹھیس لگتی ہے تو شیشے ٹوٹ جاتے ہیں — محبوب راہی

ذرا سی بات پہ بدنام ہو گئے صاحب — خلیل خاں نے کبھی فاختہ اُڑائی تھی — مدحت الاختر

ذرا سے جبر سے میں بھی تو ٹوٹ سکتی تھی — بری طرح سے طبیعت کا وہ بھی سخت نہ تھا — پروین شاکر

ذرا سی چھاؤں، تھوڑا سا اُجالا — ہمارے واسطے اِتنا بہت ہے — محبوب راہی

ذرا میں زہرِ ہلاہل، ذرا میں آبِ حیات — مری سمجھ میں نہ آیا کہ آدمی کیا ہے — لیث قریشی

ذرا ہشیار رہنا مردِ مومن کی فراست سے — کہ یہ بار دِگر اے دوست دھوکا کھا نہیں سکتی — ماہر القادری

ذرہ ذرہ ہے تجلّی سے لڑائے ہوئے آنکھ — کس قیامت کی نمائش ہے یہ پنہاں ہونا

ذرّہ ذرّہ ہے مظہرِ خورشید — جاگ اے آنکھ، دِن ہے رات نہیں — الطاف حسین حالی

ذرّے ذرّے میں دہکتا ہوا سورج حیراں — بیچ آکاش کے مہتاب متو رخاموش — نشتر خانقاہی

ذکر اس پری وش کا اور پھر بیاں اپنا — بن گیا رقیب آخر جو تھا رازداں اپنا — مرزا غالب

ذکر تیرا ہے آنکھ پھر نم ہے — یوں ہی بس رہی ہے عمر تمام — مظہر حسین قیصر

ذکر جب بھی کسی محفل میں چھڑا ہے اپنا — اجنبی بن گئے اور جا کے الگ بیٹھ گئے — صابر دت

ذکرِ شراب و حور کلامِ خدا میں دیکھ — مومن میں کیا کہوں مجھے کیا یاد آ گیا — مومن

ذکر میرا بہ بدی بھی اُسے منظور نہیں — غیر کی بات بگڑ جائے تو کچھ دُور نہیں — مرزا غالب

ذکر میرا ہی وہ کرتا تھا صریحاً لیکن — میں جو پہنچا تو کہا، خیر یہ مذکور نہ تھا — میر درد

ذکرِ نبی ﷺ سے دل مرا سرشار ہو گیا — ماں باپ میرے آپ پہ قربان یا رسول ﷺ — ریحانہ ایوب پروین

ذوقِ سفر، نہ اپنی کوئی منزل مُراد — ہم عہدِ نو کے لوگ ہیں گویا کٹی پتنگ — خان ارمان

ذہن کی دہلیز پر یادوں کا ننھا سا چراغ — رات بھر تیرے لیے جلتا رہا، بجھتا رہا

ذہن میرا جل رہا ہے، تپ رہی ہے میری سانس — اپنے غم کی دھوپ میں ہوں، میں کھڑا تنہا، اُداس

ذہن میں جو گھر گیا لاانتہا کیوں کر ہوا — جو سمجھ میں آ گیا پھر وہ خدا کیوں کر ہوا — اکبر الہ آبادی

ذہن و دل میں اگر بصیرت ہو، زندگی کیف و نور دیتی ہے — زیست کی راہ میں ہر اک ٹھوکر زندگی کا شعور دیتی ہے

ذی شان تیرا رُتبہ، اونچی ہے شان تیری — موصوف تو بڑا ہے، اعلیٰ صفات تیری

ذی ہوش تو خاموش ہیں ناموس کی خاطر — کم ظرف سمجھتا ہے چپ ہیں مرے ڈر سے

ر

رات آتی ہے تو رینگ آتے ہیں اندیشوں کے سانپ — میرے احساس کے ٹوٹے ہوئے دروازے سے — عزیز بانو وفا

رات آئی ہے بچّوں کو پڑھانے میں لگا ہوں — خود جو نہ بنا اُن کو بنانے میں لگا ہوں — اکبر حیدری

رات اُن کو بات بات پہ سو سو دیے جواب — مجھ کو خود اپنی ذات سے ایسا گماں نہ تھا — الطاف حسین حالی

رات دن گردش میں ہیں سات آسماں — ہو رہے گا کچھ نہ کچھ گھبرائیں کیا — مرزا غالب

رات کو آگ اور دن کو دھوپ — بھاڑ میں جائیں ایسے لیل و نہار — مرزا غالب

رات کیا سوئے کہ باقی عمر کی نیند اُڑ گئی — خواب کیا دیکھا کہ دھڑکا لگ گیا تعبیر کا — احمد فراز

رات یوں دِل میں تری کھوئی ہوئی یاد آئی — جیسے ویرانے میں چپکے سے بہار آ جائے — فیض احمد فیض

رازِ دل کا آئینہ احتیاط سے رکھنا — ورنہ ٹوٹ جائے گا ہر جگہ دکھانے میں — راز الہ آبادی

رازِ حیات پوچھ لے خضرِ خجستہ گام سے — زندہ ہر ایک چیز ہے کوششِ ناتمام سے — علامہ اقبال

راز کو ہے کسی ہمراز کی مدت سے تلاش — اور دل صحبتِ ہمراز سے گھبراتا ہے — پروین شاکر

راستو! کیا ہوئے وہ لوگ جو آتے جاتے — میرے آداب پہ کہتے تھے کہ جیتے رہیے

راستوں کا علم تھا ہم کو نہ منزل کی خبر — شہرِ نامعلوم کی چاہت مگر کرتے رہے

راہ پر اُن کو لگا لائے تو ہیں باتوں میں — اور کھل جائیں گے دو چار ملاقاتوں میں — داغ دہلوی

راہِ پُر پیچ کے انداز بدل جاتے ہیں — جب کبھی عزم کے تیور پہ جلال آتا ہے — حفیظ جالندھری

راہ چلتے ہوئے پوچھا بھی نہیں کیسے ہو تھی مگر اُس کی نگاہوں میں شناسائی بھی مدحت الاختر

راہرو چپ ہیں، راہبر خاموش کیسے گزرے گا یہ سفر خاموش واحد پریمی

راہِ عقبیٰ میں کوئی اپنی بداعمالی سے اتنے کانٹے نہ بچھائے کہ نہ جایا جائے ظریف لکھنوی

راہوں نے اور نہ پاؤں نے مجبور کردیا احساس کی تھکن نے ہمیں چُور کردیا احساس گونڈوی

راہیں بھی بدل جاتی ہیں مستانہ روی میں جانا تھا کہاں اور کہاں آئے ہوئے ہیں مدحت الاختر

راہیں زیست کی ہیں دشوار چلیے میرے دوش بدوش

ربِ واحد کے پُجاری ہو اگر تم جو کثرت میں ہو، وحدت سیکھو

رحمت اگر قبول کرے، کیا بعید ہے شرمندگی سے عذر نہ کرنا گناہ کا مرزا غالب

رحمتیں ہیں تری اغیار کے کاشانوں پر برق گرتی ہے تو بے چارے مُسلمانوں پر علامہ اقبال

رُخِ روشن کے آگے شمع رکھ کر وہ یہ کہتے ہیں اُدھر جاتا ہے دیکھیں یا اِدھر پروانہ آتا ہے

رُخصت کے واقعات کا اِتنا تو ہوش ہے دیکھا کیے ہم اُن کو جہاں تک نظر گئی ناطق لکھنوی

رسوائے دہر گو ہوئے آوارگی سے تم بارے طبیعتوں کے تو چالاک ہوگئے مرزا غالب

رفتہ رفتہ لوگ چپ رہنے کے عادی ہوگئے میری آشفتہ سری تسلیم فرمائی گئی

رفتہ رفتہ وہ مری ہستی کا ساماں ہوگئے پہلے جاں پھر جانِ جاں، پھر جانِ جاناں ہوگئے

رقیباں کی نہ کچھ تقصیر ثابت ہے، نہ خوباں کی مجھے ناحق ستاتا ہے یہ عشق بدگماں اپنا مظہر جان جاناں

رقیبوں نے رپٹ لکھوائی ہے جا جا کے تھانے میں کہ اکبر نام لیتا ہے خدا کا اس زمانے میں اکبر الہ آبادی

رک رک کے دیکھتے ہیں وہ اپنا خرامِ ناز پھر پھر کے دیکھتے ہیں کوئی دیکھتا نہ ہو

رُک گئے تو کتنی دیواریں تھیں حائل راہ میں چل پڑے تو اونچے پربت، آگ، پانی کچھ نہیں رفیق وستا

رُکنا ہے تو اِک بھیڑ کو ہمراہ لگالے چلنا ہے تو بے ہم سفر و راہ نُما چل اعجاز صدیقی

رکھتے ہیں اوروں کے لیے جو پیار کا جذبہ وہ لوگ کبھی ٹوٹ کے بکھرا نہیں کرتے پروین شاکر

رکھنا ہے تو رکھ لیجے پھولوں کو نگاہوں میں خوشبو تو مسافر ہے کھو جائے گی راہوں میں پروین شاکر

رکھیو غالبؔ مجھے اس تلخ نوائی میں معاف آج کچھ درد مرے دل میں سوا ہوتا ہے مرزا غالب

رگوں میں دوڑنے پھرنے کے ہم نہیں قائل جب آنکھ سے ہی نہ ٹپکا تو پھر لہو کیا ہے مرزا غالب

رنج سے خوگر ہوا انساں تو مٹ جاتا ہے رنج مشکلیں مجھ پر پڑیں اتنی کہ آساں ہوگئیں مرزا غالب

رنجش ہی سہی دل ہی دکھانے کے لیے آ آ پھر سے مجھے چھوڑ کے جانے کے لیے آ احمد فراز

رنج کی جب گفتگو ہونے لگی آپ سے تُم، تُم سے تو ہونے لگی داغ دہلوی

رند ایسی بات سن سکتے نہیں کیوں کہے کوئی کہ ہے مئے خانہ ہیچ نوح ناروی

رُوبرو جب تک رہیں، اپنوں سے رہنا بدگماں جب بچھڑ جائیں تو سب اپنوں کو پیارا سوچنا نشتر خانقاہی

رو پڑے ہم دیکھ کر سوئے فلک اس نے جب تیوری بدل کر بات کی

رُوٹھ جاؤ گے کسی دِن تم بھی اپنے آپ سے ہم بھی اپنی ذات سے اِک دِن خفا ہو جائیں گے نشتر خانقاہی

رودادِ چمن سنتا ہوں اس طرح قفس میں جیسے کبھی آنکھوں سے گلستاں نہیں دیکھا اصغر گونڈوی

روز تحقیق ہوتی رہی روز جلتے رہے آشیاں راز الہ آبادی

روز وہی اِک کوشش زندہ رہنے کی مرنے کی بھی تیاری تو کیا کرو راحت اندوری

روشنیٔ طبع وہ مجھ میں کہاں ہے دوستو شمعِ مردہ ہوں مجھے رہنے دو اب بالائے طاق اکبر الہ آبادی

رؤف خیرؔ چلو یہ بھی اب غنیمت ہے بھلائی کہتے ہیں جس کو بُرا نہ ہونا ہے رؤف خیر

روک لو گر غلط چلے کوئی بخش دو گر غلط چلے کوئی مرزا غالب

رو میں ہے رَخشِ عمر، کہاں دیکھیے تھمے نے ہاتھ باگ پر ہے نہ پا ہے رکاب میں مرزا غالب

رونے کے بھی آداب ہوا کرتے ہیں فانیؔ یہ اُن کی گلی ہے ترا غم خانہ نہیں ہے فانی بدایونی

رہا نیز حاسدِ مثالِ نیشِ کژدم کبھی کج فہم کو سیدھا نہ پایا ذوق

رہا نہ دِل میں وہ بے درد اور درد رہا مکین کون ہوا ہے، مقام کس کا تھا داغ دہلوی

رہتا سخن سے نام قیامت تلک اے ذوقؔ اولاد سے رہے یہی دو پشت چار پشت ذوق

رہِ حیات میں کتنے ہی پیچ و خم آئے بچھڑ گیا ہے کوئی کب کہاں پتا بھی نہیں

رہِ طلب میں قدم ڈگمگائے جاتے ہیں سنبھال یا مرے اللہ! یا مرے معبود ! اسد ملتانی

رہیں نہ رند، یہ زاہد کے بس کی بات نہیں تمام شہر ہے دو چار دس کی بات نہیں

رہی نہ طاقتِ گفتار اور اگر ہو بھی تو کس امید پہ کہیے کہ آرزو کیا ہے مرزا غالب

ریاضِ دہر کو دیکھیں نگاہِ غور سے ہم نہ ایک خار عبث ہے نہ ایک پھول عبث نوح ناروی

ریختہ کے تمہیں اُستاد نہیں ہو غالبؔ کہتے ہیں اگلے زمانے میں کوئی میرؔ بھی تھا مرزا غالب

ز

زلیدِ تنگ نظر نے مجھے کافر جانا — اور کافر یہ سمجھتا ہے مسلماں ہوں میں — علامہ اقبالؔ

زباں پہ بارِ خدایا یہ کس کا نام آیا — کہ میرے نُطق نے بوسے مری زباں کے لیے — مرزا غالبؔ

زباں نے کہہ بھی دیا لاالہ تو کیا حاصل — دل و نگاہ مسلماں نہیں تو کچھ بھی نہیں — علامہ اقبالؔ

زخم پر آپ تو الفاظ کا مرہم رکھیے — وقت آئے گا تو یہ آپ ہی بھر جائے گا — واحد پریمی

زخم پھولوں کے کون اب دیکھے — اہلِ دِل چُپ ہیں، دیدہ ور خاموش

زد میں اگر آ جائے گا حاکم کا قبیلہ — قانون میں ترمیم کا اعلان کرے گا — عبدالسلام اظہر

زمانوں کو ملا ہے سوزِ اظہار — وہ ساعت جب خموشی بول اُٹھی ہے — عبدالاحد سازؔ

زمانہ ایک، حیات ایک، کائنات بھی ایک — دلیلِ کم نظری قصۂ قدیم و جدید — علامہ اقبالؔ

زمانہ باز نہیں آتا سنگ باری سے — میں اپنے شیشۂ احساس سے ہوُں تنگ الگ — محبوب راہیؔ

زمانہ دیکھ چکا ہے پرکھ چکا ہے اسے — قتیلؔ جان سے جائے پر التجا نہ کرے — قتیلؔ شفائی

زمانہ عہد میں اس کے ہے محوِ آرائش — بنیں گے اور ستارے اب آسماں کے لیے — مرزا غالبؔ

زمانہ لاکھ ڈراتا رہا مگر ہم نے — جو بات کی ہے زمانے کے روبرو کی ہے

زمانہ وارداتِ قلب سُننے کو ترستا ہے — اسی سے تو سر آنکھوں پر مرا دیوان لیتے ہیں — فراقؔ گورکھپوری

زمانہ ہو گیا، گذرا تھا کوئی بزمِ انجم سے — غبارِ راہ روشن ہے بہ شکلِ کہکشاں اب تک

زمانہ یاد رکھے گا تو کس بہانے سے — کوئی تو شعر دماغوں میں چھوڑتے جاؤ — جاں نثار اخترؔ

زمانے بھر کے غم یا اک ترا غم — یہ غم ہوگا تو کتنے غم نہ ہوں گے — حفیظؔ ہوشیارپوری

زمانے سے عداوت کا سبب تھی دوستی جن کی — اب اُن کو دُشمنی ہے ہم سے، دُنیا اس کو کہتے ہیں — بیخودؔ دہلوی

زمانے سے ہم کو گذرنا ہے سہل — مگر فطرتاً ہم ہیں چالاک کم — نشترؔ خانقاہی

زمیں سخت ہے آسماں دور ہے — بسر ہو سکے تو بسر کیجیے — ساحرؔ لدھیانوی

زمیں لوگوں سے خالی ہو رہی ہے — یہ رنگِ آسماں دیکھا نہ جائے — ناصرؔ کاظمی

زمیں ہمارے موافق بنے کہ ہم اس کے — جو زندہ رہنا ہے تو فیصلہ تو کرنا ہے — پروفیسر آزادؔ گلاٹی

زنجیرِ جنوں کڑی نہ پڑیو — دیوانے کا پاؤں درمیاں ہے

زندگانی کی حقیقت کوہ کن کے دل سے پوچھ — جوئے شیر و تیشہ و سنگِ گراں ہے زندگی — علامہ اقبالؔ

زندگی اس دور میں کیوں کر بسر ہوگی شفیقؔ — سادگی میں تم ہو یکتا اور عیاری میں لوگ — عمر شفیق

زندگی بے چارگی ہے عزم و ہمت کے بغیر — عزم و ہمت بھی ہے بے معنی صداقت کے بغیر — جاویدؔ

زندگی بھر ہمیں تو نے آنسو دیے — پھر بھی ہنس کر ملے، تجھ سے ہم زندگی — شمیم جے پوری

زندگی جامِ عیش ہے لیکن — فائدہ کیا اگر مدام نہیں — ولیؔ

زندگی چیختی رہی لیکن — شورِ سر کار تک نہیں پہنچا — صابر دت

زندگی دی ہے تو جینے کی ادا دے یارب — رنگ دینا ہے شجر کو تو ہرا دے یارب — حاتم شہوار شبلی

زندگی زندہ دلی کا نام ہے — مردہ دل کیا خاک جیا کرتے ہیں — مرزا غالبؔ

زندگی سے نظر ملاؤ کبھی — ہار کے بعد مسکراؤ کبھی

زندگی کا ساز بھی کیا ساز ہے — بج رہا ہے اور بے آواز ہے

زندگی کچھ اور شے ہے، علم ہے کچھ اور شے — زندگی سوزِ جگر ہے، علم ہے سوزِ دماغ — علامہ اقبالؔ

زندگی کی راہوں کے خار پھول بن جاتے — آپ بھی اگر میرے ساتھ ہو لیے ہوتے

زندگی کی رہ میں چل، لیکن ذرا بچ بچ کے چل — یہ سمجھ لے کوئی مینا خانہ بار دوش ہے — علامہ اقبالؔ

زندگی کے سلوک کیا کہیئے — جس کو مرنا ہو زندگی سے ملے — خمارؔ بارہ بنکوی

زندگی کے لیے عُمر درکار ہے — زندگی کے لیے اتنی کم زندگی

زندگی میں آ گیا جب کوئی وقتِ اِمتحاں — اس نے دیکھا ہے جگرؔ بے اختیارانہ مجھے — جگرؔ مرادآبادی

زندگی نے کسی منزل پہ ٹھہرنے نہ دیا — ہم بھٹکتے رہے آوارہ خیالوں کی طرح

زندگی ہر شب فریبِ خواب دیتی ہے تو دے — ہم پہ لازم ہے کہ اس کی روز دلداری کریں

زندگی ہم سے ترے ناز اُٹھائے نہ گئے — سانس لینے کی فقط رسم ادا کرتے ہیں

زندگی ہو مری پروانے کی صورت یارب — علم کی شمع سے ہو مجھکو محبت یارب — علامہ اقبالؔ

زندگی ہے نام جہد و جنگ کا — موت کیا ہے بھول جانا چاہیئے — جگرؔ مرادآبادی

زندگی ہے یا کوئی طوفان ہے — ہم تو اس جینے کے ہاتھوں مر چلے — میرؔ دردؔ

زندگی یوں بھی گذر ہی جاتی — کیوں ترا راہ گذر یاد آیا — مرزا غالبؔ

زہر ملتا ہی نہیں مجھ کو، ستم گر! ورنہ — کیا قسم ہے ترے ملنے کی کہ کھا بھی نہ سکوں — مرزا غالبؔ

زیست سے تنگ ہو اے داغؔ تو کیوں جیتے ہو   جان پیاری بھی نہیں جان سے جاتے بھی نہیں   داغؔ دہلوی

زیست ہم سائے سے مانگا ہوا زیور تو نہیں   ایک کھٹکا سا لگا رہتا ہے کھو جانے کا

س

ساتھ بھی چھوڑا تو کب جب سب بُرے دن کٹ گئے   زندگی! تو نے کہاں آ کر دیا دھوکا مجھے   حاتق گلاؤٹھی

ساحل کے تماشائی اک ڈوبنے والے پر   افسوس تو کرتے ہیں امداد نہیں کرتے

سارے جہاں سے اچھا ہندوستاں ہمارا   ہم بلبلیں ہیں اس کی یہ گلستاں ہمارا   علامہ اقبالؔ

ساری زمیں ہے آپ کی اُٹھ کر سمیٹیے   ٹکڑا جو کھو گیا ہے تو کچھ غم نہ کیجیے   عبدالسلام اظہر

سارے سفر میں ایک ہی غم آس پاس تھا   میں گھر سے جب چلا مرا بچہ اُداس تھا

سارے عالم پر ہوں میں چھایا ہوا   مستند ہے میرا فرمایا ہوا   میر تقی میرؔ

سارے وجود میں مرے رس گھولتا تو ہے   کم ہی سہی وہ مجھ سے مگر بولتا تو ہے   منظور ہاشمی

سازِ حیات ہم نفس خوب ہے مگر   کب ٹوٹ جائے سانس کا اک تار ہی تو ہے

ساقیا یاں لگ رہا ہے چل چلاؤ   جب تلک بس چل سکے ساغر چلے   میر دردؔ

ساقی ہے، دورِ جام ہے، بادل گھرے ہوئے   اور میرا حال یہ کہ میں توبہ کیے ہوئے   ماہرؔ القادری

سال کے بارہ مہینے انگلیوں پر کیوں گنیں ؟   عید کر لیتے ہیں اپنی آپ کو ہم دیکھ کر

ساماں کی محبت میں مضمر ہے تن آسانی   مقصد ہے اگر منزل ، غارت گرِ ساماں ہو   علامہ اقبالؔ

سب رقیبوں سے ہوں ناخوش، پر زنانِ مصر سے   ہے زلیخا خوش کہ محوِ ماہِ کنعاں ہو گئیں   مرزا غالبؔ

سبز ہوتی ہی نہیں یہ سرزمیں   تخمِ خواہش دل میں تو بوتا ہے کیا

سب کا تو مداوا کر ڈالا اپنا ہی مداوا کر نہ سکے   سب کے تو گریباں سی ڈالے اپنا ہی گریباں بھول گئے   مجازؔ

سب کچھ بدل چکا ہے مگر لوگ ہیں بضد   مہتاب ہی میں صورتِ جاناں دکھائی جائے   شہریارؔ

سب کی بگڑی کو بنانے نکلے   یار ہم تم بھی دوانے نکلے   حسن کمال

سبق پھر پڑھ صداقت کا، عدالت کا، شجاعت کا   لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا   علامہ اقبالؔ

سبق ملا ہے یہ معراجِ مصطفیٰ ﷺ سے مجھے   کہ عالمِ بشریت کی زد میں ہے گردوں   علامہ اقبالؔ

کبھی ہنستے ہوئے ملتے ہیں جب تک چار پیسے ہیں   نہیں پوچھے گا کوئی مفلسی میں آپ کیسے ہیں

ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں   ابھی عشق کے اِمتحاں اور بھی ہیں   علامہ اقبالؔ

ستارہ کیا مری تقدیر کی خبر دے گا   وہ خود فراخیِ افلاک میں ہے خوار و زبوں   علامہ اقبالؔ

ستارے جھلملاتے ہیں مرے تاریک باطن میں   محمد مصطفیٰ ﷺ کی آج مجھ کو یاد آئی ہے   نون الف ناقر

ستارے ڈوبتے جاتے ہیں شمعیں بجھتی جاتی ہیں   مرتب خود بخود انجامِ محفل ہوتا جاتا ہے   احسان دانش

ستم کے بہت سے ہیں ردِ عمل   ضروری نہیں، چشم تر کیجیے   ساحر لدھیانوی

سحر لائے گی کیا پیغامِ بیداری شبستاں میں   نقابِ رُخ اُلٹ دو خود سحر بیدار ہو جائے   اصغر گونڈوی

سختیٔ راہ کھینچیے منزل کے شوق میں   آرام کی تلاش میں ایذا اُٹھائیے   آتشؔ

سدا عیشِ دوراں دِکھاتا نہیں   گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں   میر حسن

سراپا میں جس جا نظر کیجیے   وہیں عمر اپنی بسر کیجیے   میر تقی میرؔ

سربلندی کی خواہش ہے دل میں اگر   سر اُٹھا کر نہ اِتنا چلا کیجیے   تابش مہدی

سر جھکاؤ گے تو پتھر دیوتا ہو جائے گا   اتنا مت چاہو اُسے وہ بے وفا ہو جائے گا   بشیر بدر

سُرخ رُو ہوتا ہے اِنساں ٹھوکریں کھانے کے بعد   رنگ لاتی ہے حنا پتھر پہ گھِس جانے کے بعد

سرسری تم جہان سے گذرے   ورنہ ہر جا جہانِ دیگر تھا   میر تقی میر

سرسری مت جہاں سے جا ، غافل   یار اگلے گئے کہاں؟ ٹک سوچ   میر تقی میر

سر سے چادر، بدن سے قبا لے گئی   زندگی ہم فقیروں سے کیا لے گئی   بشیر بدرؔ

سرِ شام اُس نے منہ سے جو رُخ نقاب اُلٹا   نہ غروب ہونے پایا وہیں آفتاب اُلٹا

سرفروشی کی تمنا اب ہمارے دِل میں ہے   دیکھنا ہے زور کِتنا بازوئے قاتل میں ہے

سرکشیٔ گل کی خوش نہیں آتی   ناز کرنے کو ویسا رُو بھی ہو   میر تقی میرؔ

سرِ محفل اگر دانستہ دیکھا ہو تو مجرم ہوں   نظر آخر نظر ہے بے اِرادہ اُٹھ گئی ہوگی

سرمۂ مفت نظر ہوں مری قیمت یہ ہے   کہ رہے چشمِ خریدار پہ احساں میرا   مرزا غالبؔ

سر میں سودا بھی نہیں دِل میں تمنا بھی نہیں   لیکن اس ترکِ محبت کا بھروسہ بھی نہیں   فراقؔ

سروری زیبا فقط اس ذاتِ بے ہمتا کو ہے   حکمراں ہے اک وہی باقی بتانِ آزری   علامہ اقبالؔ

سر ہو سجدے میں تو پھر آئے کسی کا کیوں خیال   اے معاذ اللہ! تیری بندگی، تیرے بغیر   ارم لکھنوی

سرہانے میرؔ کے آہستہ بولو   ابھی ٹک روتے روتے سو گیا ہے   میر تقی میرؔ

سستے داموں لےتو آئے لیکن دل تھا بھرآیا   جانے کس کا نام کھدا تھا پیتل کے گل دانوں پر   جاں نثار اختر

سفر میں رہ گئیں آنکھیں کہیں دماغ کہیں   میں اپنے ساتھ کبھی اپنے گھر نہیں لوٹا

سفر ہے شرط، مسافر نواز بہتیرے   ہزار ہا شجرِ سایہ دار راہ میں ہے   آتش

سفر ہے سخت مگر ہم نہ ہار مانیں گے   طویل فاصلو! بہتر ہے تم ہی گھٹ جاؤ   ظفر الاسلام ظفر

سکوں محال ہے قدرت کے کارخانے میں   ثبات ایک تغیر کو ہے زمانے میں   علامہ اقبال

سلامت تو، ترا مئے خانہ، تیری انجمن ساقی   مجھے کرنی ہے اب کچھ خدمت دار و رسن ساقی   جگر مراد آبادی

سلطنت پر نہیں ہے کچھ موقوف   جس کے ہاتھ آئے جام سو جم ہے   میر درد

سلگتی ریت میں تلوے لہولہو کرنا   پھر اُس کے بعد گلابوں کی آرزو کرنا   عبدالسلام اظہر

سمجھا ہے حق کو اپنے ہی جانب ہر ایک شخص   یہ چاند اُس کے ساتھ چلا، جو جدھر گیا   پنڈت دیا شنکر نسیم

سمجھتا ہے تو 'راز ہے زندگی   فقط ذوقِ پرواز ہے زندگی   علامہ اقبال

سمجھتے کیا تھے مگر سنتے تھے ترانہ درد   سمجھ میں آنے لگا جب تو پھر سنا نہ گیا   یاس یگانہ

سمجھ کر رہنما ہر رہنما کے ہو لیے پیچھے   ہوا لیکن نہ طے اپنا سفر اوّل سے آخر تک

سمجھ میں صاف آ جائے فصاحت اس کو کہتے ہیں   اثر ہو سُننے والے پر بلاغت اس کو کہتے ہیں   اکبر الٰہ آبادی

سمجھے تھے دور تجھ سے نکل جائیں گے کہیں   دیکھا تو ہر مقام تری رہ گذر میں ہے   جگر مراد آبادی

سمجھے تھے ہم جو دوست تجھے اے میاں غلط   تیرا نہیں ہے جُرم، ہمارا گماں غلط   آتش

سنانے چلے ہیں اُنھیں قصہء غم   بہت دل کے ہاتھوں سے مجبور ہو کر

سنا ہے بزم میں تیری ہے ذکرِ خیر مرا   تری وفا کا تعارُف بھی غائبانہ ہوا   مخمور سعیدی

سنا ہے دن کو اُسے تتلیاں ستاتی ہیں   سنا ہے رات کو جگنو ٹھہر کے دیکھتے ہیں   احمد فراز

سنبھلنے دے مجھے اے نا اُمیدی کیا قیامت ہے   کہ دامانِ خیالِ یار چھوٹا جائے ہے مجھ سے   مرزا غالب

سنتا ہوں بہت غور سے افسانہء ہستی   کچھ خواب ہے، کچھ اصل ہے، کچھ طرزِ ادا ہے   اصغر گونڈوی

سنجیدہ مزاجی تمھیں جینے نہیں دے گی   اس دور میں جینا ہے تو کہرام مچا دو   ظہیر عالم ناگپوری

سنے جاتے نہ تھے تم سے مرے دن رات کے شکوے   کفن سرکاؤ میری بے زبانی دیکھتے جاؤ   فانی بدایونی

سُنی حکایتِ ہستی تو درمیاں سے سُنی   نہ ابتدا کی خبر ہے نہ انتہا معلوم   شاد عظیم آبادی

سوائے گردِ ملامت ملا بھی کیا ہم کو   بہت تھا شوق زمانے کے ساتھ چلنے کا

سو جاتے ہیں فٹ پاتھ پہ اخبار بچھا کے   مزدور کبھی نیند کی گولی نہیں کھاتے

سوچنے کی یہ بات ہے راہی   سوچتے ہی رہے تو کیا ہوگا   دوا کر راہی

سو حسرتوں سے پوچھنا میرا کہ جاؤ گے   اُن کا وہ ایک ناز سے کہنا کہ ہاں چلے

سوداؔ جو ترا حال ہے اتنا تو نہیں وہ   کیا جانیے تو نے اُسے کس آن میں دیکھا   سودا

سوداگری نہیں یہ عبادت خدا کی ہے   اے بے خبر جزا کی تمنا بھی چھوڑ دے   علامہ اقبال

سورج میں لگے دھبہ فطرت کے کرشمے ہیں   بت ہم کو کہیں کافر، اللہ کی مرضی ہے   اکبر الٰہ آبادی

سورج ہوں زندگی کی رمق چھوڑ جاؤں گا   میں ڈوب بھی گیا تو شفق چھوڑ جاؤں گا   ناسخ

سو رمز کی کرتا ہے اشارے میں وہ باتیں   ہے لطف خموشی میں تکلم سے زیادہ

سوز نہ ہو تو سازِ حیات   صرف اک روکھی پھیکی بات   حفیظ میرٹھی

سو کام خوشامد سے نکلتے ہیں جہاں میں   دیکھو جسے دنیا میں خوشامد کا ہے بندہ   علامہ اقبال

سیاح دُور دُور سے آتے ہیں دیکھنے   پتھریلے راستوں میں اکیلا درخت ہے

سیہ بختی میں کب کوئی کسی کا ساتھ دیتا ہے   کہ تاریکی میں سایہ بھی جُدا ہوجاتا ہے انساں سے   ناسخ

ش

شاخِ گل بن کر لچکنے کے زمانے اب کہاں   کیجیے اس دور میں تلوار بن جانے کی بات

شاخوں سے منسلک تھے تو جانِ بہار تھے   شاخوں سے منحرف ہوئے تو خاشاک ہو گئے   عبدالسلام اظہر

شادی و غم جب کہ دونوں ہیں جہاں میں بے ثبات   وقت اپنا کاٹ دے ہنس بول کر مردِ خدا

شاعر سے یوں جان بچائے پھرتے ہیں سنجیدہ لوگ   گویا ذوقِ شعری اُڑ کر لگنے کی بیماری ہے   شاد عارفی

شاعر کی نوا ہو کہ مغنّی کا نفس ہو   جس سے چمن افسردہ ہو وہ بادِ سحر کیا   علامہ اقبال

شاعر نہیں جو دیکھا تو ہے کوئی ساحر   دو چار شعر پڑھ کر سب کو رجھا گیا ہے   میر تقی میر

شاعری میرے لیے آساں نہیں   جھوٹ سے واللہ! نفرت ہے مجھے   اکبر الٰہ آبادی

شام سے کچھ بجھا سا رہتا ہے   دل ہوا ہے چراغ مفلس کا   میر تقی میر

شام ہوتے ہی مہک اُٹھی فضا   یاد اُن کی رات رانی ہو گئی   فاروق آشنا

شاید اسی کا نام محبت ہے شیفتہؔ   اک آگ سی ہے سینے کے اندر لگی ہوئی   شیفتہ

شاید جوز ہر شہر میں تھا کام کر گیا خود سے ملے ہوئے بھی زمانہ گزر گیا حسن کمال

شاید کسی مقام پہ میں کام آسکوں مجھ کو بھی ساتھ لیجیے تنہا نہ جایئے

شاید کوئی گزرا ہے ابھی ہو کے اِدھر سے مانوس سی خوشبو میں بسی راہ گزر ہے

شاید مجھے نکال کے پچھتا رہے ہوں آپ محفل میں اِس خیال سے پھر آ گیا ہوں میں

شاید مجھے نکال کے کچھ کھا رہے ہوں آپ محفل میں اِس خیال سے پھر آ گیا ہوں میں

شبِ غم میری آنکھیں ہائے کِس کِس کے لیے ترسیں نہ وہ آئے، نہ نیند آئی، نہ خواب آیا، نہ موت آئی

شبِ فراق ہے اور نیند آئی جاتی ہے کچھ اِس میں اُن کی توجہ سی پائی جاتی ہے

شب کو مئے خوب سی پی صبح کو توبہ کر لی رند کے رند رہے ہاتھ سے جنت نہ گئی

شب گریزاں ہوگی آخر جلوۂ خورشید سے یہ چمن معمور ہوگا نغمۂ توحید سے علامہ اقبال

شرط سلیقہ ہے ہر اک امر میں عیب بھی کرنے کو ہنر چاہیئے

شعاعِ حسن ترے حسن کو چھپاتی تھی وہ روشنی تھی کہ صورت نظر نہ آتی تھی ناصر کاظمی

شعر تو اُن پر لکھے مگر اوروں سے منسوب کیے اُن کو کیا کیا غصہ آیا نظموں کے عنوانوں پر جاں نثار اختر

شعر دراصل وہی ہیں حسرت سنتے ہی دِل میں جو اُتر جائیں حسرت موہانی

شعر میرے ہیں سب خواص پسند پر مجھے گفتگو عوام سے ہے

شعرِ ناطق میں بھی وہ دیکھی نہیں اُس کی چُپ میں ایک ایسی بات ہے ناطق لکھنوی

شعورِ غم کے سوا کچھ نہیں ہے غم کا علاج مگر یہ بات زمانے کو کون سمجھائے خورشید احمد جامی

شفا اپنی تقدیر ہی میں نہ تھی کہ مقدور تک تو دوا کر چلے میر تقی میر

شکایتیں بھی بہت ہیں حکایتیں بھی بہت مزہ تو تب ہے کہ یاروں کے رو برو کہیے علی سردار جعفری

شکریہ اے قبر تک پہنچانے والو شکریہ اب اکیلے ہی چلے جائیں گے اِس منزل سے ہم قمر جلالوی

شکست دل کی ہوئی تارِ ذہن کے ٹوٹے ہماری ذات کے ہم سے ہی رابطے ٹوٹے

شکست و فتح تو قسمت سے ہے ولے اے میر مقابلہ تو دلِ ناتواں نے خوب کیا میر تقی میر

شکن پڑ جائے کاش اپنی جبیں پر پریشاں بہت ہیں ستم ڈھانے والے

شک نہ کر میری خشک آنکھوں پر یوں بھی آنسو بہائے جاتے ہیں

شکیبؔ اپنے تعارف کے لیے یہ بات کافی ہے ہم اُس سے بچ کے چلتے ہیں جو رستہ عام ہو جائے شکیبؔ جلالی

شمع جس آگ میں جلتی ہے نمائش کے لیے ہم اُسی آگ میں گم نام سے جل جاتے ہیں

شمع کی مانند ہم اِس بزم میں چشمِ نم آئے تھے دامن تر چلے میر دردؔ

شمعِ مدفن سے خموشی کا گلہ کیا کیجیے خود ہمارا ہی چراغِ زندگی خاموش ہے ناطق لکھنوی

شمعِ نظر، خیال کے انجم، جگر کے داغ جتنے چراغ ہیں تری محفل سے آئے ہیں

شمیمؔ اچھا ہوا خود کھنچ گئے وہ مرے حالات بھی اچھے نہیں تھے شمیمؔ

شناخت نام ہے شاید اسی اذیت کا کہ پانیوں میں رہو رنگ بھی جُدا رکھو ظفر گورکھپوری

شور برپا ہے خانۂ دِل میں کوئی دیوار سی گری ہے ابھی ناصرؔ کاظمی

شوق سے کاٹو سروں کی فصل لیکن سوچ لو کہ ہُوا کرتی ہے ہر موسم کی اک معیاد بھی

شوق یہ ہے کہ اُڑے وہ تو زمیں ساتھ اڑے حوصلہ یہ ہے کہ پرواز سے گھبراتا ہے کیفی اعظمی

شیخ جی بھی وہی کرتے ہیں جو سب کرتے ہیں اب تو ہم مصلحتاً اُن کا ادب کرتے ہیں اکبر الہ ابادی

شیخ جی گھر سے نہ نکلے اور مجھ سے کہہ دیا آپ بی۔اے۔ پاس ہیں اور بندہ بی بی پاس ہے اکبر الہ ابادی

شیخ کی دعوت میں مے کا کام کیا احتیاطاً کچھ منگالی جائے گی اکبر الہ ابادی

شیشہ ٹوٹے، غُل مچ جائے دل ٹوٹے آواز نہ آئے حفیظ میرٹھی

شیطان نے ترکیب تنزل یہ نکالی ان لوگوں کو تم شوقِ ترقّی کا دلا دو اکبر الہ آبادی

ص

صاحبِ الفاظ کو دفتر سے بھی سیری نہیں صاحبِ معنی کو صرف اک لفظ کافی ہو گیا

صاحبِ ساز کو لازم ہے کہ غافل نہ رہے گاہے گاہے غلط آہنگ بھی ہوتا ہے سروش علامہ اقبال

صادق ہوں اپنے قول میں غالبؔ خدا گواہ کہتا ہوں سچ کہ جھوٹ کی عادت نہیں مجھے مرزا غالبؔ

صاف دِل آدمی کبھی راہیؔ کسی الزام سے نہیں ڈرتا دوا کر راہیؔ

صاف دل ہونا بہت دُشوار ہے آئینہ بھی عکس سے خالی نہیں برہان الدین آشی

صاف گوئی کسے کہتے ہیں ریا کیا شے ہے مجھ سے سیکھو گے نہیں، مجھ کو سکھاؤ گے نہیں؟ محبوب راہیؔ

صانع کو دیکھنا ہو تو عالم پہ کر نظر آئینہ آئینہ ہے خود آئینہ ساز کا شاد عظیم آبادی

صبا کی طرح کُنج میں رقص فرما بگولوں کی مانند جولانیاں کر جوش ملیح آبادی

صبح تک شمع سر کو دھنتی رہی کیا پتنگے نے التماس کیا میر تقی میر

صبح ہوتا ہے، شام ہوتا ہے ذکر اُن کا مدام ہوتا ہے

صبح ہوتے ہی سنبھل جاتے ہیں رات کو دل نہ دُکھا ہو جیسے فرید جاوید

صبح ہوتی ہے، شام ہوتی ہے عُمر یوں ہی تمام ہوتی ہے

صبر تھا ایک مونسِ ہجراں سو وہ مدّت سے اب نہیں آتا میر تقی میر

صبر کر صبر، اے دلِ مضطر مصلحت ہوگی کچھ تغافل میں اثر لکھنوی

صحبت آخر ہے ہماری نہ کرو پھر افسوس متصل ہو سکے تو ہم سے ملاقات کرو میر تقی میر

صحبتِ رنداں سے واعظ کچھ نہ حاصل کر سکا بہکا بہکا سا مگر طرزِ کلام آ ہی گیا جگر مراد آبادی

صحبت عجب طرح کی پڑی اتفاق ہائے! کھو بیٹھے جو آپ کو تو اس کو پایئے میر تقی میر

صحبتیں اگلی مصوّر ہمیں یاد آئیں گی کوئی دلچسپ مرقّع نہ دکھانا ہرگز الطاف حسین حالی

صحنِ چمن کو اپنی بہاروں پہ ناز تھا وہ آ گئے تو ساری بہاروں پہ چھا گئے جگر مراد آبادی

صداقت ہو تو دل سینوں سے کھنچنے لگتے ہیں واعظ حقیقت خود کو منوا لیتی ہے، مانی نہیں جاتی جگر مراد آبادی

صد جلوہ روبرو ہے جو مژگاں اُٹھایئے طاقت کہاں کہ دید کا احساں اُٹھایئے مرزا غالب

صد سالہ دورِ چرخ تھا ساغر کا ایک دور نکلے جو مئے کدے سے تو دنیا بدل گئی گستاخ رام پوری

صدقِ خلیل بھی ہے عشق، صبرِ حسین بھی ہے عشق معرکۂ وجود میں بدر و حنین بھی ہے عشق علامہ اقبال

صدقے ترے ہوتے ہیں سورج بھی ستارے بھی ہم کس سے کہیں دل ہے سینے میں ہمارے بھی

صدیوں حرم میں رہ کے بتوں نے یہ کیا کیا مقبول بارگاہِ خدا بھی نہ ہو سکے اختر راشدی

صدیوں صدیوں میرا سفر منزل منزل راہ گزر جاں نثار اختر

صدیوں کا یہ لمبا سفر لایا مجھے کس موڑ پر سب راستے گم ہو گئے تب جا کے اک گوشہ ملا اختر خانقاہی

صراحی جھکا اور دھوم میں مچا دے گلابی اُٹھا اور گل افشانیاں کر جوش ملیح آبادی

صرف اپنوں کے تقرر کا ارادہ ہوگا اور اخبار میں اعلانِ ضرورت دیں گے شاد

صرف اک اپنے آپ کے نہ ہوئے یوں تو ہم خیر خواہ سب کے ہیں محبوب راہی

صرف اک قدم اُٹھا تھا غلط راہِ شوق میں منزل تمام عُمر ہمیں ڈھونڈتی رہی عبدالحمید عدم

صرف ایک شکایت ہے، نہیں کوئی گلہ اور کہنے کو کہا اور، تو کرنے کو کیا اور نعیم صدیقی

صرف ایک لفظ منہ سے جو زائد نکل گیا رسوائیوں کو چھوڑ کے شہرت چلی گئی

صرف پھولوں میں ہی یہ وصف ہُوا کرتا ہے خار دیکھا ہے کہیں تُم نے مہکنے والا

صرف چلنا ہی ضروری نہیں منزل کی طرف یہ بھی لازم ہے کہ ہم سوچیں کہاں تک آئے

صرف دولت ہی کو مقصود بنانے والو کچھ خبر بھی ہے کہ معبود کا منشا کیا ہے شبیر احمد راہی

صرف شہرِ سیاست کا ماتم نہیں، ہر نگر، ہر ڈگر ایک سا حال ہے کتنی قبروں پہ چڑھتی رہیں چادریں، کتنے لاشے پڑے رہ گئے بے کفن عاصر عثمانی

صلہ ملا ہے یہ مجھ کو مری خموشی کا عذاب جھیل رہا ہوں مکاں بدوشی کا رئیس الدین رئیس

صلیبِ حالات پر چڑھا ہوں تم اپنے حصے کی کیل ٹھونکو فخر زماں

صلیب و دار کی حد سے گذر جانے کو جی چاہے جدھر جاتا نہیں کوئی، اُدھر جانے کو جی چاہے زیڈ عابد

صنعت پہ ہے فریفتہ عالم اگر تمام ہاں سادگی سے آئیو اپنی نہ باز تو حالی

صنوبر باغ میں آزاد بھی ہے پابہ گِل بھی ہے انہی پابندیوں میں حاصل آزادی کو تو کر لے علامہ اقبال

صورت اپنی تکتا ہوں آپ ہی خود کو بھایا میں جاوید ندیم

صوُرت پرست ہوتے نہیں معنی آشنا ہے عشق سے بتوں کے مرا مدعا کچھ اور

صورتِ شمع ساری رات جلو صبح لیکن مثالِ غنچہ ہنسو بشیر بدر

صورتِ لیلیٰ نہ دیکھی پڑھ لیا دیوانِ قیس شاعری آئی نہیں لیکن زباں داں ہو گئے اکبر الٰہ آبادی

صورت و الفاظ کا اکثر نہیں ہے اعتبار ہیں فقط یہ عادتیں رفتار کی گفتار کی اکبر الٰہ آبادی

صورت و سیرت رہی بالائے طاق دِل تو آ جاتا ہے اچھے نام پر داغ دہلوی

صورتوں میں خوب ہوں گی شیخ گو حورِ بہشت پر کہاں یہ شوخیاں، یہ طور، یہ محبوبیاں میر درد

صوُرتیں مٹ گئیں تکمیل سے پہلے کتنی ٹوٹ کر رہ گئے ناساختہ پیکر کتنے مدحت الاختر

صیاد اپنے دل میں جگہ دے ہمیں اگر ہم وہ ہیں ہم کو جب بھی غمِ آشیاں رہے

صیاد کی نظر میں وہ نشتر سے کم نہیں اک لرزشِ خفی جو مرے بال و پر میں ہے جگر

ض

ضبط کا عہد بھی ہے شوق کا پیاں بھی ہے عہد و پیاں سے گذر جانے کو جی چاہتا ہے

ضبط کروں میں کب تک آہ اب چل اے خامے بسم اللہ اب میر تقی میر

ضبط کیجے درِ دل تو ضبط کی طاقت نہیں — اور کھلا جاتا ہے رازِ دل اگر اُف کیجیے — الطاف حسین حالی
ضبط لازم ہے مگر دُکھ ہے قیامت کا فراز — ظالم اب بھی جو نہ روئے گا تو مر جائے گا — احمد فراز
ضبطِ محبت، شرطِ محبت — جی ہے کہ ظالم اُمڈا آئے — جگر مرادآبادی
ضبطِ نفس نے قابلِ دیدار کر دیا — مجھ میں لگی وہ آگ کہ شہکار کر دیا — ابراہیم اشک
ضد کی ہے اور بات مگر خو بُری نہیں — بھولے سے اُس نے سینکڑوں وعدے وفا کیے — مرزا غالب
ضرور اُس سے عقیدت رکھو، اسے چاہو — کسی کو یوں تو نہ پُوجو کہ وہ خدا سا لگے
ضرور پھر کوئی افتاد پڑنے والی ہے — کہ یہ زمین بہت تنگ لگ رہی ہے مجھے — شہریار
ضرور تا جو میرے ساتھ ہو لیے جعفر — جو ہو سکے تو اُنھیں میرا ہم قدم نہ کہو — جعفر
ضرور ہم کہیں تھوڑا بھٹک کے آئے ہیں — وگرنہ راستہ کیا اِتنا مختصر ہوتا — شکیل جہانگیری
ضروری تو نہیں کہہ دیں لبوں سے داستاں اپنی — زباں اک اور بھی ہوتی ہے اظہارِ تمنا کی
ضروری چیز ہے اک تجربہ بھی زندگانی میں — تجھے یہ ڈگریاں بوڑھوں کا ہم سن کر نہیں سکتیں — اکبر الہ آبادی
ضروری کام نیچر کا مگر کرنا ہی پڑتا ہے — نہیں جی چاہتا مطلق، مگر مرنا ہی پڑتا ہے — اکبر الہ آبادی
ضروری ہے کفن بر دوش رہنا — وطن ہے کوچۂ قاتل ہمارا — حفیظ میرٹھی
ضرور یہ ہے کبوتر نبی ﷺ کے روضے کا — درِ رسول کی خوشبو پروں سے آتی ہے
ضعفِ پیری میں زندگانی بھی — دوش پر اپنے بار سا ہے کچھ — میر تقی میر
ضعف میں طعنۂ اغیار کا شکوہ کیا ہے — بات کچھ سر تو نہیں ہے کہ اُٹھا بھی نہ سکوں — مرزا غالب
ضعف ہے، غش ہے، ناتوانی ہے — بن ترے موت، زندگانی ہے — کاکاجی پروانہ
ضمیرِ زر کی ترازو میں تل رہے ہیں یہاں — کہاں کا زہد و تقدس، کہاں کا علم و ہنر — کوثر نیازی
ضمیر صاف ہو اپنا تو غیر ممکن ہے — کسی کے آئینۂ قلب پر غبار آئے — جگر مرادآبادی
ضمیرِ لالہ میں روشن چراغِ آرزو کر دے — چمن کے ذرّے ذرّے کو شہیدِ جستجو کر دے — علامہ اقبال
ضمیرِ مغرب ہے تاجرانہ، ضمیرِ مشرق ہے راہبانہ — وہاں دگرگوں ہے لحظہ لحظہ، یہاں بدلتا نہیں زمانہ — علامہ اقبال

ط

طاعتِ باری سے دل کو شاد رکھ — ان وعد الله حق یاد رکھ — اکبر الہ آبادی

طاعت میں تا، رہے نہ مے و انگبیں کی لاگ — دوزخ میں ڈال دو کوئی لے کر بہشت کو — مرزا غالب
طاقتِ دیدار کتنی ہی سہی — پھر بھی تیرے روبرو رہ جائے گی
طبعِ محبوب کے خلاف نہ ہو — لوگ میرے لیے دُعا نہ کریں — حسرت موہانی
طبیعت اپنی گھبراتی ہے جب سنسان راتوں میں — ہم ایسے میں تری یادوں کی چادر تان لیتے ہیں — فراق گورکھپوری
طبیعت اس طرف خوددار بھی ہے — اُدھر نازک مزاجِ یار بھی ہے
طبیعت شگفتہ مگر کھوئی کھوئی — ہر انداز دلکش مگر والہانہ — جگر مرادآبادی
طبیب خوش ہے کہ میرا جنون ختم ہوا — مجھے یہ غم ہے کہ اک دوست تھا پُرانا، گیا
طرب کی بزم ہے بدلو دلوں کے پیراہن — جگر کے چاک سلاؤ کہ جشن کا دن ہے — جگر مرادآبادی
طرزِ بیدلؔ میں ریختہ لکھنا — اسداللہ خاں قیامت ہے — مرزا غالب
طرزؔ پڑھتا ہے کوئی جب جھوم کر نظم و غزل — ایسا لگتا ہے فراقؔ و جوشؔ ہیں یاروں کے بیچ — گنیش بہاری طرز
طرزِ سلوک اُس نے جو اپنا بدل دیا — ہم نے بھی اپنا طور طریقہ بدل دیا — محبوب راہی
طرزِ گفتار ہے کہ خوشبو ہے — ہونٹ پھولوں کے، بات پھولوں کی — صابر دت
طریقہ ہے یہی بحرِ محبت سے گذرنے کا — کہیں سے ڈوب کر جانا کہیں سے تیر کر جانا — جگن ناتھ آزاد
طعنِ اغیار ہے، رسوائی ہے، ناداری ہے — کیا ترے نام پہ مرنے کا عوض خواری ہے؟ — علامہ اقبال
طلاق دے تو رہے ہو غرور و قہر کے ساتھ — مرا شباب بھی لوٹا دو میرے مہر کے ساتھ — معراج فیض آبادی
طوافِ کعبہ کو اے شیخ ہم بھی جائیں گے لیکن — تو سیدھا جائے گا ہم جائیں گے کوئے بُتاں ہو کر — خاک پونوی
طوائف تو دُنیا کی تھی بے حیا — رہے نسبتاً ہم ہی بے باک کم — نشتر خانقاہی
طور سے کیا کیا تجلّی نے — حُسن بے پردہ سے حذر ہے شرط — آتش
طوفان سے لڑنے کا سلیقہ ہے ضروری — ہم ڈوبنے والوں کی حمایت نہیں کرتے
طوفان کر رہا تھا مرے عزم کا طواف — دنیا سمجھ رہی تھی کہ کشتی بھنور میں ہے
طولِ غمِ فراقِ حیات سے گھبرا نہ اے جگر — ایسی بھی کوئی شام ہے جس کی سحر نہیں — جگر مرادآبادی
طویل راہ گزر ہو کہ مختصر ہو فراغ — سفر میں رختِ سفر آدمی کے ساتھ رہے — فراغ روہوی
طنزاً وہ دیکھتے ہیں مگر دیکھتے تو ہیں — یہ کام تو کیا دلِ ناکردہ کار نے — جگر مرادآبادی
طنز و تعریض کی آخر کوئی حد ہوتی ہے — آدمی ہوں، مرے منہ میں بھی زباں ہے ساقی — جگر مرادآبادی

طے شدہ حسوں کے لوگ عمر بھر نہ سمجھیں گے   رنگ ہے مہک جیسا، نقش ہے صدا جیسا

ظ

ظالم ترا مزاج تو تیرا مزاج ہے   مُجھ سے خلاف خود میری تقدیر ہوگئی
ظالم ترے کوُچے میں، قاتل تری محفل میں   رہنے کو ہم آئے تھے دشوار ہوُا رہنا   نوح ناروی
ظالم تمام عمر رہا دل کے آس پاس   اک غم جو خوشگوار کبھی ہے کبھی نہیں
ظالم کے تبسُّم پہ ہی تلوار اُٹھا لے   مظلوم کے ماتھے پہ شکن آئے تو ڈر جا
ظالمو اپنی قسمت پہ نازاں نہ ہو، دور بدلے گا یہ وقت کی بات ہے   وہ یقیناً سنے گا صدائیں مری، کیا تمھارا خُدا ہے، ہمارا نہیں
ظالمو روز نئے فتنے اُٹھاتے کیوں ہو   امن کی راہ میں بارود بچھاتے کیوں ہو
ظاہراً توڑ لیا ہم نے بتوں سے رشتہ   پھر بھی سینے میں صنم خانہ بسا ہے یارو   عامر عثمانی
ظاہر کی آنکھ سے نہ تماشا کرے کوئی   ہو دیکھنا تو دیدۂ دل وا کرے کوئی   علامہ اقبال
ظاہر میں اک مجسمۂ امن و آشتی   باطن میں لاکھ فتنۂ محشر لیے ہوئے   جگر مراد آبادی
ظاہر میں تجارت ہے، حقیقت میں جوا ہے   سوُد ایک کا لاکھوں کے لیے مرگِ مفاجات   علامہ اقبال
ظاہر میں ہم انسان ہیں مٹی کے کھلونے   باطن میں مگر تند عناصر کا غضب ہیں   احمد ندیم قاسمی
ظاہر ہے کہ گھبرا کے نہ بھاگیں گے نکیرین   ہاں منہ سے مگر بادۂ دوشینہ کی بوُ آئے   مرزا غالب
ظرف دریا کا سمندر نہیں ہونے دیتا   وہ مُجھے ضبط کا پیکر نہیں ہونے دیتا
ظرفِ ساقی ہی نہ جب دیکھا تو پھر کیا بیٹھتے   آنسوؤں سے بھر کے ہم آنکھوں کے پیمانے اُٹھے   حفیظ میرٹھی
ظفرؔ تسبیح پڑھتے جا رہے ہیں سوئے مے خانہ   کوئی دیکھے تو یہ سمجھے بڑے اللہ والے ہیں   ظفر
ظفرؔ دنیائے فانی خواب کا سا ایک عالم ہے   مگر اس خواب میں دیکھا کچھ ایسا ہے کہ کیا کہیئے   بہادر شاہ ظفر
ظفرؔ نکالو نہ باہر غموں کے لشکر کو   اکیلا پا کے تمھیں زندگی ہی مار نہ دے   ظفر
ظلم پروردہ قوانین کے ایوانوں سے   بیڑیاں تکتی ہیں زنجیر صدا دیتی ہے
ظلم پھر ظلم ہے بڑھتا ہے تو مٹ جاتا ہے   خون پھر خون ہے گرتا ہے تو جم جاتا ہے
ظلمت جھکا سکی نہ کبھی روشنی کا سر   سورج اُبھر کے آیا ہے جب تھک گئے چراغ
ظلمت کدے میں میرے شبِ غم کا جوش ہے   اک شمع ہے دلیلِ سحر سو خموش ہے   مرزا غالب

ظلمتیں میں غرق تھا اُس کا وجوُد   اُس پہ روشن تھے مگر چودہ طبق   محبوب راہی
ظلمتیں بڑھ رہی ہیں دُنیا میں   آؤ ہم روشنی تلاش کریں   ابراہیم اشکؔ
ظلمتیں مٹ گئیں آپ کے نور سے   آسمان و زمیں جگمگانے لگے
ظُلم سہہ کر جو اُف نہیں کرتے   اُن کے دِل بھی عجیب ہوتے ہیں   نوحؔ ناروی
ظلم ہم پر ذرا سمجھ کے کرو   اے بتو ! بندۂ خدا ہیں ہم   خضر
ظلم ہے، جہل ہے، حماقت ہے   حکم سے اُس کی سرکشی کرنا   حیرتؔ شملوی
ظلم ہے، قہر ہے، قیامت ہے   غصے میں اُس کے زیرِ لب کی بات   میر تقی میرؔ

ع

عاجزی، مِنت، خوشامد، التجا   اور میں کیا کیا کروں! مر جاؤں کیا؟   راحت اندوری
عادت ہی بنالی ہے تم نے تو منیرؔ اپنی   جس شہر میں بھی رہنا، اُکتائے ہوُئے رہنا   منیر نیازی
عارضی لذت کا شیدائی ہوں چلاّ تا ہوں میں   جلد آ جاتا ہے غصہ، جلد من جاتا ہوں میں   علامہ اقبال
عاقبت کی خبر خدا جانے   اب تو آرام سے گذرتی ہے   شاہ عالم
عبث کسی سے حسنِ قبول کی آمید   ہمیں سلیقۂ اظہارِ آرزو ہی نہ تھا
عجب امتحاں ہے کوثرؔ، یہ تمیزِ خیر و شر بھی   وہی آگ دے اُجالا، وہی آگ روشنی دے   کوثرؔ
عجب جادو ہے اُس کی گفتگو میں   مخاطب ہو تو پتھر بولتا ہے
عجب خلوص کا رشتہ ہے نامرادی سے   کوئی بھی کام مرا وقت پر نہیں ہوتا   سرور عثمانی
عجب دستِ اجل کو کام سونپا ہے مشیت نے   چمن سے پھول چُننا اور ویرانے میں رکھ دینا
عجب واعِظ کی دین داری ہے یارب   عداوت ہے اسے سارے جہاں سے   علامہ اقبال
عجیب چیز ہے یہ وقت جس کو کہتے ہیں   کہ آنے پاتا نہیں اور بیت جاتا ہے   شہر یارؔ
عجیب دین ہے اللہ کا تصور بھی   ابھی گیا تھا، ابھی آ گیا مدینے سے
عجیب سانحہ مجھ پر گذر گیا یارو   میں اپنے سائے سے کل رات ڈر گیا یارو   شہر یارؔ
عجیب شرط لگائی ہے احتیاطوں نے   کہ تیرا ذکر کروں اور تیرا نام نہ ہو   وسیم بریلوی
عدالت، فیصلے، منصف، گواہی   ہیں ان کے ہاتھ میں دستوُر سارے   ابراہیم اشکؔ

عذر آنے میں بھی ہے اور بلاتے بھی نہیں — باعثِ ترکِ ملاقات بتاتے بھی نہیں — داغ دہلوی

عذر اُن کی زبان سے نکلا — تیر گویا کمان سے نکلا — داغ دہلوی

عذرِ گناہ رحمتِ باری کے سامنے! — تقصیروار کہہ دے کہ تقصیر ہوگئی

عرضِ نیازِ عشق کے قابل نہیں رہا — جس دل پہ ناز تھا مجھے، وہ دل نہیں رہا — مرزا غالبؔ

عروجِ آدمِ خاکی سے انجم سہمے جاتے ہیں — کہ یہ ٹوٹا ہوا تارہ مہِ کامل نہ بن جائے — علامہ اقبالؔ

عزت اُسے ملی جو وطن سے نکل گیا — وہ پھول سر چڑھا جو چمن سے نکل گیا

عزت، دولت آنی جانی — مل مل جائے، چھن چھن جائے — حفیظؔ میرٹھی

عزمِ محکم ہو تو ہوتی ہیں بلائیں پسپا — کتنے طوفان پلٹ دیتا ہے ساحل تنہا

عزیز اتنا ہی رکھو کہ جی بہل جائے — اب اس قدر بھی نہ چاہو کہ دم نکل جائے — عبیداللہ علیم

عشق اک میرؔ بھاری پتھر ہے — کب یہ تجھ ناتواں سے اٹھتا ہے — میر تقی میرؔ

عشق پر زور نہیں، ہے یہ وہ آتش غالبؔ — کہ لگائے نہ لگے اور بجھائے نہ بنے — مرزا غالبؔ

عشق سے آشنا بہت کم ہیں — سارے عالم سے آشنا ہے عشق — ابراہیم اشکؔ

عشق سے لوگ منع کرتے ہیں — جیسے کچھ اختیار ہے اپنا

عشق فسانہ تھا جب تک اپنے بھی بہت افسانے تھے — عشق صداقت ہوتے ہوتے کتنا کم احوال ہوا — اطہر نفیس

عشق کچھ محبوب کے مرجانے سے مرجاتا نہیں — روح میں غم بن کے رہتا ہے مگر جاتا نہیں — علامہ اقبالؔ

عشق کی اک جست نے طے کردیا قصہ تمام — اس زمین و آسماں کو بے کراں سمجھا تھا میں — علامہ اقبالؔ

عشق میں اور کچھ نہیں ملتا — سینکڑوں غم نصیب ہوتے ہیں — نوحؔ ناروی

عشق میں خواب کا خیال کسے — نہ لگی آنکھ جب سے آنکھ لگی — میر محمد حیات حسرتؔ

عشق میں لے کام استقلال سے — خودکشی اے ہمتِ مردانہ ہیچ — نوحؔ ناروی

عشق نازک مزاج ہے بے حد — عقل کا بوجھ اُٹھا نہیں سکتا — اکبرؔ الہ آبادی

عشق نے غالبؔ نکما کردیا — ورنہ ہم بھی آدمی تھے کام کے — مرزا غالبؔ

عقابی روح جب بیدار ہوتی ہے جوانوں میں — نظر آتی ہے اُن کو اپنی منزل آسمانوں میں — علامہ اقبالؔ

عقل عیار ہے سو بھیس بدل لیتی ہے — عشق بے چارہ نہ ملا ہے نہ زاہد، نہ حکیم — علامہ اقبالؔ

عقل کو تنقید سے فرصت نہیں — عشق پر اعمال کی بنیاد رکھ — علامہ اقبالؔ

عقل کہتی ہے کہ اب وہ نہیں آنے والے — عشق کہتا ہے ذرا راہ گذر دیکھ تو لے

عکس بن کر وہ مری چشمِ تر میں رہتا ہے — عجیب شخص ہے پانی کے گھر میں رہتا ہے

علم پر گو غرور بیجا ہے — جاہلوں سے ہے اجتناب رواؔ — اکبرؔ الہ آبادی

علم کے مقصد سے جو غافل رہا — علم حاصل کر کے بھی جاہل رہا

علم کیا، علم کی حقیقت کیا — جیسی جس کے گمان میں آئی — یگانہؔ

علم میں دولت بھی ہے، قدرت بھی ہے، لذت بھی ہے — ایک مشکل ہے کہ ہاتھ آتا نہیں اپنا سراغ — علامہ اقبالؔ

عمر بھر سنگ زنی کرتے رہے اہلِ وطن — یہ اور بات ہے کہ دفنائیں گے اعزاز کے ساتھ — احمد ندیم قاسمی

عمر تو مجلسِ درگاہ میں کاٹی ساری — آخری وقت میں کیا خاک وہابی ہوں گے — اکبرؔ الہ آبادی

عمرِ دراز مانگ کے لائے تھے چار دن — دو آرزو میں کٹ گئے دو انتظار میں — بہادر شاہ ظفرؔ

عمر ساری تو کٹی عشقِ بتاں میں مومنؔ — آخری وقت میں کیا خاک مسلماں ہوں گے — مومن خاں مومنؔ

عمر گذری ہے اسی دشت کی سیاحی میں — پانچویں پشت ہے شبیر کی مداحی میں — میر انیسؔ

عمریں بیتیں، صدیاں گذریں — ہے وہی اب تک عقل کا بچپن — جگر مراد آبادی

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی — یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے — علامہ اقبالؔ

عہدِ جوانی رو رو کاٹا، پیری میں لیں آنکھیں موند — یعنی رات بہت جاگے تھے، صبح ہوئی آرام کیا — میر تقی میرؔ

عہدِ وفا یا ترکِ محبت، جو چاہیں سو آپ کریں — اپنے بس کی بات ہی کیا ہے ہم سے کیا منواؤ گے — فیض احمد فیضؔ

عیادت کو آئے، شفا ہو گئی — علالت ہماری دوا ہو گئی

عین فطرت ہے کہ جس شاخ پہ پھل آئیں گے — انکساری سے وہی شاخ لچک جائے گی — دوا کرراہی

غ

غافل تجھے گھڑیال یہ دیتا ہے منادی — خالق نے گھڑی عمر کی اک اور گھٹا دی

غالبؔ اپنا یہ عقیدہ ہے بقولِ ناسخؔ — آپ بے بہرہ ہے جو معتقدِ میرؔ نہیں — مرزا غالبؔ

غالبؔ بُرا نہ مان جو واعظ برا کہے — ایسا بھی کوئی ہے کہ سب اچھا کہیں جسے — مرزا غالبؔ

غالبؔ خستہ کے بغیر کون سے کام بند ہیں — روئیے زار زار کیا کیجے ہائے ہائے کیوں — مرزا غالبؔ

غالبؔ نہ کر حضور میں تو بار بار عرض — ظاہر ہے تیرا حال سب اُن پر کہے بغیر — مرزا غالبؔ

غالبؔ ہمیں نہ چھیڑ کہ پھر جوشِ اشک سے　بیٹھے ہیں ہم تہیۂ طوفاں کیے ہوئے　مرزا غالبؔ

غالب ہو مصلحت تو ہر اک مرحلہ طویل　نیت میں ہو خلوص تو منزل ہے دو قدم　نعیم صدیقی

غدارِ وطن اس کو بتاتے ہیں برہمن　انگریز سمجھتا ہے مسلماں کو گداگر　علامہ اقبالؔ

غربت میں ہوں اگر ہم، رہتا ہے دل وطن میں　سمجھو ہمیں وہیں بھی دل ہو جہاں ہمارا　علامہ اقبالؔ

غرض کہ کاٹ دیے زندگی کے دن اے دوست　وہ تیری یاد میں ہوں یا تجھے بھلانے میں　فراقؔ گورکھپوری

غرض نشاط ہے شغلِ شراب سے جن کی　حلال چیز کو گویا حرام کرتے ہیں　علامہ اقبالؔ

غرق کر دیتی ہے کشتی ناخدا کی بے خودی　چھوڑ دے وہ مئے کدہ ساقی جہاں مدہوش ہے　ناطق لکھنوی

غرق کر دے گا وقت کا دریا　کوئی فرعون اگر خدا نکلا

غرور اُس پہ بہت سجتا ہے مگر کہہ دو　اسی میں اس کا بھلا ہے غرور کم کر دے　بشیر بدرؔ

غزالاں تم تو واقف ہو کہو مجنوں کے مرنے کی　دِوانہ مر گیا آخر کو ویرانے پہ کیا گذری　رعیہ رام نرائن موزوںؔ

غزل اُس نے چھیڑی مجھے ساز دینا　ذرا عمرِ رفتہ کو آواز دینا　صفی لکھنوی

غزل میری سنتے نہیں شیخ جی　تقدس کی بھی انتہا ہو گئی　اکبر الہ آبادی

غزل میں سانپ، سپیرے، مداری اور لڑکی　یہ کب کے مر چکے اب ڈگڈگی کی بات نہ کر　بدرالدین باولؔ

غزل یہ طرز ہے منسوب اہلِ دل کے لیے　کوئی کرے نہ اِسے انتخاب میں شامل　نیش بہاری طرز

غضب سے تیرے ڈرتا ہوں، رضا کی تیری خواہش ہے　نہ میں بیزار دوزخ سے، نہ میں مشتاق جنت کا　مومن خاں مومنؔ

غضب کیا ترے وعدے پہ اعتبار کیا　تمام رات قیامت کا انتظار کیا　داغؔ دہلوی

غضب کی تاب وہ رکھتا ہے اپنے جلووں میں　کہ مہر و ماہ بھی اُس کو سنبھل کے دیکھتے ہیں　ابراہیم اشکؔ

غلامی میں نہ کام آتی ہیں شمشیریں، نہ تدبیریں　جو ہو ذوقِ یقیں پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں　علامہ اقبالؔ

غلبۂ کفر سے گھبرائیں نہ اہلِ ایماں　رات کے بعد ہی ہنگامِ سحر ہوتا ہے　شبیر احمد راہیؔ

غلط تھا آپ سے غافل گزرنا　نہ سمجھے ہم کہ اس قالب میں تُو تھا　میر تقی میرؔ

غلط لوگوں میں رُسوا ہے وگرنہ　غلط تھا اور نہ راہیؔ اب غلط ہے　محبوب راہیؔ

غم بھی گذشتنی ہے، خوشی بھی گذشتنی　کر غم کو اختیار کہ گذرے تو غم نہ ہو

غم بھی ہم سے بڑی خوشی سے ملا　ہم بھی غم سے بڑی خوشی سے ملے　خمارؔ بارہ بنکوی

غم رہا جب تک کے دم میں دم رہا　دم کے جانے کا نہایت غم رہا

غم زدوں کے لیے ہوتی ہے کسک سی دل میں　درد انسان کو انسان بنا دیتا ہے

غم سے باز آئے تھے خوشی کے لیے　دو ہی دن میں خوشی سے باز آئے　خمارؔ بارہ بنکوی

غم کی تاریک فضاؤں سے نکلنے نہ دیا　شمع روشن جو کوئی کی بھی تو جلنے نہ دیا

غمِ ہستی کا اسدؔ کس سے ہو جز مرگ علاج　شمع ہر رنگ میں جلتی ہے سحر ہونے تک　مرزا غالبؔ

غنچہ غنچہ، ڈالی ڈالی حمدِ ربانی کرے　گل، گلستاں، پھول، مالی حمدِ ربانی کرے　مناظر عاشق ہرگانوی

غنیمت جانیے مِل بیٹھنے کو　جدائی کی گھڑی سر پر کھڑی ہے

غنیمت ہے چشمِ تغافل بھی ان کی　بہت دیکھتے ہیں جو کم دیکھتے ہیں　داغؔ دہلوی

غور سے پڑھ یہ انتخاب مرا　مستند ہے غزل میں باب مرا　ابراہیم اشکؔ

غیر پھرتا ہے لیے یوں ترے خط کو کہ اگر　کوئی پوچھے کہ یہ کیا ہے تو چھپائے نہ بنے　مرزا غالبؔ

غیر تو غیر ہے، کیوں آتے ہمارے نزدیک　ہم تو خود دور سے کرتے ہیں تماشا اپنا　شہزاد خانقاہی

غیرت ہے بڑی چیز جہانِ تگ و دو میں　پہناتی ہے درویش کو تاجِ سرِ دارا　علامہ اقبالؔ

غیرتِ یوسف ہے یہ وقتِ عزیز　میرؔ اس کو رائیگاں کھوتا ہے کیا　میر تقی میرؔ

غیر کے ذکر پہ نہیں موقوف　جی جلانے کے ہیں ہزار طریق　داغؔ دہلوی

غیر کے ہمراہ وہ آتا ہے میں حیران ہوں　کس کے استقبال کو جی تن سے میرا جائے ہے　علامہ اقبالؔ

غیر مجھ کو تیری محفل سے اُٹھاتا کیا مجال　دیکھتا تھا میں کہ تو نے بھی اشارہ کر دیا　مومن خاں مومنؔ

غیر ممکن ہے گنانا ان کا　جتنے احسان ہیں ہم پر اس کے　حسرتؔ

غیروں کو بھلا سمجھے اور مجھ کو بُرا جانا　سمجھے بھی تو کیا سمجھے، جانا بھی تو کیا جانا　اخترؔ قادری

غیروں میں اُس نے منہ تو چھپایا تھا مجھ کو دیکھ　پر میں بھی اُس کی چھیڑ سے منہ ڈھانپ کر چلا　میر حسنؔ

غیر ہموار کسی راہ پہ چلنے نہ دیا　مرے کام آئے میرے پاؤں کے چھالے کتنے　ابو جمرؔ

ف

فاصلے ایسے بھی ہوں گے یہ کبھی سوچا نہ تھا　سامنے بیٹھا تھا میرے، اور وہ میرا نہ تھا　احمد فرازؔ

فاصلے صدیوں کے لمحوں میں بدل جائیں گے　عزمِ پرواز تو ہو طاقتِ پرواز کے ساتھ

فانوس بن کے جس کی حفاظت ہوا کرے　وہ شمع کیا بجھے جسے روشن خدا کرے

فانوس کو جو دیکھا تو پروانے یہ بولے — کیوں ہم کو جلاتے ہو کہ جلنے نہیں دیتے — اکبر الہ آبادی

فانؔی کو یا جنوں ہے یا تیری آرزو ہے — کل نام لے کے تیرا دیوانہ وار رویا — فانی

فائدہ کیا سوچ، آخر تو بھی دانا ہے اسدؔ — دوستی ناداں کی ہے جی کا زیاں ہو جائے گا — مرزا غالب

فتح دُنیا کو جو کرنے کے لیے نکلے تھے — ہاتھ خالی گئے دُنیا سے سکندر کی طرح — پیامؔ سعیدی

فخر کر اے خاکِ مکّہ، تو نے چومے وہ قدم — جس کی عظمت پر زمین و آسماں کھائیں قسم

فرازِ دار پہ رکھتے چلو سروں کے چراغ — جہاں تلک یہ ستم کی سیاہ رات چلے — مجروحؔ سلطان پوری

فراغت سے دُنیا میں پل بھر نہ بیٹھو — اگر چاہتے ہو فراغت زیادہ — الطاف حسین حالؔی

فراقؔ اکثر بدل کر بھیس ملتا ہے کوئی کافر — کبھی ہم جان لیتے ہیں کبھی پہچان لیتے ہیں — فراقؔ گورکھپوری

فراقؔ بزمِ چراغاں ہے محفلِ رنداں — سجے ہیں پگھلی ہوئی آگ سے چھلکتے ایاغ — فراقؔ گورکھپوری

فراقؔ منزلِ جاناں وہ دے رہی ہے جھلک — بڑھو کہ آ ہی گیا وہ مقامِ دوُر دراز — فراقؔ گورکھپوری

فرائضِ اہلِ کشتی کے بھی کچھ ہوتے ہیں اے راہیؔ — یہ مانا ناخدا کے ہاتھ میں پتوار ہوتی ہے — وداکر راہیؔ

فردا ودی کا تفرقہ اک بار مٹ گیا — کل تم گئے کہ ہم پہ قیامت گذر گئی

فرد قائم ربطِ ملّت سے ہے تنہا کچھ نہیں — موج ہے دریا میں اور بیرونِ دریا کچھ نہیں — علامہ اقبال

فرشتہ سے بہتر ہے اِنسان بننا — مگر اس میں پڑتی ہے محنت زیادہ — الطاف حسین حالؔی

فُرصتِ کار فقط چار گھڑی ہے یارو — یہ نہ سوچو کہ ابھی عمر پڑی ہے یارو — جاں نثار اختر

فرصتِ کاروبارِ شوق کسے — ذوقِ نظارۂ جمال کہاں — مرزا غالبؔ

فرقہ بندی ہے کہیں اور کہیں ذاتیں ہیں — کیا زمانے میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں — علامہ اقبالؔ

فریاد بھی کرتا ہوں تو اللہ سے اپنے — اِس در کے سوا میں کہیں سائل نہیں ہوتا — امیرؔ مینائی

فریاد کی کوئی لے نہیں ہے — نالہ پابندِ نے نہیں ہے — مرزا غالبؔ

فریاد، نالہ، شور، فغاں، شیون، اشک، آہ — ساتوں فلک بھی کرتے ہیں اس بات کا لحاظ — داغؔ دہلوی

فریبِ پاسبانی دے کے ظالم لوٹ لیتے ہیں — ہمیں خود اپنے گھر کا پاسباں بننے نہیں دیتے — پرویز شاہدی

فسادوں، حادثوں، جنگوں میں ہی ہم ایک ہوتے ہیں — کوئی آفت نہ آئے تو کوئی اپنا نہیں ہوتا — احمد وصی

فسردہ دل کبھی خلوت نہ انجمن میں رہے — بہار ہو کے رہے ہم تو جس چمن میں رہے — داغؔ دہلوی

فصلِ خزاں کمیں میں ہے صیاد گھات میں — مرغِ چمن کو فرصتِ سیرِ چمن کہاں — الطاف حسین حالؔی

فطرتاً قطرۂ شبنم کی طرح ہیں لیکن — وقت پڑ جائے تو مانندِ شرر ہیں ہم لوگ — واحدؔ پریمی

فطرت کی مشیت بھی بڑی چیز ہے لیکن — فطرت کبھی بے بس کا سہارا نہیں ہوتی

فقیر خود نہیں جاتے ہیں بادشاہ کے پاس — انھیں غرض ہو تو خود آئیں ہم سے بات کریں — فرحت احساس

فکرِ جہاں میں بھول گئے تھے نشاطِ زیست — تیرا خیال آتے ہی سنجیدہ ہو گئے

فکرِ دنیا میں سر کھپاتا ہوں — میں کہاں اور یہ وبال کہاں — مرزا غالبؔ

فکرِ معاش، عشقِ بتاں، یادِ رفتگاں — اس زندگی میں اب کوئی کیا کیا کیا کرے — مرزا غالبؔ

فلسفی کو بحث کے اندر خدا ملتا نہیں — ڈور کو سُلجھا رہا ہے اور سرا ملتا نہیں — اکبر الہ آبادی

فلک دیتا ہے جن کو عیش اُن کو غم بھی ہوتے ہیں — جہاں بجتے ہیں نقارے وہاں ماتم بھی ہوتے ہیں

فلک کو پڑھتے ہیں اخبار کی طرح انجم — وہ خاکساروں کو ایسا کمال دیتا ہے — اشفاق انجم

فیضِ کالج سے جوانی رہ گئی بالائے طاق — امتحاں پیشِ نظر اور عاشقی بالائے طاق — اکبر الہ آبادی

ق

قاصد بھی اس کو دیکھ کے دیوانہ ہو گیا — پوچھی زمین کی تو کہی آسمان کی

قاصد کے آتے آتے خط اِک اور لکھ رکھوں — میں جانتا ہوں وہ جو لکھیں گے جواب میں — مرزا غالبؔ

قاصد نہیں یہ کام ترا، اپنی راہ لے — اس کا پیام دل کے سوا کون لا سکے — میر دردؔ

قافلے میں صبح کے اِک شور ہے — یعنی غافل ہم چلے سوتا ہے کیا

قافلے والوں سے ناداں اِتنی ہمدردی نہ رکھ — ورنہ سارا بوجھ ان کا تیرے سر ہو جائے گا

قاتل نے ہونٹ سی دیے چاندی کے تار سے — اُس کے خلاف کوئی گواہی نہ دے سکا — معصوم پرتاپ گڑھی

قبر والوں کو جیتے جی نہ ملا — آج رُتبہ جو ہے مزاروں کا — شبیر احمد راہیؔ

قبضہ ہو دلوں پر کیا اور اس سے سوا تیرا — اِک بندۂ نافرماں ہے حمد سرا تیرا — الطاف حسین حالؔی

قتال جہاں معشوق جو تھے، مرقد ہیں پڑے اُن کے سُونے — یا مرنے والے لاکھوں تھے، یا رونے والا کوئی نہیں — آرزوؔ لکھنوی

قتلِ حسینؓ اصل میں مرگِ یزید ہے — اِسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد — محمد علی جوہرؔ

قتل کرنا ہو تو کب زہر دیا جاتا ہے — آج کل بس نظر انداز کیا جاتا ہے

قدرت کا قانون اٹل ہے — سورج چڑھ کر ڈھل جاتا ہے — عزیز بھروی

کتابِ زیست سمجھنے کا جو ارادہ کرے — وہ تجربات گذشتہ سے استفادہ کرے

کتنا بوڑھا جہانِ فانی ہے — اس بڑھاپے پہ یہ جوانی ہے — ظریف نظام پوری

کتنا ہے بدنصیب ظفؔر دفن کے لیے — دو گز زمین بھی نہ ملی کوئے یار میں — بہادر شاہ ظفؔر

کتنی باتیں لکھی ہیں چہرے پر — چُپ رہیں ہم تو بولتا ہے عشق — ابراہیم اشکؔ

کتنے جملے ہیں کہ روپوش ہیں یاروں کے بیچ — ہم بھی مجرم کی طرح خاموش ہیں یاروں کے بیچ

کتنے ذرات کو تنویر عطا ہوتی ہے — کتنے خورشید منوّر نہیں ہونے پاتے — عبدالقیوم نازاںؔ

کتنی یادیں کتنے قصے نقش ہیں ان دیواروں پر — چلتے چلتے دیکھ لیں مُڑ کر کون یہاں پھر آئے گا

کچھ اس ادا سے یار نے پوچھا مرا مزاج — کہنا پڑا کہ شکر ہے پروردگار کا — جلیل مانک پوری

کچھ ایسا ربطِ خاص زمانے کو مجھ سے تھا — ہر گفتگو کے ساتھ مری گفتگو چلی — ہندیؔ گورکھ پوری

کچھ تو نے سنا اے بادِ صبا، مہمان وہ آنے والے ہیں — کلیاں نہ بچھا راہوں میں ہم آنکھیں بچھانے والے ہیں

کچھ تو ہوتے ہیں محبت میں جنوں کے آثار — اور کچھ لوگ بھی دیوانہ بنا دیتے ہیں

کچھ دور تک تو پائے گئے اس کے نقشِ پا — پھر اس کے بعد پھیلتے پانی کا سلسلہ

کچھ دیکھ رہے ہیں دلِ بسمل کا تڑپنا — کچھ غور سے قاتل کا ہنر دیکھ رہے ہیں

کچھ روز یہاں رہ کے منزل پہ پہنچنا ہے — دنیا تو سرائے ہے، ہم سب ہیں سفر والے

کچھ مجھ کو ہی ہوا ہوں موجِ دریا کا حریف — ورنہ یہ میں جانتا ہوں عافیت ساحل میں ہے

کچھ عجب آن سے لوگوں میں رہا کرتے تھے — ہم خسارہ کے بھی آپس میں ملا کرتے تھے — شاذؔ تمکنت

کچھ لوگ اپنی جان لُٹا کر چلے گئے — لیکن تمام قوم کو بیدار کر دیا — ابراہیم اشکؔ

کچھ لوگ بدل جاتے ہیں حالات کے ڈر سے — کچھ لوگ سلیقے سے بدل دیتے ہیں حالات

کچھ لوگ زندگانی کے ایسے سفر میں ہیں — دن رات چل رہے ہیں مگر گھر کے گھر میں ہیں

کچھ موج ہوا پیچاں اے میرؔ نظر آئی — شاید کہ بہار آئی زنجیر نظر آئی — میر تقی میرؔ

کچھ نہ کہنے سے بھی چھن جاتا ہے اعجازِ سخن — ظلم سہنے سے بھی ظالم کی مدد ہوتی ہے — فیضؔ

کچھ ہمیں کو نہیں احسان اُٹھانے کا دماغ — وہ تو جب آتے ہیں مائل بہ کرم آتے ہیں

کچھ یاد کر کے آنکھ سے آنسو نکل پڑے — مدت کے بعد گذرے جو اُس کی گلی سے ہم — نواب سعیدؔ

کرتے نہیں کسی کے گناہوں پہ تبصرہ — ہم اس معاملے میں بہت ہوشیار ہیں — مدحتؔ الاختر

کردارِ دوستاں پہ کوئی تبصرہ نہ کر — آنکھوں سے دیکھ، کان سے سن اور زباں نہ کھول — طاہر تبسمی

کرنے گئے تھے اُس سے تغافل کا ہم گلہ — کی ایک ہی نگاہ کہ بس خاک ہو گئے — مرزا غالبؔ

کرو مہربانی تم اہلِ زمیں پر — خدا مہرباں ہوگا عرشِ بریں پر — الطاف حسین حالیؔ

کس سے پیانِ وفا باندھ رہی ہے بلبل — کل نہ پہچان سکے گی گلِ تر کی صورت — الطاف حسین حالیؔ

کس قدر ہمدرد سارے جسم کی ہوتی ہے آنکھ — مبتلائے درد کوئی عضو ہو، روتی ہے آنکھ — علامہ اقبالؔ

کس کس کے عیب کھولیے اور کس پہ کھولیے — آپس میں سب ہیں چور سپاہی ملے ہوئے — شاہد احسن مرادآبادی

کس کو خبر تھی عشق کے ہاتھوں ایسا دن بھی آئے گا — بات کوئی بھی سوچیں گے ہم دھیان میں تم آجاؤ گے — محمد مرزا اکت علی

کس کو فرصت ہے کہ آ کر مرے آنسو پونچھے — ساغرِ چشم بھرا تھا سو بھرا رکھا ہے

کس نشہ میں ہے چُور خدا جانے اِس قدر — حالیؔ نے جام منہ سے لگایا نہیں ہنوز — الطاف حسین حالیؔ

کسی کو گھر سے نکلتے ہی مل گئی منزل — کوئی ہماری طرح عمر بھر سفر میں رہا

کسی کے منہ سے شکایت نکل گئی ہوگی — خطا تھی خاص کی اور اُس نے قتلِ عام کیا — نوحؔ ناروی

کسی نے مجھ کو رُلایا، کوئی ہنسا مجھ پر — جو تو ہوا تو ہوا گھر کا گھر گستاخ — نوحؔ ناروی

کشتی کا ذمے دار فقط ناخدا نہیں — کشتی میں بیٹھنے کا سلیقہ بھی چاہیئے — شفیقؔ جون پوری

کعبہ سنتے ہیں کہ گھر ہے بڑے آقا کا ریاضؔ — زندگی ہے تو فقیروں کا بھی پھیرا ہوگا — ریاضؔ خیرآبادی

کل مجھے یاد آ گیا وہ اور میں رویا بہت — روتے روتے سو گیا میں اور پھر سویا بہت

کل ہم بھی سیرِ باغ میں تھے ساتھ یار کے — دیکھا تو اور رنگ ہے سارے چمن کے بیچ — میر تقی میرؔ

کلیجہ ہے شق، میرا چہرہ ہے فق — مگر مجھ پہ روشن ہیں چودہ طبق — خان ارمان

کمالِ بزدلی ہے پست ہونا اپنی آنکھوں میں — اگر تھوڑی سی ہمت ہو تو پھر کیا ہو نہیں سکتا — چکبستؔ

کمالِ وصف کا ہونا بہت ضروری ہے — چمن کے پھول کوئی گل بدن نہیں ہوتا

کم سے کم اتنا معطر ہو تمہارا کردار — گھر سے نکلو تو پڑوسی کو بھی خوشبو آئے

کن کہا تخلیقِ آب و گل ہوئی — چل پڑا تخلیقِ نو کا سلسلہ — فہیم طارق

کوشش اپنی تھی عبث پر کی بہت — کیا کریں ہم چاہتا تھا جی بہت — میر تقی میرؔ

کون جانے کہ اک تبسم سے — کتنے مفہومِ غم نکلتے ہیں — اقبالؔ صفی پوری

کون مجھ سے پوچھتا ہے روز اتنے پیار سے — کام کتنا ہو چکا ہے، وقت کتنا رہ گیا — حسن نعیم

کوئی اندازہ کرسکتا ہے اس کے زورِ بازو کا؟   نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں   علامہ اقبالؔ

کوئی چھینٹا پڑے تو داغؔ کلکتے چلے جائیں   عظیم آباد میں ہم منتظر ساون کے بیٹھے ہیں   داغؔ دہلوی

کوئی دِل ایسا نظر نہ آیا، نہ جس میں خوابیدہ ہو تمنّا   الٰہی تیرا جہان کیا ہے، نگار خانہ ہے آرزو کا   علامہ اقبال

کوئی دیتا ہے درِ دِل پہ مسلسل آواز   اور پھر اپنی ہی آواز سے گھبراتا ہے

کوئی رسماً اگر ملتا رہے تو اس سے کیا حاصل   نہیں ملتا مزا ملنے کا جب تک دل نہیں ملتا   نوحؔ ناروی

کوئی سوتا ہو جیسے ڈوبتی کشتی کے تختے پر   اگر کچھ ہے تو بس اتنی ہی اس دنیا کی راحت ہے

کوئی محرم نہیں ملتا جہاں میں   مجھے کہنا ہے کچھ اپنی زباں میں   علامہ اقبالؔ

کوئی نہ دیکھ سکا جن کو دو دلوں کے سوا   معاملات کچھ ایسے بھی درمیاں گذرے   جگرؔ مرادآبادی

کوئی ہاتھ بھی نہ ملائے گا، جو گلے ملو گے تپاک سے   یہ نئے مزاج کا شہر ہے ذرا فاصلے سے ملا کرو   ندؔا فاضلی

کہا درِ دل رات کیا میرؔ نے   اٹھایا بہت اس کہانی سے حظ   میر تقی میر

کہا میں نے کتنا ہے گل کا ثبات   کلی نے یہ سن کر تبسم کیا   میر تقی میر

کہانی میری رودادِ جہاں معلوم ہوتی ہے   جو سنتا ہے اسی کی داستاں معلوم ہوتی ہے   سیمابؔ اکبرآبادی

کہتے تو ہو یوں کہتے، یوں کہتے جو وہ آتا   سب کہنے کی باتیں ہیں کچھ بھی نہ کہا جاتا   میر تقی میر

کہہ رہا ہے شورِ دریا سے سمندر کا سکوت   جس کا جتنا ظرف ہے اتنا ہی وہ خاموش ہے   ناطقؔ لکھنوی

کہنے سے پہلے اپنے ہی ناقد بنو خضرؔ   دیکھو تمھاری بات کہاں تک درست ہے   اخلق خضر

کہہ نہ سکے ہم قصۂ غم   دنیا تو تھی ہمہ تن گوش

کیا اس لیے تقدیر نے چنوائے تھے تنکے   بن جائے نشیمن تو کوئی آگ لگا دے

کیا اُن کو خبر تھی ہونٹوں پر جو قفل لگایا کرتے تھے   اِک روز اسی خاموشی سے ٹپکیں گی دہکتی تقریریں

کیا ایسی تلاشِ آب و دانہ   پرواز کا لُطف بھول جائیں   پروین شاکر

کیا بات بلبلوں سے خدا جانے ہوگئی   گل پھولے پھولے رہتے ہیں فصلِ بہار میں

کیا بات ہے نظروں کی تشنگی نہیں ہوتی   حالاں کہ میں برسوں سے تمھیں دیکھ رہا ہوں   صلاح الدین نیّر

کیا بھروسا ہے زندگانی کا   آدمی بلبلہ ہے پانی کا

کیا پتا کب خون کا پیاسا یہاں ہو جائے کون   یوں تو کہنے کو بھی زر دوش ہیں یاروں کے بیچ

کیا پوچھتے ہو مجھ سے کہ میں خوش ہوں یا ملول   یہ بات منحصر ہے تمہاری نگاہ پر   اکبر الٰہ آبادی

کیا خبر اُن کو کہ دامن بھی بھڑک اُٹھتے ہیں   جو زمانے کی ہواؤں سے بچاتے ہیں چراغ   احمد فرازؔ

کیا زندگی جیے جو نہ ہو خود شناس بھی   للہ! ذہن و فکر کے در کھولیے جناب   مہدیؔ پرتاپ گڑھی

کیا عجب زندگی سے چھین لے اک اک لمحہ   اور پھر ایک ہی لمحے میں بدل جائے کوئی   ایس اے رزاق

کیا سے کیا ہوگئی دنیا پیارے   - تو وہیں پر ہے جہاں تھا پہلے   ناصرؔ کاظمی

کیا کریں بھاگ کے ہم خود سے جدھر جاتے ہیں   ہر قدم پر کوئی آئینہ پڑا پاتے ہیں   عزیز بانو وفا

کیا کہیں کتنے مراسم تھے ہمارے ان کے   وہ جو اک شخص ہے منہ پھیر کے جانے والا   احمد فرازؔ

کیفؔ پیدا کر سمندر کی طرح   وسعتیں، خاموشیاں، گہرائیاں   کیفؔ بھوپالی

کیسے کریں بیان کہ الفاظ ہی نہیں   لکھ دو ہمارے درد کی شدّت عجیب تھی   عبدالسلام اظہر

کیسے کیسے ایسے ویسے ہوگئے   ایسے ویسے کیسے کیسے ہوگئے   نوحؔ ناروی

کی محمد ﷺ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں   یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں   علامہ اقبالؔ

کی مرے قتل کے بعد اُس نے جفا سے توبہ   ہائے اس زودِ پشیماں کا پشیماں ہونا   مرزا غالبؔ

کیوں آج اس کا ذکر مجھے خوش نہ کرسکا   کیوں آج اس کا نام مرا دِل دُکھا گیا

کھلا ہے اب کہ تمھارے بغیر کچھ بھی نہ تھے   ہم اپنے آپ کو کیا کیا خیال کرتے رہے   مدحتؔ الاختر

کھوکھلا شہتیر بن کر گر پڑیں گے ایک دِن   یوں ہی دیمک کی طرح خود کو اگر چاٹا کریں   یوسف جمالؔ

گ

گذاری تھیں خوشی کی چند گھڑیاں   ان ہی کی یاد اپنی زندگی ہے   عندلیبؔ شادانی

گراں فروش ہے، کس درجہ کارگاہِ جہاں   ہزار اشک ہیں درکار اِک ہنسی کے لیے   سکندر علی وجدؔ

گر تقاضا ہو تو بڑھ کر اپنے ہاتھوں پھونک دیں   رکھنے کو ہر دَم خیالِ آشیاں رکھا کریں   انتظار نعیم

گرچہ تو زندانیٔ اسباب ہے   قلب کو لیکن ذرا آزاد رکھ   علامہ اقبال

گر زندگی میں مل گئے پھر اتفاق سے   پوچھیں گے اپنا حال تری بے بسی سے ہم   ساحرؔ لدھیانوی

گر کیا ناصح نے ہم کو قید اچھا یوں سہی   یہ جنونِ عشق کے انداز چھٹ جائیں گے کیا   مرزا غالبؔ

گرمی سہی کلام میں لیکن نہ اس قدر   کی جس نے بات اُس نے شکایت ضرور کی   مرزا غالبؔ

گرمی سے مضطرب تھا زمانہ زمین پر   بھن جاتا تھا جو گرتا تھا دانہ زمین پر

گریز کا نہیں قائل حیات سے لیکن جو سچ کہوں تو مجھے موت ناگوار نہیں
گریز کشمکش زندگی سے مردوں کی اگر شکست نہیں ہے تو اور کیا ہے شکست — محمد احمد رمز
گرے گا ٹوٹ کے سر پر یہ آسماں اک دن گرفت خوف سے خود کو مگر جُدا رکھنا — مشفق خواجہ
گزرتے وقت کی ہر چاپ سے میں ڈرتا ہوں نہ جانے کون سا لمحہ اُداس کر جائے — مشفق خواجہ
گزر رہی ہے غنیمت ہے زندگی، مانا مگر یہ ایک ہی انداز سے گزرتا کیا
گزر گیا وہ زمانہ کہوں تو کس سے کہوں خیال دل کو مرے صبح و شام کس کا تھا — داغ دہلوی
گزریں گے اس طرف سے اُجالوں کے شہسوار پیادوں کو تیرگی کے سمت جانا چاہیے
گستاخ بہت شمع سے پروانہ ہوا ہے موت آئی ہے، سر چڑھتا ہے، دیوانہ ہوا ہے — آتش
گستاخ ہو کے عرض کیا ہے معاف ہو میں نے تو ایک دل بھی نہ دیکھا جو صاف ہو — آتش
گفتار کے اسلوب پہ قابو نہیں رہتا جب روح کے اندر متلاطم ہوں خیالات — علامہ اقبال
گفتگو ان سے روز ہوتی ہے مدتوں سامنا نہیں ہوتا
گفتگو ریختے میں ہم سے نہ کر یہ ہماری زبان ہے پیارے — میر تقی میر
گفتگو کسی سے ہو تیرا دھیان رہتا ہے ٹوٹ ٹوٹ جاتا ہے سلسلہ تکلم کا
گفتگو یہ کہ زیست فانی ہے اور عمل یہ کہ جاودانی ہے — وداکرراہی
گل پھینکے ہے اوروں کی طرف بلکہ ثمر بھی اے خانہ برانداز چمن کچھ تو اِدھر بھی — سودا
گل پھینکے ہے یورپ کی طرف بلکہ ثمر بھی اے نیچر و سائنس بھلا کچھ تو اِدھر بھی — اکبر الٰہ آبادی
گلزار ہست و بود نہ بیگانہ وار دیکھ ہے دیکھنے کی چیز اسے بار بار دیکھ
گلستاں کے لیے رونے سے کچھ بنتا نہیں فانی نظر میں حسن پیدا کر، سنور جائے گا ویرانہ — فانی
گلشن پرست ہوں مجھے گل ہی نہیں عزیز کانٹوں سے بھی نباہ کیے جا رہا ہوں میں — جگر
گلوں میں رنگ بھرے بادِ نو بہار چلے چلے بھی آؤ کہ گلشن کا کاروبار چلے — فیض
گل ہائے رنگا رنگ سے ہے زینت چمن اے ذوقؔ اس جہاں کو ہے زیب اختلاف سے — ذوق
گلۂ جفائے وفا نما کہ حرم کو اہل حرم سے ہے کسی بت کدے میں بیاں کروں تو کہے صنم بھی ہری ہری
گلے میں اُس کے خدا کی عجیب برکت ہے وہ بولتا ہے تو اک روشنی سی ہوتی ہے — بشیر بدر
گنجینۂ معنی کا طلسم اس کو سمجھیے جو لفظ کہ غالبؔ مرے اشعار میں آوے — مرزا غالب

گنگنا تا جا رہا تھا اک فقیر دھوپ رہتی ہے نہ سایہ دیر تک
گنگناتی ہوئی آتی ہیں فلک سے بوندیں کوئی بدلی جری پازیب سے ٹکرائی ہے — قتیل شفائی
گنوا دی ہم نے جو اسلاف سے میراث پائی تھی ثریا سے زمیں پر آسماں نے ہم کو دے مارا — علامہ اقبال
گو ذرا سی بات پر برسوں کے یارانے گئے لیکن اِتنا تو ہوا کچھ لوگ پہچانے گئے — خاطر غزنوی
گو رکس دل جلے کی ہے یہ فلک شعلہ اِک، روز یاں سے اُٹھتا ہے — میر تقی میر
گو سراپا ہے آب آئینہ اپنی آنکھوں میں چشم بے نم ہے — میر درد
گوش پیدا کیے سُننے کو ترا ذکر جمال دیکھنے کو ترے، آنکھوں کو بصارت دی ہے — آتش
گو فرق مسلّم ہے مگر یہ نہیں تسلیم تاروں کا خدا اور ہے ذرّوں کا خدا اور — عروج زیدی
گو واں نہیں پہ واں کے نکالے ہوئے تو ہیں کعبہ سے ان بتوں کو بھی نسبت ہے دور کی — مرزا غالب
گو میں رہا رہینِ ستم ہائے روزگار لیکن ترے خیال سے غافل نہیں رہا — مرزا غالب
گو ہاتھ کو جنبش نہیں آنکھوں میں تو دم ہے رہنے دو ابھی ساغر و مینا مرے آگے — مرزا غالب
گو ہم چمن سے دور ہیں لیکن یہ ہے دُعا گلشن رہے، بہار رہے، باغباں رہے — مالک الدولہ صولت
گیا جو نامہ بر آیا بہت سراسیمہ کہا کہ چاک کیا خط کو اور جلا بھی دیا — عزیز صفی پوری
گیا شیطان مارا ایک سجدے کے نہ کرنے میں اگر لاکھوں برس سجدے میں سر مارا تو کیا مارا — ذوق
گیان مانا ہے بڑا، بھکتی بھی لیکن کم نہیں آگہی اپنی جگہ، دیوانگی اپنی جگہ — تپش بہاری طرز
گئے تھے ہم بھی اُن آنکھوں سے مانگنے دنیا سکون مل نہ سکا اضطراب لے آئے
گئے وہ دن کہ نادانستہ غیروں کی وفاداری کیا کرتے تھے تُم تقریر ہم خاموش رہتے تھے
گھر سے خوش، کام سے آسودہ، سفر کو تیار کیسی سرشاری ہے، راضی بہ رضا رہنا بھی — عبدالاحد ساز
گھر سے نکلو تو پتا جیب میں رکھ کر نکلو حادثہ چہرے کی پہچان مٹا دیتا ہے
گھر کو ان سے، ان کو گھر سے کیا غرض اہلِ وحشت کے لیے کاشانہ ہیچ — نوح ناروی
گھروں میں آسکیں مکتب سے بچے کم از کم شہر میں تب تک اماں رکھ — قمر اقبال
گھروں میں بیٹھ کے سنتے ہیں عالمی خبریں جنھیں پڑوس کی اپنے کوئی خبر ہی نہیں — اسعد رضوی
گھر ہے وحشت خیز اور بستی اُجاڑ ہوگئی ایک اک گھڑی تجھ بن پہاڑ — الطاف حسین حالی
گھل مل کے اب کسی سے نہ ہم گفتگو کریں کس کس کو اپنا دوست بنا کر عدو کریں

گھومتا ہے شہر کے سب سے حسیں بازار میں اِک اذیّت ناک محرومی وہ گھر لے جائے گا بانی

گھیر کر مجھ کو بھی لٹکا دیا مصلوب کے ساتھ میں نے لوگوں سے یہ پُوچھا تھا کہ قِصّہ کیا ہے؟ شاہد کبیر

ل

لازم ہے دل کے ساتھ رہے پاسبانِ عقل لیکن کبھی کبھی اسے تنہا بھی چھوڑ دے علامہ اقبال

لاغر اتنا ہوں کہ گر تو بزم میں جا دے مجھے میرا ذمہ، دیکھ کر گر کوئی بتلا دے مجھے علامہ غالبؔ

لاکھ حربے بھی ہر وضع کے شیطان کے پاس ڈھال ایمان کی موجود ہو انسان کے پاس محمد علی جوہرؔ

لاکھ دینے کا ایک دینا ہے دلِ بے مُدعا دیا تو نے داغؔ دہلوی

لاکھ طرح سے نام ترا بیٹھا لکھتوں کاغذ پر جاں نثار اختر

لاکھوں ہی مسافر چلتے ہیں، منزل پہ پہنچتے ہیں دو ایک اے اہلِ زمانہ قدر کرو، نایاب نہیں کمیاب ہیں ہم شادؔ عظیم آبادی

لا لے پڑے ہیں جان کے، جینے کا اہتمام کر جس میں ہو کیفِ زندگی، بہرِ خدا وہ کام کر

لائے اُس بُت کو التجا کر کے کفر ٹوٹا خدا خدا کر کے

لائی حیات آئے، قضا لے چلی، چلے اپنی خوشی نہ آئے، نہ اپنی خوشی چلے ذوقؔ

لب پہ آتی ہے دُعا بن کے تمنا میری زندگی شمع کی صورت ہو خدایا میری علامہ اقبال

لٹ کر بکھر رہے ہیں کہ نادم ہے راہزن کتنی حسین اہلِ مروت کی بھول ہے قتیل شفائی

لحد میں کیوں نہ جاؤں منہ چھپائے بھری محفل سے اُٹھوایا گیا ہوں شادؔ عظیم آبادی

لذتیں ہیں دشمنِ اوجِ کمال کلفتوں سے جی لگانا چاہیے جگر مراد آبادی

لُطف پر اُس کے ہم نشیں مت جا کبھی ہم پر بھی مہربانی تھی

لُطفِ مے تجھ سے کیا کہوں زاہد ہائے کم بخت تو نے پی ہی نہیں داغؔ دہلوی

لفظ تیکھا زبان سے نکلا تیر جیسے کمان سے نکلا محبوب راہیؔ

لفظ خود اپنی معنی کی بچھاتا ہے بساط فرض ہے تخلیق کرنا کچھ نہ کچھ لکھتے رہو رفعت سروش

لفظ گونگے ہیں، قلم چُپ ہے، تخیل ساکت کیا احاطہ ہو ترے حسن کی رعنائی کا پیامؔ سعیدی

لکھتا ہوں وہی میں جو لکھاتا ہے وہ مجھ سے ہیں لوح و قلم اس کے فراست بھی اسی کی اندر سروپ سریواستو

لکھتے رہے جنوں کی حکایاتِ خوں چکاں ہر چند اس میں ہاتھ ہمارے قلم ہوئے علامہ غالبؔ

لگا رہا ہوں مضامینِ نو کے پھر انبار خبر کرو مرے خرمن کے خوشہ چینوں کو میر انیس

لگتا نہیں ہے دِل مرا اُجڑے دیار میں کس کی بنی ہے عالمِ ناپائدار میں بہادر شاہ ظفر

لمحہ لمحہ کو بچاؤ کہ یہی بہتر ہے کچھ نہ کر پائے کبھی وقت گنوانے والے نعیم مجی

لوگ آنکھیں بچھائے رہتے ہیں اِرتضیٰ خود کو آن بان میں رکھ ارتضیٰ نشاط

لوگ اپنے اُصول بھی اکثر پیرہن کی طرح بدلتے ہیں وداکر راہی

لوگ اچھے یا بُرے پن کی پرکھ رکھتے نہیں اُس کو اچھا مانتے ہیں جس کا اچھا نام ہے اختر جمال

لوگ بوجھل ساعتوں والے اور تقریر کر رہا ہوں میں یعقوب راہیؔ

لوگ ٹوٹ جاتے ہیں ایک گھر بنانے میں تم ترس نہیں کھاتے بستیاں جلانے میں بشیر بدرؔ

لوگ خود ہی پوچھتے ہیں مُجھ سے منزل کا پتا ورنہ اِس قابل کبھی خود کو کہاں سمجھا تھا میں صلاح الدین ناصرؔ

لوگ قسطوں میں مجھے قتل کریں گے شاید سب سے پہلے مری آواز پہ تلوار گری قیصرؔ الجعفری

لوگوں کا جو ہجوم مرے آس پاس ہے جوہر شناس ہے؟ یا زمانہ شناس ہے؟

لو وہ بھی کہہ رہے ہیں کہ بے نام و ننگ ہے یہ جانتا اگر تو لُٹاتا نہ گھر کو میں غالبؔ

لہرا رہی ہے برف کی چادر ہٹا کے گھاس سورج کی شہ پہ تنکے بھی بے باک ہو گئے پروین شاکر

لہو لہان تھا میں اور عدل کی میزان جھکی تھی جانبِ قاتل کہ راج اُس کا تھا احمد فراز

لے دے کے اپنے پاس فقط اِک نظر تو ہے کیوں دیکھیں زندگی کو کسی نظر سے ہم ساحرؔ لدھیانوی

لے سانس بھی آہستہ کہ نازک ہے بہت کام آفاق کی اس کارگہِ شیشہ گری کا میر تقی میرؔ

لیس ہوتے جا رہے ہیں رت نئے ہتھیار سے کس قدر مصروف ہیں مرنے کی تیاری میں لوگ مرشتق

لے کے پھرتی ہیں آندھیاں جس کو زندگی ہے وہ برگِ آوارہ خورشید احمد جامیؔ

لیجیے سنیے اب افسانۂ فُرقت مجھ سے آپ نے یاد دِلایا تو مجھے یاد آیا داغؔ دہلوی

م

مال ہے نایاب پر گاہک ہیں اکثر بے خبر شہر میں کھولی ہے حالیؔ نے دُکاں سب سے الگ حالیؔ

ماں باپ بہت روئے گھر آ کے اکیلے میں مٹی کے کھلونے بھی سستے نہ تھے میلے میں قیصرؔ الجعفری

مانگے کی چیز پر کوئی کرتا نہیں گھمنڈ بے جا ہے فخر زندگی مستعار کا منیر شکوہ آبادی

ماننا پڑتا ہے اب دُنیا میں اُن کا بھی وجود   ہو گئے پریوں کے قائل آپ کو ہم دیکھ کر

مایوسیوں کے ساتھ بڑھا اور اِضطراب   شعلوں سے جیسے سرد ہوا مانگنا غلط

متحد ہو تو بدل سکتے ہو دنیا کا نظام   منتشر ہو تو مرو، شور مچاتے کیوں ہو ؟

مت سہل ہمیں جانو پھرتا ہے فلک برسوں   تب خاک کے پردے سے انسان نکلتے ہیں   میر تقی میر

مٹا دے اپنی ہستی کو اگر کچھ مرتبہ چاہے   کہ دانہ خاک میں مل کر گل گلزار ہوتا ہے   علامہ اقبال

مجبوریوں کی سمت کوئی دیکھتا نہیں   کمزوریوں کی ٹوہ میں رہتی ہے ہر نگاہ   اخی خضر

مجروحؔ قافلے کی مرے داستاں یہ ہے   رہبر نے مل کے لوٹ لیا راہزن کے ساتھ   مجروحؔ سلطانپوری

مجھ کو اپنا بنا کے چھوڑ دیا   کیا اسیری ہے کیا رہائی ہے

مجھ کو تنہا چھوڑ کر وہ جانبِ منزل گئے   مدتوں تک خود کو جن کے درمیاں سمجھا تھا میں   ثناءاللہ ثناء

مجھ کو تھکنے نہیں دیتا یہ ضرورت کا پہاڑ   مرے بچے مجھے بوڑھا نہیں ہونے دیتے

مجھ کو دنیا سے گذرنا بھی تو مشکل ہو گیا   راستہ دلچسپ تھا اتنا کہ منزل ہو گیا   ناطق

مجھ کو ہر موڑ پر مصائب نے   فکرِ نو دی، نیا خیال دیا

مجھ کو یہ آرزو وہ اُٹھائیں نقاب خود   اُن کو یہ انتظار تقاضا کرے کوئی   مجازؔ

مجھ گنہگار کو جو بخش دیا   تو جہنم کو کیا دیا تو نے   داغؔ دہلوی

مجھے بھی دیکھ کے محفل میں یوں تو ہیں مغرور   بظاہر ایسا اک انداز بے رُخی ہے کہ ہائے !   سلام مچھلی شہری

مجھے دوستی کی قسم دینے والے   مری دُشمنی بھی نہیں دشمنانہ   قیصرؔ میرٹھی

مجھے زندگی کی دُعا دینے والے   ہنسی آ رہی ہے تری سادگی پر   گوپال متل

مجھے منزلیں نہ بخشو مجھے محفلیں نہ سونپو   مرے راستو ! بتاؤ مرا ہم سفر کہاں ہے؟

مجھے یہ ڈر ہے دلِ زندہ تو نہ مرجائے   کہ زندگانی عبارت ہے تیرے جینے سے

مچل مچل کے میں کہتا ہوں ٹھہریے تو سہی   سنبھل سنبھل کے وہ کہتے ہیں جا رہا ہوں میں

مچھلی نے ڈھیل پائی ہے لقمے پہ شاد ہے   صیاد مطمئن ہے کہ کانٹا نگل گئی   اکبر الہ آبادی

محبت اس طرح معلوم ہو جاتی ہے دُنیا کو   کہ یوں معلوم ہوتا ہے، نہیں معلوم ہوتی ہے

محبت کے لیے کچھ خاص دل مخصوص ہوتے ہیں   یہ وہ نغمہ ہے جو ہر ساز پہ گایا نہیں جاتا   مخمور دہلوی

محبتوں میں عجب ہے دلوں کو دھڑکا سا   کہ جانے کون کہاں راستہ بدل جائے   عبداللہ علیم

محسوس یہ ہوتا ہے یہ دورِ تباہی ہے   شیشے کی عدالت ہے پتھر کی گواہی ہے

محفل اُن کی ساقی اُن کا   آنکھیں میری باقی اُن کا   اکبر الہ آبادی

محفلِ رنداں میں خود ساقی نے ہی کر دی تمیز   جام بھر کر رکھ دیا، تیرا، تمھارا، آپ کا

محفل میں تم اغیار کو دزدیدہ نظر سے   منظور ہے پنہاں نہ رہے راز ، تو دیکھو   مومن خاں مومنؔ

مدت کے بعد اُس نے جو کی لطف کی نگاہ   جی خوش تو ہو گیا مگر آنسو نکل پڑے

مدعی لاکھ بُرا چاہے تو کیا ہوتا ہے   وہی ہوتا ہے جو منظورِ خدا ہوتا ہے   آغا حشر کاشمیری

مذہبی بحث میں نے کبھی کی ہی نہیں   فالتو عقل مجھ میں تھی ہی نہیں   اکبر الہ آبادی

مرا تو فرض چمن بندیٔ جہاں ہے فقط   مری بلا سے بہار آئے یا خزاں گذرے   جگر مراد آبادی

مرا ضمیر بہت ہے مجھے سزا کے لیے   تو دوست ہے تو نصیحت نہ کر خدا کے لیے   جلیل فتح پوری

مرکز پہ جو کرن تھی، وہ خود آفتاب تھی   جب ہو گئی جدا تو کرن کہہ دیا گیا

مرگ اک ماندگی کا وقفہ ہے   یعنی آگے چلیں گے دم لے کر

مرے اشک بھی ہیں شامل یہ شراب اُبل نہ جائے   مرا جام چھونے والے ترا ہاتھ جل نہ جائے

مری انتہائے نگارش یہی ہے   ترے نام سے ابتدا کر رہا ہوں

مرے پاس سے گذر کر مرا حال تک نہ پوچھا   میں یہ کیسے مان جاؤں کہ وہ دور جا کے روئے

مرے خدا ! مجھے اتنا تو معتبر کر دے   میں جس مکان میں رہتا ہوں اس کو گھر کر دے   افتخار عارف

مرے خیال نے خلوت کو کر دیا محفل   تری نگاہ نے خلوت بنایا محفل کو   اکبر الہ آبادی

مرے دل کو سوزِ غم سے بڑی روشنی ملی ہے   کبھی تم بھی اپنے گھر میں یہ دیا جلا کے دیکھو   اختر اسکندروی

مرے دل کے کسی کونے میں اک معصوم سا بچہ   بڑوں کی دیکھ کر دُنیا بڑا ہونے سے ڈرتا ہے

مری زبان و قلم سے کسی کا دل نہ دُکھے   کسی سے شکوہ نہ ہو زیرِ آسماں مجھ کو   علامہ اقبال

مری زندگی کے مالک، مرے دل پہ ہاتھ رکھنا   ترے آنے کی خوشی میں مرا دم نکل نہ جائے   انورؔ

مری سمجھ میں آ گیا ہر ایک رازِ زندگی   جو دل پہ چوٹ پڑ گئی، تو دور تک نظر گئی   عنوانؔ چشتی

مری قدر کر اے زمینِ سخن   تجھے بات میں آسماں کر دیا   میر انیسؔ

مری ہم سری کی تمنا فضول   میں اس عہد کا اوج ابنِ عُنق   خان ارمان

مرے مزاج میں بے معنی اُلجھنیں ہیں بہت   مجھے اُدھر سے بُلا نا جدھر نہ جاؤں میں   ندا فاضلی

مزاجِ وقت جو برہم دکھائی دیتا ہے   ہماری بات میں کچھ دم دکھائی دیتا ہے   اقبر امروہی
مستند ہے میرا فرمایا ہوا   سارے عالم پر ہوں میں چھایا ہوا   میر تقی میر
مست ہے پی کر کوئی، خالی کسی کا جام ہے   غفلتِ پیرِ مغاں سے مئے کدہ بدنام ہے   ابو جمر
مسجد تو بنا دی شب بھر میں ایماں کی حرارت والوں نے   من اپنا پرانا پاپی ہے برسوں میں نمازی بن نہ سکا   علامہ اقبال
مسندِ گل منزلِ شبنم ہوئی   دیکھ رُتبہ دیدۂ بیدار کا   ولی
مسئلے خود بخود ختم ہو جائیں گے   اپنی اپنی حدوں میں رہا کیجے   تابش مہدی
مشہور کس کا نام ہے جھوٹا جہان میں   کھاتا ہے روز کون قسم پر قسم غلط   داغ دہلوی
مصائب میں الجھ کر مسکرانا میری فطرت ہے   مجھے ناکامیوں پر اشک برسانا نہیں آتا
مصحفی ہم تو یہ سمجھے تھے کہ ہوگا کوئی زخم   تیرے دِل میں تو بہت کام رفو کا نکلا   مصحفی
مصلحت کے مرمریں گنبد میں جو محصور ہیں   وہ صداقت کے علم بردار ہو سکتے نہیں
مصیبت کا بھی اک مقصد ہے دنیائے حوادث میں   کہ اک ٹھوکر لگے اور آدمی ہشیار ہو جائے   ماہر القادری
مصیبت میں بشر کے جوہرِ مردانہ کھلتے ہیں   مبارک بزدلوں کو گردشِ قسمت سے ڈر جانا   چکبست
مضمحل ہو گئے قویٰ غالبؔ   وہ عناصر میں اعتدال کہاں   مرزا غالب
مضمونِ جفا آیا غزل میں جو کہیں پر   وہ کہتے ہیں یہ شعر کہا تُم نے ہمیں پر   ناطق لکھنوی
مقابل چونک پڑتا ہے جو ہنس کر بات کرتا ہوں   بدل کر رہ گیا مفہوم جیسے خیر خواہی کا   عارف حسین عارف
مقدور ہو تو خاک سے پوچھوں کہ اے لئیم   تو نے وہ گنج ہائے گراں مایہ کیا کیے   مرزا غالب
مقطع میں آ پڑی ہے سخن گسترانہ بات   مقصود اس سے قطع محبت نہیں مجھے   مرزا غالب
ملبوس خوش نما ہیں مگر جسم کھوکھلے   چھلکے سجے ہوئے ہیں پھلوں کی دکان پر   شکیب جلالی
ملتا ہے وہ بھی ترکِ تعلق کے باوجود   میں کیا کروں کہ مجھ کو عادت اُسی کی ہے   ریحانہ روحی
ملت کے ساتھ رابطۂ استوار رکھ   پیوستہ رہ شجر سے اُمیدِ بہار رکھ   علامہ اقبال
مل کر جو اُن سے میں نے کہا، اب کہاں ملوں   بولے تصوّرات کے عالم میں جائیے   شکیل بدایونی
مندمل مرہم و کافور سے کتنا ہوگا   بات کا زخم ہے تلوار سے گہرا ہوگا   ایوب جمی
منزل کو پا کے بھی نہ قدم مطمئن ہوئے   کس درجہ پختگی ترے عزمِ سفر میں ہے   زیڈ عابد
منزل کی جستجو میں جو زحمت ہوئی، ہوئی   منزل ملی تو اور بھی حالت بُری ہوئی

منظور ہے گزارشِ احوالِ واقعی   اپنا بیانِ حسنِ طبیعت نہیں مجھے   مرزا غالب
موت کا کھٹکا مجھ کو نہ شبِ ہجراں ہوتا   میرے دروازے پہ گر آپ کا درباں ہوتا   داغ دہلوی
موت کیسے آئے گی میں نے ابھی سوچا ہی تھا   اک پرندہ جھیل سے مچھلی اُٹھا کر لے گیا
موت سے کس کو رستگاری ہے   آج وہ، کل ہماری باری ہے   نواب مرزا شوق لکھنوی
موت سے یاری نہ تھی، ہستی سے بیزاری نہ تھی   اُس سفر پر چل دیے ہم جس کی تیاری نہ تھی
موجِ ہوا کے ہاتھ میں اُس کا سُراغ ہے   خوشبو بتا رہی ہے کوئی رہ گذر میں ہے   پروین شاکر
مہرباں ہو کے بُلا لو مجھے چاہو جس وقت   میں گیا وقت نہیں ہوں کہ پھر آ بھی نہ سکوں   مرزا غالب
مہکے ہوئے خیال کی خوشبو اُڑی تو تھی   لیکن کثیف گرد کا طوفان چھا گیا   ناظم خلیلی
مہینے وصل کے گھڑیوں کی صورت اُڑتے جاتے ہیں   مگر گھڑیاں جدائی کی گزرتی ہیں مہینوں میں   علامہ اقبال
مئے بھی ہے، مینا بھی ہے، ساغر بھی ہے، ساقی نہیں   جی میں آتا ہے لگا دیں آگ مئے خانے کو ہم   نظیر اکبرآبادی
میدانِ کارزار میں آئے وہ قوم کیا   جس کا جوان آئینہ خانے میں رہ گیا   حفیظ میرٹھی
مئے کدے میں کہاں جنابِ شیخ   آ ہی نکلے تو خیر بسم اللہ   میر تقی میر
میرؔ بندوں سے کام کب نکلا   مانگنا ہے جو کچھ خدا سے مانگ   میر تقی میر
میرؔ عمداً بھی کوئی مرتا ہے   جان ہے تو جہان ہے پیارے   میر تقی میر
میرے ابہام پہ ہوتی ہے تصدق توضیح   میرے اجمال سے کرتی ہے تراوش تفصیل   مرزا غالب
میرے اللہ! بُرائی سے بچانا مجھ کو   نیک جو راہ ہو اُس رہ پہ چلانا مجھ کو   علامہ اقبال
میری تنہائی مٹانے جو چلے آتے ہیں   مجھ کو تنہا نہ سمجھتے تو عنایت ہوتی   مدحت الاختر
میرے رونے کی حکایت جس میں تھی   ایک مدت تک وہ کاغذ نم رہا   میر تقی میر
میرے سارے خواب بن جائیں حقیقت ایک دن   یہ کوئی مشکل نہیں ہے اُس کی قدرت کے لیے
میری ہوس کو عیشِ دو عالم بھی ہے قبول   تیرا کرم کہ تو نے دیا دِل دُکھا ہوا
میسر آتی ہے فرصت فقط غلاموں کو   نہیں ہے بندۂ حُر کے لیے جہاں میں فراغ   علامہ اقبال
میسر ہو اگر ایمانِ کامل   کہاں کی الجھنیں، کیسے مسائل   حفیظ میرٹھی
میں اپنے جسم میں رہتا ہوں اس تکلف سے   کہ جیسے اور کسی دوسرے کے گھر میں ہوں   عزیز بانو وفا
میں اپنی دُھن میں آگ لگاتا چلا گیا   سوچا نہ تھا کہ زد میں مرا گھر بھی آئے گا   گنیش بہاری طرز

میں اپنی ذات کو بھی مطمئن نہ کر پایا   وہ کہہ گیا تھا زمانے کو ہم نوا رکھنا   ساغر مہدی
میں اُس کی دسترس میں ہوں مگر وہ   مجھے میری رضا سے مانگتا ہے   پروین شاکر
میں اسے شہرت کہوں یا اپنی رسوائی کہوں   مجھ سے پہلے اس گلی میں میری رسوائی گئی   خاطر غزنوی
میں اُسے گنگنائے جاتا ہوں   وہ مرا نام بھول جاتا ہے   امیر حمزہ ثاقب
میں اکیلا ہی چلا تھا جانبِ منزل مگر   لوگ ساتھ آتے گئے اور کارواں بنتا گیا   مجروح سلطان پوری
میں اگر آج کے حالات رقم کر دیتا   حاکمِ وقت مرے ہاتھ قلم کر دیتا   شاہد احسن مرادآبادی
میں اور التجائے کرم آپ سے کروں؟   یہ بھیک دیجیے اُسے، جس کا خدا نہ ہو   مظفر منہ یحیٰ
میں اور مجالِ شعر رسالت مآب پر   شبنم دھری نہ جائے کفِ آفتاب پر   ظریف نظام پوری
میں تجھ کو بتاتا ہوں تقدیرِ اُمم کیا ہے؟   شمشیر و سناں اول، طاؤس و رباب آخر   علامہ اقبال
میں تجھ کو جفاؤں کا الزام نہیں دوں گا   تم نے مری آنکھوں میں اک عمر گذاری ہے   تبسم فاروقی
میں تو سمجھ رہا تھا کہ مجھ پر ہے مہرباں   دیوار کی یہ چھاؤں تو سورج کے ساتھ تھی   حمایت علی شاعر
میں تو ہر حال میں راضی بہ رضا رہتا ہوں   جو بھی ہوتا ہے مرے حق میں بجا ہوتا ہے   بیدل سرحدی
میں جس کے ہاتھ میں کل پھول دے کے آیا تھا   اُسی کے ہاتھ کا خنجر مری تلاش میں ہے
میں جو پربت پر چڑھا، وہ اور اونچا ہو گیا   آسماں جھکتا نظر آیا مجھے میدان پر   شکیب جلالی
میں جہاں ہوں ترے خیال میں ہوں   تو جہاں ہے مری نگاہ میں ہے
میں چاہے سچ ہی بولوں ہر طرح سے اپنے بارے میں   مگر تم مسکراتی ہو تو جھوٹا ہوسا جاتا ہوں
میں کہاں رکتا ہوں عرش و فرش کی آواز سے   مجھ کو جانا ہے بہت اونچا حدِ پرواز سے
میں سچ کہوں گی مگر اُس سے ہار جاؤں گی   وہ جھوٹ بولے گا اور لاجواب کر دے گا   پروین شاکر
میں میکدے کی راہ سے ہو کر گزر گیا   ورنہ سفرِ حیات کا بے حد طویل تھا   عبدالحمید عدم
میں نے پوچھا جو زندگی کیا ہے   ہاتھ سے گر کے جام ٹوٹ گیا
میں نے جب وادیٔ غربت میں قدم رکھا تھا   دور تک یادِ وطن آئی تھی سمجھانے کو   وحید الدین وحید
میں نے دو چار کتابیں تو پڑھی ہیں لیکن   شہر کے طور طریقے مجھے کم آتے ہیں   بشیر بدر
میں نے کہا کہ وعدۂ اُلفت مگر غلط   اُس نے کہا کہ ہاں غلط، کس قدر غلط
میں ہر اک محتاج کے کام آؤں   عطا کر جود و دولت، سخاوت عطا کر   محبوب راہی

ن

ناتجربہ کاری سے واعظ کی یہ ہیں باتیں   اس رنگ کو کیا جانے، پوچھو تو کبھی پی ہے؟   اکبر الہ آبادی
ناحق ہم مجبوروں پر یہ تہمت ہے مختاری کی   چاہتے ہیں سو آپ کرے ہیں ہم کو عبث بدنام کیا   میر تقی میر
نارِ نمرود کو کیا گلزار   دوست کو یوں بچا دیا تو نے   داغ دہلوی
ناز جس خاکِ وطن پر تھا مجھے آہ جگر   اُسی جنت پہ جہنم کا گماں ہوتا ہے   جگر مرادآبادی
ناز ہے طاقتِ گفتار پہ انسانوں کو   بات کرنے کا سلیقہ نہیں نادانوں کو   علامہ اقبال
ناکامیوں پہ اپنی ہنسی آ گئی تھی آج   سو کتنے شرمسار ہوئے بے کسی سے ہم
ناکامیوں کے بعد بھی چھوٹا نہ ہاتھ سے   نہ جانے کس خیال سے دامانِ آرزو
نامِ محمد ﷺ سامنے رکھ کر پہروں سوچتا رہتا ہوں   اُن کی آنکھیں کیسی تھیں اور اُن کا چہرا کیسا تھا
نامی کوئی بغیر مشقت نہیں ہوا   سو بار جب عقیق کٹا تب نگیں ہوا
نپٹ رہا تھا زمیں سے کہ آسمان گرا   شکار آیا نشانے پہ اور مچان گرا
نرم دمِ گفتگو، گرم دمِ جستجو   رزم ہو یا بزم ہو، پاک دل و پاک باز   علامہ اقبال
نزاکت اُس گلِ رعنا کی دیکھیو انشاء   نسیمِ صبح جو چھو جائے رنگ ہو میلا   انشاء اللہ خاں انشاء
نسیمِ صبح سے کہہ دو ذرا ٹھہرے، ذرا دم لے   کہ گل کپڑے بدلتے ہیں نہا کے آبِ شبنم سے
نشا پلا کے گرانا تو سب کو آتا ہے   مزا تو جب ہے کہ گرتوں کو تھام لے ساقی   علامہ اقبال
نشاں یہی ہے زمانے میں زندہ قوموں کا   کہ صبح و شام بدلتی ہیں ان کی تقدیریں   علامہ اقبال
نشیمن پر نشیمن اس قدر تعمیر کرتا جا   کہ بجلی گرتے گرتے آپ خود بیزار ہو جائے   علامہ اقبال
نشیمن پھونکنے والے ہماری زندگی یہ ہے   کبھی روئے کبھی سجدے کیے خاکِ نشیمن پر
نشیمن گر چکا اب سوچتے ہیں اس کی بنیادیں   یہاں رکھتے تو اچھا تھا، یہاں رکھتے تو اچھا تھا
نظامِ دہر بدلے، آسماں بدلے، زمیں بدلے   لیے بیٹھا رہے کوئی حیاتِ بے اثر کب تک
نظر پر بار ہو جاتے ہیں منظر   جہاں رہیو، وہاں اکثر نہ رہیو   جون ایلیا
نظر کو خیرہ کرتی ہے چمک تہذیبِ حاضر کی   یہ صناعی مگر جھوٹے نگوں کی ریزہ کاری ہے   علامہ اقبال
نظر کے سامنے منزل ہے پا نہیں سکتے   ہوا ہے اب تو یہ عالم شکستہ پائی کا   سید مظفر حسن

نظر نواز نظاروں میں جی نہیں لگتا — وہ کیا گئے کہ بہاروں میں جی نہیں لگتا — شکیل بدایونی

نغمہ، گلاب، تجلی، ستارہ، صبا ہے وہ — یا برگِ گل پہ لکھی ہوئی اک دُعا ہے وہ — عبدالسلام اظہر

نغمہ و نکہت و نرمی، شفق و شام و شراب — کتنے پردوں میں رہا انجمن آرا اک شخص — مخمور سعیدی

نفرتوں کے تیر کھا کر دوستوں کے شہر میں — ہم نے کس کس کو پکارا، یہ کہانی پھر سہی

نکالنے ہیں تمھیں خود ہی پاؤں کے کانٹے — پلٹ کے تم کو نہ دیکھے گا کارواں، لوگو ! — حفیظ میرٹھی

نکتہ چیں ہے غمِ دل اُس کو سنائے نہ بنے — کیا بنے بات جہاں بات بنائے نہ بنے — مرزا غالب

نکتہ چینی کر رہا تھا جو مرے کردار پر — میں نے اُس کے سامنے آئینہ لا کے رکھ دیا

نکل پڑا میں عزائم کی دھوپ میں پرویز — پکارتے ہی رہے گیسوئے بتاں مجھ کو — پرویز

نکل جا عقل سے آگے کہ یہ نُور — چراغِ راہ ہے منزل نہیں ہے — علامہ اقبال

نکلنا خلد سے آدم کا سنتے آئے ہیں لیکن — بہت بے آبرو ہو کر ترے کوچے سے ہم نکلے — مرزا غالب

نگاہ برق نہیں، چہرا آفتاب نہیں — وہ آدمی ہے مگر دیکھنے کی تاب نہیں — جلیل مانک پوری

نگاہ چند قدم جا کے رُک گئی لیکن — خیال اُن کے تعاقب میں دور تک پہنچا

نگاہِ شوق میسّر نہیں اگر تجھ کو — ترا وجُود ہے قلب و نظر کی رُسوائی — علامہ اقبال

نگاہیں جن کی جم جاتی ہیں مستقبل کے چہرے پر — اُنھیں ماضی کی ناکامی پہ پچھتانا نہیں آتا

نگہ بلند، سخن دل نواز، جاں پُرسوز — یہی ہے رختِ سفر میرِ کارواں کے لیے — علامہ اقبال

ننھی سی لَو کے سر کو اُٹھانے کی دیر تھی — ہلکی ہوا کے جھونکے غضب ناک ہو گئے — عبدالسلام اظہر

نوازش، کرم، شکریہ، مہربانی — مجھے بخش دی آپ نے زندگانی

نورِ حق شمعِ الٰہی کو بجھا سکتا ہے کون — جس کا حامی ہو خُدا اُس کو مٹا سکتا ہے کون

نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن — پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

نہ ابتدا کی خبر ہے نہ انتہا معلوم — رہا یہ وہم کہ ہم ہیں سو وہ بھی کیا معلوم

نہ اِتنا ٹوٹ کے ملیے کہ دل پہ شک گذرے — خلوص میں بھی ضروری ہے فاصلہ رکھنا — ساغر مہدی بہرائچی

نہ پوچھ مجھ سے ابھی صبحِ زندگی کیا ہے — تجھے بتاؤں گا اے دوست اپنی شام کے بعد

نہ پوچھ مجھ سے ترے غم میں کیا گذرتی ہے — یہی کہوں گا ہزاروں میں جی نہیں لگتا — شکیل بدایونی

نہ پوچھو کون ہیں، کیوں راہ میں لاچار بیٹھے ہیں — مسافر ہیں، سفر کرنے کی ہمت ہار بیٹھے ہیں

نہ پہنچی آنچ دامن تک کسی کے — بڑا احساں ترا اے سوزِ خاموش — جگر مراد آبادی

نہ تکلّف، نہ خوشامد، نہ گذارش کی نظر — ہم نے تدبیر ہی کیا کی ہے کہ رُک جائے کوئی — ایس اے رزاق

نہ تو میں کسی کا حبیب ہوں، نہ تو میں کسی کا رقیب ہوں — جو بگڑ گیا وہ نصیب ہوں، جو اُجڑ گیا وہ دیار ہوں — بہادر شاہ ظفر

نہ تو ہوش سے تعارُف، نہ جنوں سے آشنائی — کہاں پر پہنچ گئے ہم، تری بزم سے نکل کے

نہ تھا اگر تو شریکِ محفل، قصور میرا ہے یا کہ تیرا — مرا طریقہ نہیں کہ رکھ لوں کسی کی خاطر مئے شبانہ — علامہ اقبال

نہ تھا کچھ تو خدا تھا، کچھ نہ ہوتا تو خدا ہوتا — ڈبویا مجھ کو ہونے نے، نہ ہوتا میں تو کیا ہوتا — مرزا غالب

نہ جا ظاہر پرستی پر اگر کچھ عقل و دانش ہے — چمکتا جو نظر آتا ہے سب سونا نہیں ہوتا

نہ جانا کہ دُنیا سے جاتا ہے کوئی — بڑی دیر کی مہرباں آتے آتے — داغ دہلوی

نہ جانے درس گاہوں کو کہیں پہنچا کے دم لے گی — یہ تعلیمی کج اندیشی، یہ بے سمتی نصابوں کی — پرویز شاہدی

نہ جانے کون سے لمحے کی بددُعا ہے یہ — قریب گھر کے رہوں اور گھر نہ جاؤں میں — ندا فاضلی

نہ جی بھر کے دیکھا نہ کچھ بات کی — بڑی آرزو تھی ملاقات کی

نہ چھوڑ عزم کا دامن، نظر اُٹھا وہ دیکھ — قریب آ گئی منزل، سفر تمام ہُوا — سوز نعمانی

نہ چھیڑ اے نکہتِ بادِ بہاری راہ لگ اپنی — تجھے اٹکھیلیاں سوجھی ہیں ہم بیزار بیٹھے ہیں — انشاء اللہ خاں انشاء

نہ خود ملے گا نہ مجھ کو کبھی بلائے گا — اس آنے جانے میں ویسے بھی اب رہا کیا ہے — بدحت الاختر

نہ رہ اپنوں سے بے پروا، اِسی میں خیر ہے تیری — اگر منظور ہے دُنیا میں او بیگانہ خو رہنا

نہ ساتھ دیں گی یہ دم توڑتی ہوئی شمعیں — نئے چراغ جلاؤ کہ روشنی کم ہے — شاہد صدیقی

نہ ستائش کی تمنّا، نہ صلے کی پروا — گر نہیں ہیں مرے اشعار میں معنی نہ سہی — مرزا غالب

نہ سمجھو گے تو مٹ جاؤ گے اے ہندوستاں والو — تمھاری داستاں تک نہ ہو گی داستانوں میں — علامہ اقبال

نہ سنو گر بُرا کہے کوئی — نہ کہو گر بُرا کرے کوئی — مرزا غالب

نہ سہی کچھ مگر اتنا تو کیا کرتے تھے — وہ مجھے دیکھ کے پہچان لیا کرتے تھے — شہزاد احمد

نہ شاخِ گل ہی اونچی ہے، نہ دیوارِ چمن بلبل — تری ہمت کی کوتاہی تری قسمت کی پستی ہے

نہ شوخی چل سکی بادِ صبا کی — بگڑنے میں بھی زُلف اُس کی بنا کی

نہ کسی کی آنکھ کا نور ہوں، نہ کسی کے دل کا قرار ہوں — جو کسی کے کام نہ آ سکے میں وہ ایک مشتِ غبار ہوں — مضطر خیر آبادی

نہ گورِ سکندر نہ ہے قبرِ دارا — مٹے ناموں کے نشاں کیسے کیسے — آتش

نہ گلِ نغمہ ہوں، نہ پردۂ ساز — میں ہوں اپنی شکست کی آواز — مرزا غالبؔ

نہ گھبرا شدتِ رنج و الم سے زندگانی میں — کہ گل آنے سے پہلے برگِ گل میں خار آتے ہیں

نہ لٹتا دن کو تو کب رات کو یوں بے خبر سوتا — رہا کھٹکا نہ چوری کا دُعا دیتا ہوں رہزن کو — مرزا غالبؔ

نہ لے چل خانقاہوں کی طرف شیخِ حرم مجھ کو — مجاہد کا تو مستقبل ہے میدانوں سے وابستہ — حفیظؔ میرٹھی

نہ ہم سمجھے نہ آپ آئے کہیں سے — پسینہ پونچھیے اپنی جبیں سے — سید شجاع الدین انورؔ

نہ ہوا پر نہ ہوا میرؔ کا انداز نصیب — ذوقؔ یاروں نے بہت زور غزل میں مارا ذوقؔ

نہ ہو طبیعت ہی جن کی قابل وہ تربیت سے نہیں سنورتے — ہوا نہ سرسبز رہ کے پانی میں عکس سروِ کنارِ جُو کا — علامہ اقبالؔ

نہ ہو قناعت شعار گل چیں، اسی سے قائم ہے شان تیری — وفورِ گل ہے اگر چمن میں، تو اور دامن دراز ہو جا — علامہ اقبالؔ

نہیں آتی تو یاد اُن کی مہینوں تک نہیں آتی — مگر جب یاد آتے ہیں تو اکثر یاد آتے ہیں — حسرتؔ موہانی

نہیں تیرا نشیمن قصرِ سلطانی کے گنبد پر — تو شاہیں ہے بسیرا کر پہاڑوں کی چٹانوں میں — علامہ اقبالؔ

نہیں جانتے کچھ کہ جانا کہاں ہے — چلے جا رہے ہیں مگر جانے والے — جگرؔ مراد آبادی

نہیں جو واقفِ رسمِ وفا وہ کیا جانیں — کہ دل کے خون سے جلتے ہیں دوستی کے چراغ — قمرؔ قریشی

نہیں رہے گا جو اپنی صداقتوں میں رہا — یہ عہد وہ ہے کہ اِس کی ضرورتوں میں رہیں — رضی اختر شوقؔ

نہیں کھیل اے داغؔ یاروں سے کہہ دو — کہ آتی ہے اُردو زباں آتے آتے — داغؔ دہلوی

نہیں معلوم کہ یہ رات کہاں تھی دن بھر — صبح کو بھولی ہوئی شام کو گھر آئی ہے

نہیں معلوم یہ شہرِ خموشاں کیسی بستی ہے — زمیں آباد ہو جاتی ہے، ویرانی نہیں جاتی — شفیقؔ جون پوری

نہیں وہ تو سب کچھ یہ بے لطف ہے — نہ کھانے سے لذت نہ پانی سے حظ — میر تقی میرؔ

نہیں ہے اُن کے لیے عشرت بہار نہیں — جنھیں خود اپنے ارادوں پہ اختیار نہیں

نہیں ہے چیز نکمّی کوئی زمانے میں — کوئی بُرا نہیں قدرت کے کارخانے میں — علامہ اقبالؔ

نہیں ہے نا اُمید اقبالؔ اپنی کشتِ ویراں سے — ذرا نم ہو تو یہ مٹی بہت زرخیز ہے ساقی — علامہ اقبالؔ

نہیں یہ شانِ خودداری چمن سے توڑ کر تجھ کو — کوئی دستار میں رکھ لے، کوئی زیبِ گلو کر لے — علامہ اقبالؔ

نئے اُصول تراشے نئے زمانے نے — سکونِ روح پہ بنیادِ دوستی نہ رہی

نے پردہ، نہ تعلیم نئی ہو کہ پرانی — نسوانیتِ زن کا نگہباں ہے فقط مرد — علامہ اقبالؔ

نے تیر کماں میں ہے، نہ صیاد کمیں میں — گوشے میں قفس کے مجھے آرام بہت ہے — مرزا غالبؔ

نئی تہذیب میں دقت زیادہ تو نہیں ہوتی — مذاہب رہتے ہیں قائم، فقط ایمان جاتا ہے — اکبرؔ الٰہ آبادی

نیرنگیٔ سیاستِ دوراں تو دیکھیے — منزل اُنھیں ملی جو شریکِ سفر نہ تھے

نئی زمین، نیا آسماں، نئی دُنیا — سنا تو ہے کہ محبت کو اِن دِنوں ہے فراغ — فراقؔ گورکھ پوری

نیش زنِ اقربا سے غیر اچھے — تنگ جُوتوں سے ننگے پیر اچھے — ظریفؔ نظام پوری

نیک کہنا، نیک وحس کو دیکھنا — ہم کو تفتیشِ دروں سے کیا غرض — الطاف حسین حالیؔ

نے گل کو ہے ثبات، نہ ہم کو ہے اعتبار — کس بات پر چمن ہوسِ رنگ و بو کریں — میر دردؔ

و

وابستہ میری یاد سے کچھ تلخیاں بھی تھیں — اچھا کیا کہ مجھ کو فراموش کر دیا — م حسن لطیفی

واپسی کا کوئی سوال نہیں — گھر سے نکلے ہیں آنسوؤں کی طرح — نہالؔ سیوہاروی

واعظ اب اور کیا کہوں لیکن خطا معاف — جو تیرے سامنے ہے حقیقت وہی نہیں — جگرؔ

واعظِ تنگ نظر نے مجھے کافر جانا — اور کافر یہ سمجھتا ہے مسلماں ہوں میں — علامہ اقبالؔ

واعظ ثبوت لائے جو مے کے جواز میں — اقبالؔ کو یہ ضد ہے کہ پینا بھی چھوڑ دے — علامہ اقبالؔ

واعظ کا ہر اک ارشاد بجا تقریر بہت دلچسپ مگر — آنکھوں میں سرورِ عشق نہیں چہرے پہ یقیں کا نور نہیں — اکبرؔ الٰہ آبادی

واعظ کی بلاغت بھی بڑی چیز ہے لیکن — سچ بات یہ ہے دل میں سمانا بھی ہے اک چیز — الطاف حسین حالیؔ

واعظو آتشِ دوزخ سے جہاں کو تم نے — یہ ڈرایا ہے کہ خود بن گئے ڈر کی صورت — الطاف حسین حالیؔ

واعظو ! دین کا خدا حافظ — انبیا کے ہو تم اگر وارث — الطاف حسین حالیؔ

واں سے نکل کے پھر نہ فراغت ہوئی نصیب — آسودگی کی جان تری انجمن میں تھی

وائے نادانی کہ وقتِ مرگ یہ ثابت ہوا — خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا — خواجہ میر دردؔ

وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا — کارواں کے دِل سے احساسِ زیاں جاتا رہا — علامہ اقبالؔ

وجہِ بے رنگیٔ گلزار کہوں یا نہ کہوں؟ — کون ہے کتنا گنہگار کہوں یا نہ کہوں ؟ — ساحرؔ لدھیانوی

وحدت میں تیری، حرفِ دوئی کا نہ آ سکے — آئینہ کیا مجال تجھے منہ دکھا سکے

ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے — سفینہ چاہیے اس بحرِ بے کراں کے لیے

وصل کی بنتی ہیں ان باتوں سے تدبیریں کہیں — آرزوؤں سے پھرا کرتی ہیں تقدیریں کہیں — علامہ اقبالؔ

وطن کی فکر کر ناداں مصیبت آنے والی ہے   تری بربادیوں کے مشورے ہیں آسمانوں میں   علامہ اقبال
وعدہ آنے کا وفا کیجے یہ کیا انداز ہے   تم نے کیوں سونپی ہے اپنے گھر کی دربانی مجھے   مرزا غالب
وفاداری بہ شرطِ استواری اصل ایماں ہے   مرے بت خانے میں تو کعبے میں گاڑو برہمن کو   مرزا غالب
وفاداری نہیں رسمِ وفاداری ضروری ہے   یہ دُنیا ہے یہاں تھوڑی اداکاری ضروری ہے   حمایت علی
وفا کا نام کوئی بھول کر نہیں لیتا   ترے سلوک نے چونکا دیا زمانے کو
وفا کریں گے، نبھائیں گے، بات مانیں گے   تمھیں بھی یاد ہے کچھ، یہ کلام کس کا تھا   داغ دہلوی
وفا کے نام پہ تم کیوں سنبھل کے بیٹھ گئے   تمھاری بات نہیں بات ہے زمانے کی
وقارِ خونِ شہیدانِ کربلا کی قسم   یزید مورچہ جیتا ہے جنگ ہارا ہے   دوا کر راہی
وقت آتا ہے اک ایسا بھی سرِ بزمِ خیال   سامنے ہوتے ہیں وہ اور سامنا ہوتا نہیں
وقت آنے پر بتا دیں گے تمھیں اے آسماں!   ہم ابھی سے کیا بتائیں کیا ہمارے دل میں ہے
وقت برباد کرنے والوں کو   وقت برباد کر کے چھوڑے گا   دوا کر راہی
وقت خوش خوش کاٹنے کا مشورہ دیتے ہوئے   رو پڑا وہ آپ مجھ کو حوصلہ دیتے ہوئے
وقتِ رخصت چلتے چلتے کہہ گئے   اب جو ارماں رہ گئے سو رہ گئے   ریاض مجید
وقت سے پہلے دُعا بھی کارگر ہوتی نہیں   آہ، اک دیوار بن جاتی ہے در ہوتی نہیں
وقتِ فرصت ہے کہاں کام ابھی باقی ہے   نورِ توحید کا اتمام ابھی باقی ہے   علامہ اقبال
وقت کے قدر رواں کی نظروں میں   زندگی مختصر نہیں ہوتی   رشید کوثر فاروقی
وقت کو بس گزار لینا ہی   دوستو! کوئی زندگانی ہے؟   دوا کر راہی
وہ آئیں گھر میں ہمارے خدا کی قدرت ہے   کبھی ہم اُن کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہیں   مرزا غالب
وہ آئے بزم میں اتنا تو میرؔ نے دیکھا   پھر اس کے بعد چراغوں میں روشنی نہ رہی   میر تقی میر
وہ آئے ہیں پشیماں لاش پر اب   تجھے اے زندگی لاؤں کہاں سے   مومن خاں مومن
وہ اب میری ضرورت بن گیا ہے   کہاں ممکن رہا اُس سے نہ بولوں   جلیل مانک پوری
وہ اُٹھے درد اُٹھا حشر اُٹھا   دل مگر ہے کہ بیٹھا جا رہا ہے   جگر مرادآبادی
وہ ادائے دلبری ہو کہ نوائے عاشقانہ   جو دلوں کو فتح کر لے وہی فاتحِ زمانہ   علامہ اقبال
وہ سحر جس سے لرزتا ہے شبستانِ وجود   ہوتی ہے بندۂ مومن کی اذاں سے پیدا

وہ از خود ہی نادم ہوئے جا رہے ہیں   خدا جانے کیا کیا خیال آ رہے ہیں
وہ اس کمال سے کھیلا تھا عشق کی بازی   میں اپنی فتح سمجھتا تھا مات ہونے تک
وہ اشک بن کے مری چشمِ تر میں رہتا ہے   عجیب شخص ہے پانی کے گھر میں رہتا ہے
وہ افلاس اپنا چھپاتے ہیں گویا   جو دولت سے کرتے ہیں نفرت زیادہ   الطاف حسین حالی
وہ اک نظر جو بہ مشکل اُٹھائی جاتی ہے   وہی نظر رگ و پے میں سمائی جاتی ہے   جگر مرادآبادی
وہ اگر بات نہ پوچھیں تو کریں کیا ہم بھی   آپ ہی روٹھتے ہیں، آپ ہی من جاتے ہیں   مجروح
وہ اور بھول کے یوں میرے گھر چلے آئیں   مگر نصیب سے لے آئی راہ کی گردش   داغ دہلوی
وہ ایک بات جو موضوعِ گفتگو تھی   ملے جو آپ تو کم بخت یاد ہی نہ رہی
وہ بات سارے فسانے میں جس کا ذکر نہ تھا   وہ بات اُن کو بہت ناگوار گذری ہے   فیض احمد فیض
وہ بلا بھیجیں مجھے، تشریف لائیں میرے پاس   دو ہی شکلیں زیست کی ہیں، اُس طرح یا اِس طرح   نوح ناروی
وہ بھی روٹھی ہوئی مسرت ہے   جس کو ہم لوگ غم سمجھتے ہیں   نریش کمار شاد
وہ بھی کیا دن تھے کہ دوڑاتے تھے گھوڑے بحر میں   اب تو پتا بھی کھڑکتا ہے تو ڈر جاتے ہیں لوگ   تابش مہدی
وہ بھی کیا دن تھے کہ دیوانہ بنے پھرتے تھے   سن لیا تھا ترے بارے میں کہیں سے ہم نے
وہ پہلے پہل دونوں جانب یہ عالم   ادا بے تعلق نظر مجرمانہ   جگر مرادآبادی
وہ تو بتا رہا تھا کئی روز کا سفر   زنجیر کھینچ کر جو مسافر اُتر گیا
وہ توڑتے ہیں تو کلیاں شگفتہ ہوتی ہیں   وہ روندتے ہیں تو سبزہ نہال ہوتا ہے   اکبر الہ آبادی
وہ تو کمینے سارے پتھر مرے دشمنوں نے روکے   مرے دوست چاہتے تھے مجھے سنگسار کرنا
وہ تو میرے غم میں شریک تھا، اُسے میرا غم بھی عزیز تھا   جو خوشی ملی تو پتا چلا وہ مری خوشی کے خلاف ہے   ماجد دیوبندی
وہ ٹال دیتے ہیں مجھ کو بڑی بزی کہہ کر   میں اُٹھ ہی آتا ہوں الفاظ عاجزی کہہ کر   اکبر الہ آبادی
وہ جو کوسوں دور رہتے ہیں عمل کی راہ سے   دیتے ہیں تقدیر کو الزام سوتے جاگتے
وہ جن کے جسم پہ چہرے بدلتے رہتے ہیں   انھیں بھی ضد ہے کہ ان کا بھی احترام کروں   ابو المجاہد زاہد
وہی اہلِ کارواں ہیں، وہی بے حسی کا عالم   نہ کسی کو فکرِ منزل، نہ غمِ شکستہ پائی   طفیل ہوشیارپوری
وہ چراغوں سے ہیں جلتے، ایسے ہیں روشن ضمیر   کہتے ہیں رکھیے پرانی روشنی بالائے طاق   اکبر الہ آبادی
وہ چمن میں جس روش سے ہو کے گذرے بے نقاب   دفعتاً ہر ایک گل کا رنگ گہرا ہو گیا

وہ چیز کہتے ہیں فردوسِ گمشدہ جس کو　کبھی کبھی تری آنکھوں میں پائی جاتی ہے　جگر مراد آبادی

وہ خاک لذّتِ منزل سے آشنا ہوگا　ہر اک قدم پہ جو مُڑ مُڑ کے دیکھتا جائے　ہاشم

وہ دل ہی کیا ترے ملنے کی جو دعا نہ کرے　میں تجھ کو بھول کے زندہ رہوں، خدا نہ کرے　قتیل شفائی

وہ رہ رہ کر گلے مل مل کے رُخصت ہوتے جاتے ہیں　مری آنکھوں سے یا رب روشنی کم ہوتی جاتی ہے

وہ زمانے میں معزّز تھے مسلماں ہو کر　اور تم خوار ہوئے تارکِ قراں ہو کر　علامہ اقبالؔ

وہ ساری خوشیاں جو اُس نے چاہیں اُٹھا کے دامن میں اپنے رکھ لیں　ہمارے حصّے میں عذر آئے، جواز آئے، اُصول آئے

وہ سحر جس سے لرزتا ہے شبستانِ وجود　ہوتی ہے بندۂ مومن کی اذاں سے پیدا　علامہ اقبالؔ

وہ سماں آج بھی ہے یاد جگرؔ　ہاں مگر جیسے خواب کا عالم　جگر مراد آبادی

وہ شمع ہوئی روشن، وہ آ گئے پروانے　آغاز تو اچھا ہے، انجام خدا جانے

وہ عالم ہے اب یارو اغیار کیسے　ہمیں اپنے دُشمن ہوئے جا رہے ہیں　جگر مراد آبادی

وہ فکرِ گستاخ جس نے عریاں کیا ہے فطرت کی طاقتوں کو　اُسی کی بیتاب بجلیوں سے خطر میں ہے اس کا آشیانہ　علامہ اقبالؔ

وہ کب کے آئے بھی اور گئے بھی نظر میں اب تک سما رہے ہیں　یہ چل رہے ہیں وہ پھر رہے ہیں یہ آ رہے ہیں وہ جا رہے ہیں

وہ کسی صورت تجھے خاطر میں لا سکتا نہیں　تو خدا کے واسطے اُس سے نہ دلداری برت　عبدالرحیم تاباںؔ

وہ کعبہ جسے دیکھ لینا عبادت　مسلسل ہے پیشِ نظر، اللہ اللہ　ماہرؔ القادری

وہ کون ہے کہ غموں سے نوازتا ہے مجھے　غموں کو سہنے کا پھر حوصلہ بھی دیتا ہے

وہ کوئی عشق ہے جو کبھی ہے کبھی نہیں　وہ کوئی درد ہے جو ذرا ہو ذرا نہ ہو　مقبول اورنگ آبادی

وہ کہتے آؤ مری انجمن میں، مگر میں وہاں اب نہیں جانے والا　کہ اکثر بلایا، بلا کر بٹھایا، بٹھا کر اُٹھایا، اُٹھا کر نکالا　نوح ناروی

وہ کہہ رہا ہے کہو جلد اختصار کے ساتھ　بیانِ شوق کو ہم طول دے رہے ہیں عبث　نوح ناروی

وہ کہیں بھی گیا لوٹا تو مرے پاس آیا　بس یہی بات ہے اچھی مرے ہرجائی کی　پروین شاکر

وہ مہرباں ہے تو اقرار کیوں نہیں کرتا　وہ بدگماں ہے تو سو بار آزمائے مجھے　قتیل شفائی

وہ میرے پاس بھی ہے مہرباں بھی ہے مجھ پر　فقط خیال ہے میرا، خیال کا کیا ہے　مدحت الاختر

وہ نغمہ بلبلِ رنگیں نوا اک بار ہو جائے　کلی کی آنکھ کھل جائے، چمن بیدار ہو جائے　اصغر گونڈوی

وہ نہیں ہے تو جینے سے کیا فائدہ　یہ بتا کیا کریں تیرا ہم زندگی

وہ وقت بھی دیکھا ہے تاریخ کی آنکھوں نے　لمحوں نے خطا کی تھی صدیوں نے سزا پائی

وہ وقت کا جہاز تھا کرتا لحاظ کیا　میں دوستوں سے ہاتھ ملانے میں رہ گیا　حفیظ میرٹھی

وہ ہزار دشمنِ جاں سہی مجھے غیر پھر بھی عزیز ہے　جسے خاکِ پا تری چھو گئی وہ بُرا بھی ہو تو بُرا نہیں

وہ ہم سے ملتے نہ ملتے یہ اُن کی مرضی تھی　ہمارا کام یہی تھا کہ جستجو کرتے

وہ ہمیں ہیں کہ جن کے ہاتھوں نے　گیسوئے زندگی سنوارے ہیں

وہی تو سب سے زیادہ ہے نکتہ چیں میرا　جو مسکرا کے ہمیشہ گلے لگائے مجھے　قتیل شفائی

وہی راستے کہ جن پر کبھی ہمقدم تھے ہم تم　مجھے روک روک پوچھیں ترا ہم سفر کہاں ہے

وہ یوں دل سے گذرتے ہیں کہ آہٹ تک نہیں ہوتی　وہ یوں آواز دیتے ہیں کہ پہچانی نہیں جاتی　جگر مراد آبادی

وہیں وہیں سے اُٹھے ہیں ہزار ہا فتنے　جہاں جہاں سے میں گذرا ہوں بے نیازانہ

وہ یہ کہتے ہیں کہ جا اب رستگاری ہو گئی　اے جنوں! زنجیر یہ تو اور بھاری ہو گئی　ارم لکھنوی

ویسے تو میرا مول کوئی بھی نہ کر سکا　لیکن ترے خلوص نے مجھ کو خریدا ہے　ابراہیم اشکؔ

وے صورتیں الٰہی کس دیس بستیاں ہیں　اب جن کے دیکھنے کو آنکھیں ترستیاں ہیں

ہ

ہاتھ سے کس نے ساغر پٹکا موسم کی بے کیفی پر　اتنا برسا ٹوٹ کے بادل ڈوب چلا مے خانہ بھی

ہاں اب کریں وہ شوق سے وعدہ خلافیاں　عادت سی ہو گئی ہے ہمیں انتظار کی

ہاں، اے فلکِ پیر! جواں تھا ابھی عارفؔ　کیا تیرا بگڑتا، جو نہ مرتا کوئی دن اور　مرزا غالبؔ

ہاں بھلا کر ترا بھلا ہوگا　اور درویش کی صدا کیا ہے

ہاں چلا اب ساقیا جادو بھری نظروں کے تیر　ہم بھی دیکھیں کس قدر ذی ہوش ہیں یاروں کے بیچ

ہاں دکھا دے اے تصوّر پھر وہ صبح و شام تو　دوڑ پیچھے کی طرف اے گردشِ ایام تو　علامہ اقبالؔ

ہاں کھائیو مت فریبِ ہستی　ہر چند کہیں کہ ہے، نہیں ہے　مرزا غالبؔ

ہاں ہاں تمھارے حُسن کی کوئی خطا نہ تھی　ہاں ہاں میں اتفاق سے دیوانہ ہو گیا

ہجوم کیوں ہے زیادہ شراب خانے میں　فقط یہ بات کہ پیرِ مغاں ہے مردِ خلیق　علامہ اقبالؔ

ہر آدمی سے لگائے جو آس رہتے ہیں　وہ لوگ دُنیا میں بے حد اُداس رہتے ہیں

ہر آدمی میں ہوتے ہیں دس بیس آدمی　جس کو بھی دیکھنا ہو کئی بار دیکھنا　ندا فاضلی

ہر اک سوال پہ اب تک تو لا جواب کیا   کوئی سوال نہ کر اب جواب میں شامل

ہر اک مقام سے آگے مقام ہے تیرا   حیات ذوقِ سفر کے سوا کچھ اور نہیں   علامہ اقبال

ہر ایک بات پہ کہتے ہو تم کہ تو کیا ہے   تم ہی کہو کہ یہ اندازِ گفتگو کیا ہے   مرزا غالب

ہر ایک صاحبِ منزل کو بامراد نہ جان   ہر ایک راہ نشیں کو شکستہ پا نہ سمجھ   احمد فراز

ہر بات کا ثبوت نہ مانگا کرو یہاں   کچھ بے نشان ہوتے ہیں گھاؤ بھی مان لو   رؤف خیر

ہر چند کہ عاصی ہوں پہ اُمت میں ہوں اُس کی   جس کا ہے قدم عرشِ معلی سے بھی بالا   انشاء

ہر دم کرتا ہوں میں زاری   دیکھی بس بس تیری یاری

ہر ذرہ چمکتا ہے انوارِ الٰہی سے   ہر سانس یہ کہتی ہے ہم ہیں تو خدا بھی ہے   اکبر الٰہ آبادی

ہر رہگذر پہ شمع جلانا ہے میرا کام   تیور ہیں کیا ہوا کے یہ میں دیکھتا نہیں   ابراہیم ہوش

ہر سہارا بے عمل کے واسطے بے کار ہے   آنکھ ہی کھولے نہ جب کوئی اُجالا کیا کرے   حفیظ میرٹھی

ہر شام ہوئی صبح کو اک خوابِ فراموش   دُنیا یہی دنیا ہے تو کیا یاد رہے گی   یگانہ چنگیزی

ہر قدم دوریٔ منزل ہے نمایاں مجھ سے   مری رفتار سے بھاگے ہے بیاباں مجھ سے   مرزا غالب

ہر لحظہ تازہ تازہ بلاؤں کا سامنا   نا آزمودہ کار کی جرأت کہاں سے لائیں   علامہ اقبال

ہر لحظہ نیا طُور، نئی برقِ تجلّی   اللہ کرے مرحلۂ شوق نہ ہو طے   علامہ اقبال

ہر لحظہ ہے مومن کی نئی شان نئی آن   گفتار میں کردار میں اللہ کی برہان   علامہ اقبال

ہر لفظ کو سینوں میں بسالو تو بنے بات   طاقوں میں سجانے کو یہ قرآن نہیں ہے   ماجد دیو بندی

ہر نفس عمرِ گذشتہ کی ہے میّت فانی   زندگی نام ہے مر مر کے جیے جانے کا   فانی بدایونی

ہر نیکی کرتے ہو شہرت کی خاطر   اللہ سے بھی سودے بازی کرتے ہو!   محبوب راہی

ہزار باندھ لیے عقل و آگہی نے حصار   ترا خیال نہ جانے کہاں سے آتا ہے   ادیب سہارن پوری

ہزار شکل تری دور ہو نگاہوں سے   ترا خیال ہی کافی ہے زندگی کے لیے

ہزار کوس رہی دور منزلِ مقصود   اُڑائی وادیٔ غربت کی ہم نے دھول عبث   نوح ناروی

ہزار مرتبہ بہتر ہے بادشاہی سے   اگر نصیب ترے کوچے کی گدائی ہو   میر تقی میر

ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پہ دَم نکلے   بہت نکلے مرے ارمان لیکن پھر بھی کم نکلے   مرزا غالب

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے   بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا   علامہ اقبال

ہزاروں غم سہے لیکن نہ آیا آنکھ میں آنسو   ہم اہلِ ظرف ہیں، پیتے ہیں چھلکایا نہیں کرتے

ہزاریوں تو زمانے کا ساتھ ہے یارو   تمھارے ساتھ کی کچھ اور بات ہے یارو

ہستی سے عدم تک نفسِ چند کی ہے راہ   دُنیا سے گزرنا سفر ایسا ہے کہاں کا   سودا

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام   وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا   اکبر الہ آبادی

ہم آہنگی میں بھی اک چاشنی ہے اختلافوں کی   مری باتیں بہ عنوانِ دِگر وہ مان لیتے ہیں   فراق گورکھ پوری

ہم اپنا مقصدِ تخلیق اکثر بھول جاتے ہیں   لپٹ جاتا ہے اندیشہ سود و زیاں ہم سے   حفیظ میرٹھی

ہمارا عہد بھی بپھرا ہُوا سمندر ہے   کنارے گُم ہیں جزیرے نظر نہیں آتے   عبدالسلام اظہر

ہمارے ساتھ آکر تُم کو پچھتاوا نہیں ہوگا   کہ ہم تو دوستو، دونوں جہاں کی بات کرتے ہیں   ابو تجر

ہمارے سر کی پھٹی ٹوپیوں پہ طنز نہ کر   ہمارے تاج عجائب گھروں میں رکھے ہیں

ہمارے شہر میں شاعر کے نرخ کیوں نہ بڑھیں   امیرِ شہر کو لاحق ہوئی سخن فہمی   پروین شاکر

ہمارے گھر جلیں، ہم قتل ہوں، مجرم بھی ہم ٹھہریں   جہاں میں ناتوانوں کا یہی انجام ہوتا ہے

ہم ایسے پیڑ ہیں جو چھاؤں بانٹ کر اپنی   شدید دھوپ میں خود سائے کو ترستے ہیں   عزیز بانو وفا

ہم ایسی کل کتابیں قابلِ ضبطی سمجھتے ہیں   کہ جن کو پڑھ کے لڑکے باپ کو خبطی سمجھتے ہیں   اکبر الہ آبادی

ہم بڑے ناز سے آئے تھے تری محفل میں   کیا خبر تھی لبِ اظہار پہ تالے ہوں گے

ہم پرورشِ لوح و قلم کرتے رہیں گے   جو دل پہ گذرتی ہے رقم کرتے رہیں گے   فیض احمد فیض

ہمتِ قاتل بڑھانا چاہیئے   زیرِ خنجر مسکرانا چاہیئے   جگر

ہم خون کی قسطیں تو بہت دے چکے لیکن   اے خاکِ وطن، قرض ادا کیوں نہیں ہوتا

ہمدردیوں کی بھیک سی دینے لگے ہیں لوگ   یوں اپنے جی کا حال نہ سب سے کہا کرو   حسن سوز

ہم سخن فہم ہیں غالبؔ کے طرف دار نہیں   دیکھیں اِس سہرے سے کہہ دے کوئی بہتر سہرا   مرزا غالب

ہم سمجھتے تھے کہ لائے گی فراغت تعلیم   کیا خبر تھی کہ چلا آئے گا الحاد بھی ساتھ   علامہ اقبال

ہم سے بدل گئی ہیں نگاہیں تو کیا ہوا   زندہ ہیں کتنے لوگ محبت کیے بغیر

ہم سے بے فیض فقیروں کی ہو پروا کس کو   روٹھ جائیں تو ہمیں کون منانے آئے   نشتر خانقاہی

ہم سے پوچھو کہ غزل کیا ہے غزل کا فن کیا   چند لفظوں میں کوئی آگ چھپا دی جائے   جاں نثار اختر

ہم سے دیوانوں پہ وہ وقت نہ آئے صابرؔ   جب حکومت کا طرف دار بنے اپنا کلام   صابر دت

ہم سے کیا ہو سکا محبت میں خیر، تم نے تو بے وفائی کی فراق گورکھ پوری

ہم سے نفرت ہے جو اُس بُت کو تو اپنا مسکن اِس قدر دور بنائے کہ نہ جایا جائے ظریف نظام پوری

ہم طالبِ شہرت ہیں ہمیں ننگ سے کیا کام بدنام اگر ہوں گے تو کیا نام نہ ہوگا جعفر علی حسرتؔ

ہم ظاہر و باطن کی تقسیم نہیں کرتے جو دل پہ گزرتی ہے چہرے سے ہویدا ہے شبیر احمد راہیؔ

ہم عشق میں، تم حسن میں مشہور ہیں دونوں ہے ذکر ہمارا کہیں اذکار تمھارا محمد امان نثار

ہم کو اُن سے وفا کی ہے امید جو نہیں جانتے وفا کیا ہے مرزا غالبؔ

ہم کو اے خاک کے ذرات سمجھنے والو غور سے دیکھو ذراشمس و قمر ہیں ہم لوگ واحد پریمی

ہم کو کس کے غم نے مارا، یہ کہانی پھر سہی کس نے توڑا دل ہمارا یہ کہانی پھر سہی

ہم کو مٹا سکے یہ زمانے میں دم نہیں ہم سے زمانہ خود ہے زمانے سے ہم نہیں جگر مرادآبادی

ہم موحد ہیں، ہمارا کیش ہے ترکِ رسوم ملتیں جب مٹ گئیں اجزائے ایماں ہو گئیں مرزا غالبؔ

ہم مئے کدے کی راہ سے ہو کر گذر گئے ورنہ سفرِ حیات کا بے حد طویل تھا

ہم نشیں کنجِ قفس میں مطمئن ہو کے نہ رہ ورنہ حرف آئے گا تیری جراتِ پرواز پر

ہم نفس بندِ قفس کا توڑنا مشکل نہیں صرف احساسِ پرِ پرواز ہونا چاہیئے

ہم نکالیں گے سن اے موجِ ہوا بل تیرا اُس کی زلفوں کے اگر بال پریشاں ہوں گے مومن خاں مومنؔ

ہم نہیں جانتے وفا کیا ہے ہم نے سیکھی ہے حکم کی تعمیل زکی زاکانی

ہم نے انسانوں کے دکھ درد کا حل ڈھونڈ لیا کیا برا ہے جو یہ افواہ اڑادی جائے جاں نثار اختر

ہم نے اُن کے سامنے پہلے تو خنجر رکھ دیا پھر کلیجا رکھ دیا، دل رکھ دیا، سر رکھ دیا داغؔ دہلوی

ہم نے چاہا تھا کہ بدلیں در و دیوار کا رنگ رنگ چہرے کا اُڑا دیکھ کے بازار کا رنگ

ہم نے کانٹوں کو بھی نرمی سے چھوا ہے اکثر لوگ بے درد ہیں پھولوں کو مَسَل دیتے ہیں

ہم نے کبھی شکوہ نہ کیا ہے، نہ کریں گے وہ خوش رہے جس نے ہمیں برباد کیا ہے شفیق جون پوری

ہم نے مانا کہ تغافل نہ کرو گے لیکن خاک ہو جائیں گے ہم تم کو خبر ہونے تک مرزا غالبؔ

ہم وہاں ہیں جہاں سے ہم کو بھی کچھ ہماری خبر نہیں آتی مرزا غالبؔ

ہم ہیں اُس کے خیال کی تصویر جس کی تصویر ہے خیال اپنا فانیؔ بدایونی

ہم ہیں مشتاق اور وہ بیزار یا الٰہی یہ ماجرا کیا ہے مرزا غالبؔ

ہمیشہ گھر کا اندھیرا ڈرانے لگتا ہے میں جب چراغ جلاتا ہوں رہ گذر کے لیے عالم خورشید

ہمیں بھی آپڑا ہے دوستوں سے کام کچھ یعنی ہمارے دوستوں کے بے وفا ہونے کا وقت آیا ہری چند اختر

ہمیں جب نہ ہوں گے تو کیا رنگِ محفل کسے دیکھ کر آپ شرمایئے گا جگر مرادآبادی

ہمیں سے رنگِ گلستاں، ہمیں سے رنگِ بہار ہمیں کو نظمِ گلستاں پہ اختیار نہیں ساحرؔ لدھیانوی

ہمیں شکوے تھے کیا کیا اُن سے لیکن ہمیں ثابت ہوئے احساں فراموش جگر مرادآبادی

ہمیں معلوم ہے ہوگا بھی کیا تعلیمِ نسواں سے بجز اس کے کہ لیلا اور بھی گھبرائیں لیلاں سے اکبرؔ الہ آبادی

ہند کے شاعر و صورت گر و افسانہ نویس آہ بے چاروں کے اعصاب پہ عورت ہے سوار علامہ اقبال

ہنسنے والا نہیں ہے رونے پر ہم کو غربت وطن سے بہتر ہے آتشؔ

ہوتی نہیں قبول دُعا ترکِ عشق کی دل چاہتا نہ ہو تو دُعا میں اثر کہاں الطاف حسین حالیؔ

ہوتی ہے گرچہ کہنے سے یارو پرائی بات پر ہم سے تو تھمی نہ کبھو منہ پہ آئی بات میر تقی میرؔ

ہو ثبوت اور بھی کیا تری یکتائی کا ترے ہر نقش کو اپنی جگہ یکتا دیکھا اظفر قادری

ہنگامہ ہے کیوں برپا تھوڑی سی جو پی لی ہے ڈاکہ تو نہیں مارا چوری تو نہیں کی ہے اکبرؔ الہ آبادی

ہوا بھی پُرسکون تھی، فضا بھی خوشگوار تھی مرا چراغِ آرزو یہ کون پھر بجھا گیا بشیر بدر

ہوا نہ غلبہ میسر کبھی کسی پہ مجھے کہ جو شریک ہو میرا، شریکِ غالبؔ ہے مرزا غالبؔ

ہوا ہے شہ کا مصاحب پھرے ہے اتراتا وگرنہ شہر میں غالبؔ کی آبرو کیا ہے مرزا غالبؔ

ہو چکا قطع تعلق، تو خفا میں کیوں ہوں جن کو مطلب نہیں رہتا، وہ ستاتے بھی نہیں داغؔ دہلوی

ہوس کو کم ہیں اسبابِ دو عالم قناعت کے لیے تھوڑا بہت ہے محبوب راہیؔ

ہو سکے تو جائزہ اک بار لے تدبیر کا رونے والے اس طرح ماتم نہ کر تقدیر کا آزادؔ

ہو سکے تو کیجیے اب زلزلے کا اہتمام ورنہ دستک سے نہیں ٹوٹے گا اس گھر کا سکوت نعمان شوقؔ

ہوش و حواس و تاب و تواں داغؔ جا چکے اب ہم بھی جانے والے ہیں سامان تو گیا داغؔ دہلوی

ہو فکر اگر خام تو آزادیٔ افکار انسان کو حیوان بنانے کا طریقہ علامہ اقبالؔ

ہوگا کسی دیوار کے سائے کے تلے میرؔ کیا کام محبت سے اُس آرام طلب کو میر تقی میرؔ

ہوگی ہماری جیت رقیبوں کی ہار کب ہاتھوں سے اپنے تم کو وہ نہائیں گے ہار کب

ہوگئی پرسوں کی برسوں اور نہ آئے کیا سبب آپ نے وعدہ کیا اچھا وفا، اچھے تو ہو

ہو گئے خفا مجھ سے دشمنوں کے کہنے پر بات تو سنی ہوتی بول تو لیے ہوتے
ہو گئی شہر شہر رسوائی اے مری موت تو بھلی آئی میر تقی میر
ہو گئے لوگ اپاہج یہی کہتے کہتے ابھی چلتے ہیں، ذرا راہ تو ہموار بنے حفیظ میرٹھی
ہو گئے نامِ بتاں سنتے ہی مومن بے قرار ہم نہ کہتے تھے یہ حضرت پارسا کہنے کو ہیں مومن خاں مومن
ہوں اِس کوچہ کے ہر ذرّہ سے آگاہ یہاں سے مدّتوں آیا گیا ہوں شاد عظیم آبادی
ہوں اس کی خطائیں بھی تو چرچا نہیں کرتے ہم دوست کو اپنے کبھی رسوا نہیں کرتے
ہو نہیں سکتا کبھی ہموار دنیا کا نشیب اس گڑھے کو اپنی ہی مٹی سے بھرنا چاہیے اکبر الہ آبادی
ہوئے اس قدر مہذب کبھی گھر کا منہ نہ دیکھا کٹی عمر ہوٹلوں میں، مرے اسپتال جا کر اکبر الہ آبادی
ہوئی پہلوئے آمنہ سے ہویدا دُعائے خلیل اور نویدِ مسیحا علامہ اقبال
ہوئی تاخیر تو کچھ باعثِ تاخیر بھی تھا آپ آتے تھے مگر کوئی عناں گیر بھی تھا مرزا غالب
ہوئی جن سے توقع خستگی کی داد پانے کی وہ ہم سے بھی زیادہ کشتۂ تیغِ ستم نکلے مرزا غالب
ہے آدمی بجائے خود اک محشر خیال ہم انجمن سمجھتے ہیں خلوت ہی کیوں نہ ہو مرزا غالب
ہے اس انجمن میں یکساں عدم و وجود میرا کہ جو میں یہاں نہ ہوتا، یہی کاروبار ہوتا مرزا غالب
ہے انتہائے یاس بھی اک ابتدائے شوق پھر آ گئے وہیں پہ چلے تھے جہاں سے ہم حسرت موہانی
ہے جستجو کہ خوب سے ہے خوب تر کہاں اب دیکھیے ٹھہرتی ہے جا کر نظر کہاں الطاف حسین حالی
ہے حکم حضوری کا مگر عام نہیں ہے فہرست میں دیکھا تو مرا نام نہیں ہے
ہے دل کے لیے موت مشینوں کی حکومت احساسِ مروّت کو کچل دیتے ہیں آلات علامہ اقبال
ہے شوقِ سفر ایسا اک عمر سے یاروں نے منزل بھی نہیں پائی، رستہ بھی نہیں بدلا
ہے عیاں یورشِ تاتار کے افسانے سے پاسباں مل گئے کعبے کو صنم خانے سے علامہ اقبال
ہے کتابِ زندگی کا ہر سبق جس قدر آسان اُتنا ہی ادق محبوب راہی
ہے کہاں تمنا کا دوسرا قدم غالب ہم نے دشتِ امکاں کو ایک نقشِ پا پایا مرزا غالب
ہے مشقِ سخن جاری چکّی کی مشقت بھی اک طرفہ تماشا ہے حسرت کی طبیعت بھی حسرت موہانی
ہے ہوا کا خرام بے آواز ماہ و انجم کا ہے سفر خاموش مسلم مالیگانوی
ہیں اور بھی دُنیا میں سخن ور بہت اچھے کہتے ہیں کہ غالب کا ہے اندازِ بیاں اور مرزا غالب

ہیں چاند کے ہمراہ ستارے ہی ستارے سورج تنِ تنہا ہی سفر کاٹ رہا ہے
ہیں کواکب کچھ نظر آتے ہیں کچھ دیتے ہیں دھوکا یہ بازی گر کھلا مرزا غالب

ی

یا آہ کو تاثیر عطا ہو کسی صورت یا ٹوٹ کے گر جائیں مرے دستِ دعا بھی
یاد اُس کی اتنی خوب نہیں میر باز آ نادان پھر وہ دل سے بھلایا نہ جائے گا میر تقی میر
یاد پہلے کبھی ہوگا مگر اب یاد نہیں ہاں مجھے اپنی تباہی کا سبب یاد نہیں
یاد تھیں ہم کو بھی رنگا رنگ بزم آرائیاں لیکن اب نقش و نگارِ طاقِ نسیاں ہو گئیں مرزا غالب
یاد سے تیری دلِ دردآشنا معمور ہے جیسے کعبے میں دعاؤں سے فضا معمور ہے علامہ اقبال
یاد کرتا ہے گذشتہ بااثر لاحول کو شیخ کو طعنے دیا کرتا ہے شیطاں اِن دنوں اکبر الہ آبادی
یاد کے چاند دل میں اُترتے رہے چاندنی جگمگاتی رہی رات بھر مخدوم محی الدین
یادِ ماضی عذاب ہے یارب چھین لے مجھ سے حافظہ میرا حفیظ اختر انصاری
یادِ ماضی، غمِ امروز، اُمیدِ فردا کتنے سائے مرے ہمراہ چلا کرتے ہیں قیصر کربانی
یادِ ماضی نشاط ہے یارب بخش دے مجھ کو حافظہ میرا
یاد میری سنبھال کر رکھنا میرا کیا، میں رہا، رہا، نہ رہا نشاط شاہدوی
یارانِ تیز گام نے منزل کو جالیا ہم محوِ نالہ جرسِ کارواں رہے مرزا غالب
یارانِ سُست گام سے مجبور ہو گئے ورنہ ہوائے شوق سے پوچھو کہ کیا تھے ہم قیصر کربانی
یارب دلِ مسلم کو وہ زندہ تمنا دے جو قلب کو گرما دے، جو روح کو تڑپا دے علامہ اقبال
یارب زمانہ مجھ کو مٹاتا ہے کس لیے لوحِ جہاں پہ حرفِ مکرر نہیں ہوں میں مرزا غالب
یارب متاعِ دیں کو کہاں تک کوئی بچائے ملتے ہیں روز دشمنِ ایماں نئے نئے ادیب سہارن پوری
یارب نگاہِ ناز پہ لائسنس کیوں نہیں یہ بھی تو قتل کرتی ہیں تلوار کی طرح اکبر الہ آبادی
یارب نہ وہ سمجھے ہیں نہ سمجھیں گے مری بات دے اور دل اُن کو جو نہ دے مجھ کو زباں اور مرزا غالب
یارو خطا معاف کرو میں نشے میں ہوں شیشے میں مے، مے میں نشا، میں نشے میں ہوں
یارو شبِ فراق میں رویا میں اس قدر تھا چوتھے آسمان پہ پانی کمر کمر

یاروں نے وہ سلوک کیا مجھ سے اے ظریفؔ   دشمن کو بھی سلام کیے جارہا ہوں میں   ظریفؔ لکھنوی

یاس جب چھائی اُمیدیں ہاتھ مل کر رہ گئیں   دل کی نبضیں چھٹ گئیں اور چارہ گر دیکھا کیے   فانیؔ بدایونی

یاس کی تاریکیوں میں ڈوب جانے دو مجھے   اب میں شمعِ آرزو کی لَو بڑھا سکتا نہیں

یا طالبِ دُعا تھا میں اک ایک سے جگرؔ   یا خود یہ چاہتا ہوں دُعا میں اثر نہ ہو   جگرؔ مرادآبادی

یا مجھے افسرِ شاہانہ بنایا ہوتا   یا مرا تاج گدایانہ بنایا ہوتا   ظفرؔ

یا ہاتھوں ہاتھ لو مجھے مانندِ جامِ مے   یا تھوڑی دور ساتھ چلو میں نشے میں ہوں

یا ہم سے ہی کہتے نہ بنی دِل کی کہانی   یا گوش بر آواز زمانہ ہی نہیں تھا

یاں لب پہ لاکھ لاکھ سخن اضطراب میں   واں ایک خامشی تری سب کے جواب میں

یاں کے سفید و سیاہ میں ہم کو دخل جو ہے سو اتنا ہے   رات کو رو رو صبح کیا، دِن کو جوں توں شام کیا   میر تقی میرؔ

یقیں محکم، عمل پیہم، محبت فاتحِ عالم   جہادِ زندگانی میں ہیں یہ مردوں کی شمشیریں   علامہ اقبالؔ

یک بیک رات کچھ اس طرح تری یاد آئی   جیسے آوارہ وطن لوٹ کے گھر آتے ہیں

یک بیک گھبرا کے وہ اُٹھا پکار   مار تیرے ہاتھ میں ہے اُس کو مار

یکجا نہ ہو سکیں گے یہ رہبر بڑے بڑے   ہیں خاص مچھلیوں کے سمندر الگ الگ

یکجا نہ کرنے آئے گا کوئی تمام عمر   خوش فہمیوں سے خود میں بکھر کر نہ دیکھیے   آزاد گلاٹی

یکساں کبھی کسی کی نہ گزری زمانے میں   یادش بخیر بیٹھے تھے کل آشیانے میں   یگانہ چنگیزی

یک نگہ پر بکے ہے انشاؔ آج   مفت میں مول اک غلام تو لو   انشاء اللہ خاں انشاؔ

یوں اُٹھے آہ اُس گلی سے ہم   جیسے کوئی جہاں سے اُٹھتا ہے   میر تقی میرؔ

یوں بہت ہنس کے ملا تھا لیکن   دل ہی دل میں وہ خفا ہو جیسے   پروین شاکر

یوں تو اُس نے عرضی کر لی ہے منظور   لہجے میں ہے نامنظوری جیسا کچھ   پروفیسر مظفر حنفی

یوں تو سو طرح کی مشکل سخنی آئے ہمیں   پر وہ اک بات جو کہنی نہ ابھی آئے ہمیں   عبدالاحد سازؔ

یوں تو سیّد بھی ہو، مرزا بھی ہو، افغان بھی ہو   تُم سبھی کچھ ہو بتاؤ تو مُسلمان بھی ہو   علامہ اقبالؔ

یوں تو ہر سمت ترے شہر میں ہنگامہ ہے   اور پھر بھی ہے ہر اک شخص اکیلا جیسے

یوں تو ہر شخص اکیلا ہے بھری دُنیا میں   پھر بھی ہر دل کے مقدر میں نہیں تنہائی

یوں تو ہر شے پہ اُداسی سی نظر آتی ہے   کس مپرسی میں کوئی شے نہیں مذہب کی طرح   اکبرؔ الہ آبادی

یوں تو ہے اُمید سب کچھ، پر نہ ہوں شاید معاف   وہ جو کی ہیں ہم نے اے حالیؔ خطائیں خاص خاص   حالیؔ

یوں چمکیے زینت کو وہ دمن بن جایئے   یوں اُبھریے صبح کی پہلی کرن بن جایئے   ماہرؔ القادری

یوں خدمتِ عوام کیے جارہا ہوں میں   جیسے خود اپنا کام کیے جارہا ہوں میں   عرشیؔ

یوں زندگی گذار رہا ہوں ترے بغیر   جیسے کوئی گُناہ کیے جارہا ہوں میں   جگرؔ مرادآبادی

یوں ساقیٔ محفل نے کی میری پذیرائی   سونے کے پیالے میں دو گھونٹ شراب آئی   قیصرؔ الجعفری

یوں قتل سے بچّوں کے وہ بدنام نہ ہوتا   افسوس کہ فرعون کو کالج کی نہ سوجھی   اکبرؔ الہ آبادی

یوں کھو گئے تھے دل میں لیے تیری جستجو   اپنا خیال تک بھی دمِ جستجو نہ تھا   عبدالسلام اقمرؔ

یوں مسکرائے جان سی کلیوں میں پڑ گئی   یوں لب کشاں ہوئے کہ گلستاں بنا دیا

یوں ہی دُکھ کسی کو دینا نہیں خوب ورنہ کہتا   کہ مرے عدو کو یا رب ملے میری زندگانی

یوں ہی رسماً ہنس دیے وہ دیکھ کر صورت مری   اور مجھ کو زندگی کا لُطف حاصل ہو گیا

یوں ہی میلا ضمیر مت کرنا   ہم سے سیکھو مخالفت کرنا   سلیم محی الدین

یہ آرزو تھی تجھے گل کے روبرو کرتے   ہم اور بلبلِ بے تاب گفتگو کرتے   آتشؔ

یہ اعجاز ہے حسنِ آوارگی کا   جہاں بھی گئے داستاں چھوڑ آئے

یہ انقلابِ وقت نے کیا گل کھلا دیا   دشمن کو دوست، دوست کو دشمن بنا دیا

یہاں کسی کو کوئی راستہ نہیں دیتا   مجھے گرا کے اگر تم سنبھل سکو تو چلو   ندا فاضلی

یہاں کوتاہیٔ ذوقِ عمل ہے خود گرفتاری   جہاں بازو سمٹتے ہیں وہیں صیاد ہوتا ہے   اصغرؔ گونڈوی

یہ اور بات کہ وہ لب تھے پھول سے نازک   کوئی نہ سہہ سکے لہجہ کرخت ایسا تھا   شکیبؔ جلالی

یہ اور بات ہے کہ تعارُف نہ ہو سکا   ہم زندگی کے ساتھ بہت دُور تک گئے   خورشید جاتیؔ

یہ ایک ابر کا ٹکڑا کہاں کہاں برسے   تمام دشت ہی پیاسا دکھائی دیتا ہے   شکیبؔ جلالی

یہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے   ہزار سجدے سے دیتا ہے آدمی کو نجات   علامہ اقبالؔ

یہ بزمِ مے ہے یاں کوتاہ دستی میں ہے محرومی   جو بڑھ کر خود اُٹھا لے ہاتھ میں مینا اُسی کا ہے   شاد عظیم آبادی

یہ بساطِ آرزو ہے، اس کو یوں آساں نہ کھیل   تجھ سے وابستہ بہت کچھ داؤ پر میرا بھی ہے   باقیؔ

یہ بھی اچھا ہی کیا تُم نے جو رُخ پھیر لیا   ہاں بظاہر مرے حالات بھی کچھ ٹھیک نہیں

یہ بھی پہچان ہے اک نئے ذہن کی   ہر ادا، ہر سخن تاجروں کی طرح   تابش مہدی

یہ بھی تو اِک دلیل ہے اُس کے وجود کی — جب تک نہ مانیے اُسے دِل مانتا نہیں — شفیق جونپوری

یہ بھید کیا ہے مجھ سے ملا آج یوں رقیب — جس طرح آشنا سے کوئی آشنا ملے — داغ دہلوی

یہ بھی سچ ہے گھر کے بھیدی نے کیا گھر کو خراب — یہ بھی لگتا ہے کہ سب زر دوش ہیں یاروں کے بیچ

یہ بھی نہیں کہ میں تمھیں الزام دے سکوں — یہ بھی نہیں کہ تم سے شکایت نہیں مجھے

یہ بھی ہے پوچھنے کی بات کوئی — جو خوشی آپ کی، وہی میری — وارث القادری

یہ تجربے نے بتایا یہ عادتوں سے کھلا — وہ جس قدر ہے مہذب، اُسی قدر گستاخ — نوح ناروی

یہ تو نے کس کے شانے سے سلجھا لیے ہیں بال — آئینہ دیکھ، زُلف میں تیری ہے خم غلط — عروج قادری

یہ ٹھیک ہے نہیں مرتا کوئی جُدائی میں — خدا کسی سے کسی کو مگر جُدا نہ کرے — قتیل شفائی

یہ جانتا تو ذکرِ وفا چھیڑتا نہ میں — الزامِ بے وفائی مرے سر بھی آئے گا

یہ جلا دیا، وہ بجھا دیا، یہ تو کام ہے کسی اور کا — نہ ہوا کے کوئی خلاف ہے، نہ ہوا کسی کے خلاف ہے — ماجد دیوبندی

یہ جنت مبارک رہے زاہدوں کو — کہ میں آپ کا سامنا چاہتا ہوں

یہ جو غریب غرباء کے لڑکے پڑھاتے ہیں — ان کی تو عمر بھر نہیں جاتی ہے مفلسی — نظیر اکبرآبادی

یہ چمن کی آرزو ہے کوئی لوٹ لے چمن کو — یہ تمام رنگ و نکہت ترے اختیار میں ہے — علی سردار جعفری

یہ حسرت رہ گئی کیا کیا مزوں سے زندگی کرتے — اگر ہوتا چمن اپنا، گل اپنا، باغباں اپنا — مرزا مظہر جان جاناں

یہ دِل بہت اُداس ہے جب سے خبر ہوئی — ملتے ہو تُم خلوص سے ہر آدمی کے ساتھ

یہ دِل بہت ہے، ہمہ وقت چاکری کے لیے — ہمیں ملال نہیں ہے اگر دماغ نہیں — عالم خورشید

یہ دَور اپنے براہیم کی تلاش میں ہے — صنم کدہ ہے جہاں لا الٰہ الاّ اللہ — علامہ اقبال

یہ دوستی، یہ مراسم، یہ چاہتیں، یہ خلوص — کبھی کبھی مجھے سب کچھ عجیب لگتا ہے — جاں نثار اختر

یہ رُتبۂ بلند ملا، جس کو مل گیا — ہر مُدعی کے واسطے دار و رسن کہاں

یہ رُکے رُکے سے آنسو، یہ دبی دبی سی آہیں — یوں ہی کب تلک خدایا غمِ زندگی نباہیں

یہ روز و شب، یہ صبح و شام، یہ بستی، یہ ویرانہ — سبھی بیدار ہیں انساں اگر بیدار ہو جائے — جگر

یہ رہبروں کی نئی ٹولیاں ، خُدا کی پناہ ! — جو رکھتی پھرتی ہیں راہوں میں گُم رہی کے چراغ

یہ زندگی تنی ہوئی رسّی کا کھیل ہے — نیچے نہ جال ہے نہ بچانے کو یار ہیں — مدحت الاختر

یہ زندگی ذرا فُرصت اگر ہمیں دیتی — جواز ڈھونڈتے کچھ اپنی بے حسی کا بھی — ڈاکٹر سلمان اختر

یہ سدِ راہ ہوا کس کا پاسِ رسوائی — رُکے ہوئے ہیں مرے اشک کارواں کی طرح — داغ دہلوی

یہ سرد رات، یہ آوارگی، یہ نیند کا بوجھ — ہم اپنے شہر میں ہوتے تو گھر گئے ہوتے — اُمید فاضلی

یہ سمندر پہ برستا پانی — ہائے پیاسوں کو ترستا پانی — عزیز قیسی

یہ عجب رسم دیکھی کہ بروزِ عیدِ قرباں — وہی ذبح بھی کرے ہے وہی لے ثواب اُلٹا — مصحفی

یہ عذر امتحان جذبِ دِل کیسا نکل آیا — میں الزام ان کو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا — مومن

یہ عشق نہیں آساں، اِتنا ہی سمجھ لیجے — اک آگ کا دریا ہے اور ڈوب کے جانا ہے

یہ علم یہ حکمت، یہ تدبّر یہ حکومت — پیتے ہیں لہو دیتے ہیں تعلیمِ مساوات — علامہ اقبال

یہ عمر بھر کی مسافت ہے دِل بڑا رکھنا — کہ لوگ ملتے بچھڑتے رہیں گے رستے میں — احمد فراز

یہ فریبِ جلوہ ہے سر بسر، مجھے ڈر ہے یہ دِلِ بے خبر — کہیں جم نہ جائے تری نظر اِنہی چند نقش و نگار پر — جگر

یہ فکر ہے کہیں تُم بھی نہ ساتھ چھوڑ چلو — جہاں نے چھوڑ دیا ہے تو کوئی بات نہیں

یہ فیضانِ نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی — سکھائے کس نے اسماعیلؑ کو آدابِ فرزندی — علامہ اقبال

یہ کس مقام پہ لے آئی وحشتیں مجھ کو — سراب لگتی ہیں ساری حقیقتیں مجھ کو

یہ کون آدھی رات کو آیا ہے مئے کدے — توبہ! جنابِ شیخ ہیں تشریف لایئے

یہ کوئی کہہ نہیں سکتا کہ کون کس کا ہے — جلوس میں بھی کرائے کے لوگ ہوتے ہیں

یہ کہاں کی دوستی ہے کہ بنے ہیں دوست ناصح — کوئی چارہ ساز ہوتا، کوئی غم گسار ہوتا — مرزا غالبؔ

یہ کہہ کر ہو گیا دیوانہ خاموش — سلامِ آخری اے جنتِ ہوش

یہ کہہ کے اک جواز مہیا کیا گیا — رشوت کہاں نہیں ہے کہ درماں کریں گے ہم — شبیر احمد راہی

یہ کہہ کے دِل نے مرے حوصلے بڑھائے ہیں — غموں کی دھوپ کے آگے خوشی کے سائے ہیں — ماہر القادری

یہ کیا سلیقۂ ایماں ہے خود ہی کر انصاف — زباں پہ دعویٰ توحید، بُت کدے کا طواف — حسن نوید

یہ کیا ضرور کہ میری ہی بات مانے گا — خُدا ہے سب کا، تو پھر اس پہ حق بھی کا ہے — مدحت الاختر

یہ لاشِ بے کفن اسدؔ خستہ جاں کی ہے — حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا — مرزا غالبؔ

یہ لغزشیں ہی سنبھلنا تجھے سکھا دیں گی — قدم قدم پہ سہاروں کا منہ نہ دیکھا کر — حفیظ میرٹھی

یہ مجھے چین کیوں نہیں پڑتا — ایک ہی شخص تھا جہان میں کیا — جون ایلیا

یہ مسائلِ تصوّف، یہ ترا بیان غالبؔ — تجھے ہم ولی سمجھتے جو نہ بادہ خوار ہوتا — مرزا غالبؔ

یہ مصرع کاش ہر نقش در و دیوار ہو جائے — جسے جینا ہو مرنے کے لیے تیار ہو جائے — جگر مراد آبادی

یہ مصرع لکھ دیا کس شوخ نے محراب منبر پر — یہ ناداں گر گئے سجدوں میں جب وقتِ قیام آیا — علامہ اقبال

یہ معجزہ بھی محبت کبھی دکھائے مجھے — کہ سنگ تجھ پہ گرے اور چوٹ آئے مجھے — قتیل شفائی

یہ میرا تصور تھا یا سحرِ قلم اُن کا — تحریر کو پڑھتے ہی تصویر نظر آئی

یہ میرا فیصلہ ہے آپ میرے ہو نہیں سکتے — میں جب جانوں کہ یہ جذبہ مرا ناکام ہو جائے

یہ نرم نرم ہوا جھلملا رہے ہیں چراغ — ترے خیال کی خوشبو سے بس رہے ہیں دماغ — فراق گورکھپوری

یہ نہ تھی ہماری قسمت کہ وصالِ یار ہوتا — اگر اور جیتے رہتے یہی انتظار رہتا — مرزا غالب

یہ وفا کی سخت راہیں، یہ تمھارے پائے نازک — نہ لو انتقام مجھ سے مرے ساتھ ساتھ چل کے — مجروح سلطانپوری

یہ وہی پیڑ، وہی موڑ ہے، پہچان لیا — میں ٹھہر جاؤں مگر فرصتِ تاخیر کہاں

یہ ہو سکتا نہیں آزاد سے مے خانہ خالی ہو — وہ دیکھو کون بیٹھا ہے، وہی سرکار بیٹھے ہیں — آزاد

یہی آئینِ قدرت ہے، یہی اسلوبِ فطرت ہے — جو ہے راہِ عمل میں گامزن محبوبِ فطرت ہے — علامہ اقبال

یہی انصاف ہے، کچھ سوچو تو دل میں اپنے — تم تو سو کہہ لو مری اک نہ سنو، اور سنو — انشاء اللہ خاں انشاء

یہی بہت ہے کہ تم دیکھتے ہو ساحل سے — سفینہ ڈوب رہا ہے تو کوئی بات نہیں

یہی جی چاہتا ہے چھیڑتے ہی چھیڑتے رہیے — بہت دلکش ادائے حسنِ برہم ہوتی جاتی ہے — جگر مراد آبادی

یہی رہ گیا مداوئی، مری بدگمانیوں کا — ترا مسکرا کے ملنا، مرا اعتبار کرنا

یہیں پر کہیں ایک مکتب بھی تھا — مجھے یاد اب تک ہے اُس کا سبق — خان ارمان

یہی گھڑی ہے کہ تاریخ خود کو دہرائے — ملی ہے ایک زمانے میں قتلِ عام کی چھوٹ — غلام مرتضیٰ راہی

یہی معیارِ تجارت ہے توکل کا تاجر — برف کے باٹ لیے دھوپ میں بیٹھا ہوگا

یہی وفا کا صلہ ہے تو کوئی بات نہیں — یہ درد تم نے دیا ہے تو کوئی بات نہیں

یہی ہے عبادت، یہی دین و ایماں — کہ کام آئے دنیا میں انساں کے انساں